

خاص نمبر

عمارتِ کینجن

ٹاپ مشن

منظور گلیم الہام

Scanned and Uploaded By Nadeem

Unlocked

مُنْتَهِيَّ

طَابِش

حصہ دوم

منظور ایام

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

Scanned and Uploaded By Nadeem

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنونا۔ ”ٹاپ مشن“ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلیک تھنڈر جیسی باوسائل اور مضبوط تنظیم کے خلاف عمران کے سامنے بلیک تھنڈر کے سپر ایجنٹوں کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر کیا زندہ واپس بھی جا سکے یا نہیں اور اس جنگ میں وہ لمحات بھی آئے جب عین میدان کارزار میں جوزف نے عمران کی بجائے جولیا کی تابعداری اختیار کر لی اور وہ دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہٹ کر بلیک تھنڈر کے مقابلے پر اتر آئے۔ بلیک تھنڈر نے اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اپنی پوری قوت جھومنک دی اور اس طرح یہ مشن واقعی ٹاپ مشن میں تبدیل ہوتا چل گیا۔ بلیک تھنڈر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان اس ناول میں اس قدر خوفناک فائنس ہوئیں کہ موت اور زندگی کے درمیان فرق ہی باقی نہ رہا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول قارئین کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خط یا ای میل ضرور مطلع کیجئے۔ آپ کی آراء واقعی میری رہنمائی کرتی ہیں لیکن ناول کے

کسی صورت بھی کم نہیں ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کرک صوبہ سرحد سے حشمت علی لکھتے ہیں کہ ”میری کتابوں کی دکان ہے اور آپ کے ناول میں خود بھی پڑھتا ہوں اور میرے دوست بھی پڑھتے ہیں۔ ہمیں آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن جب سے آپ نے اپنے ادارے خان برادرز سے ناول شائع کرنے شروع کئے ہیں، ہمیں ناول نہیں مل رہے۔ آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ ہم آپ کے ناول کہاں سے اور کن شرائط پر حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔“

محترم حشمت علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے ناول میرے ادارے کے ڈسٹری یوٹر ارسلان پبلی یکشنز پاک گیٹ ملتان سے منگوا سکتے ہیں۔ آپ کو اس سلسلے میں علیحدہ تفصیلی خط سرکاریں مینځر کی طرف سے بھجوادیا جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گوجران سے زاہد رفیق لکھتے ہیں کہ ”میں گزشتہ ایک سال سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ میں اور میرے دوست آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ البتہ آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے بلیک زیرو کو دالش منزل تک ہی محدود کر دیا ہے حالانکہ اس نے فیلڈ میں بھی کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو چیف ایجنٹ ثابت کیا ہے اس لئے ہماری درخواست ہے کہ آپ بلیک

مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلو اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

چوک سرور شہید سے اللہ وۃ، غلام پیغمبر اور عبدالماجد نے مشترکہ خط لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”ہم آپ کے شاگرد قاری ہیں۔ آپ کے ناول اپنے منفرد موضوعات، دلچسپ انداز بیان، واقعیاتی تسلسل اور بھرپور موقع محل کے مطابق ہونے کی وجہ سے انتہائی پسند کئے جاتے ہیں۔ ہارت ورلڈ، رویوس سرکل، گرین گارڈ اور والکنٹ کرام جیسے عظیم ناول آپ ہی لکھ سکتے ہیں۔ البتہ ایک شکایت بھی ہے کہ اب عمران کی ٹکر کا کوئی ایجنت سامنے نہیں آ رہا۔ امید ہے آپ ضرور ایسا ایجنت سامنے لائیں گے جس کی کارکردگی کسی طرح بھی عمران سے کم نہ ہو۔“

محترم اللہ وۃ، غلام پیغمبر و عبدالماجد صاحبان۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے شاگرد قاری لکھ کر واقعی قارئین کی ایک نئی قسم آشکار کر دی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کو ناول پسند آتے ہیں اس کا بھی شکریہ۔ جہاں تک آپ کی یہ فرماںش ہے کہ عمران کی ٹکر کا ایجنت سامنے نہیں آ رہا تو ظاہر ہے عمران کی ٹکر کا بننے کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بہر حال مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی بھی وقت کوئی ایسا ایجنت عمران سے ٹکرا سکتا ہے کہ عمران کو بھی احساس ہو کہ مقابل اس سے

زیو کو فیلڈ میں بھجوائیں اور اس پر ایک طویل ناول لکھیں۔ امید ہے آپ ضرور ہماری درخواست پر غور کریں گے۔

محترم زاہد رفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک بلیک زیو کے فیلڈ میں کام کرنے کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ بلیک زیو نے فیلڈ میں اپنے آپ کو چیف ایجنت ثابت کیا ہے لیکن دانش منزل میں وہ جس سیٹ پر موجود ہے یہ سیٹ کسی طرح بھی فیلڈ میں کام کرنے سے کم اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ دانش منزل کی اس سیٹ پر ہی کام کرتا رہے لیکن بلیک زیو کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے بھی فیلڈ میں بھجوایا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی بلیک زیو ایک بار پھر فیلڈ میں کام کرتا نظر آئے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

ناں اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی کے عالم میں پہلو بدل رہا تھا۔ گوٹارگ نے اسے بھی جزل ہسپتال جا کر پاکیشی ایجنسیوں کے خاتمے کا کہا تھا لیکن اس کے خیال کے مطابق اس کا جانا ضروری نہیں تھا کیونکہ بیڈز پر پڑے ہوئے زخمیوں کو صرف فائز کر کے ہلاک کرنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں تھا جس کے لئے وہ بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ جاتا اس لئے اس نے اپنے دو آدمی ڈان اور میتھو کو یہ کام سرانجام دینے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن ان کو گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن ابھی تک نہ ہی وہ دونوں واپس آئے تھے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی کال آئی تھی اس لئے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر جب اس سے رہانہ گیا تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری سے جزل ہسپتال کے شعبہ ایمن جنسی کا نمبر

معلوم کر کے اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

”جزل ہپتال شعبہ ایم جنپی“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”یہاں نیشنل گارڈن میں زخمی ہونے والے افراد لائے گئے تھے۔ اب ان کی کیا پوزیشن ہے“..... نائف نے پوچھا۔

”آپ کون صاحب بول رہے ہیں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”میرا نام رابنسن ہے اور میں پبلک ٹائمز کا کرام رپورٹر ہوں“..... نائف نے جواب دیا۔

”پھر تو آپ کے لئے خاصی بڑی خبر ہے۔ ان افراد پر دو مسلح افراد نے اچانک حملہ کر دیا لیکن ان زخمیوں میں سے ایک نے حیرت انگیز طور پر حملہ کرنے والے دونوں افراد کو ہلاک کر دیا جبکہ جن زخمیوں پر حملہ کیا گیا تھا وہ شدید زخمی ہو گئے تو انہیں آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا جہاں آپریشن کر کے انہیں بچا لیا گیا۔ پھر ان افراد کے وارث آگئے اور انہوں نے انہیں جزل ہپتال سے ڈسچارج کرایا اور کسی پرائیویٹ ہپتال میں لے لے گئے“..... دوسری طرف موجود لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو نائف کا چہرہ اپنے دوسرا تھیوں کی موت کا سن کر بگڑ سا گیا۔

”حملہ آوروں کی لاشیں کہاں ہیں“..... نائف نے کہا۔

”وہ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہیں“..... دوسری طرف سے جواب دیا

گیا۔

”ان کے وارث کون تھے جو انہیں لے گئے ہیں اور پولیس نے انہیں کیسے جانے دیا ہے“..... نائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ میرے بارے میں اخبار میں نہ لکھیں تو میں بتا دیتی ہوں ورنہ مجھے مزید کچھ نہیں معلوم“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ بے فکر ہیں۔ آپ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا جائے گا اور نہ ہی آپ کا حوالہ دیا جائے گا“..... نائف نے کہا۔

”کرامی کا سب سے خطرناک گروپ جسے ماشر ہاک گروپ کہا جاتا ہے وہ ان زخمیوں کو لے گیا ہے۔ ماشر ہاک خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا اور ایک ایکری بھی اس کے ساتھ تھا“..... لڑکی نے جواب دیا تو نائف بے اختیار اچھل پڑا۔

”ماشر ہاک خود آیا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کے آدمی تو آسکتے ہیں لیکن وہ خود کیسے آ سکتا ہے“..... نائف نے کہا کیونکہ وہ یہ جانتا تھا کہ ماشر ہاک کرامی کی انڈر ولڈ کا لنگ سمجھا جاتا ہے اور یہاں کی حکومت تک اس سے خوفزدہ رہتی ہے لہذا وہ خود اتنے معمولی کام کے لئے کیسے جا سکتا تھا۔

”میں درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں آپ کی مرضی“..... لڑکی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بہر حال آپ کا شگریہ اور آپ بے فکر ہیں آپ کا

نام نہیں آئے گا۔ گذبائی۔.....

ناٹف نے کہا اور رسیور کریڈل پر

چیخ دیا۔

”ڈالن اور میتھو دونوں ہلاک ہو گئے ہیں اور زخمی بھی ہاتھ سے
نکل گئے۔ اب کیا ہو گا۔ باس شارگ تو مجھے کچا چبا جائے گا۔“
ناٹف نے بڑبراتے ہوئے کہا۔

”اس ماشر ہاک کو معلوم ہو گا کہ زخمی اب کہاں ہے۔ اگر اس
سے یہ معلوم ہو جائے تو اب بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔“ چند
لحظے خاموش رہنے کے بعد ناٹف نے خود کلامی کے انداز میں بولتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک
پڑا۔ اسے ماشر ہاک کے نائب ماجیو کا خیال آ گیا تھا۔ ماجیو عملی
طور پر ماشر ہاک کے گروپ کا انچارج تھا۔ وہ بے حد لاپچی آدمی
تھا اور ناٹف کے ساتھ بھی اس کے تعلقات تھے اس لئے ناٹف کو
خیال آیا تھا کہ اگر ماجیو کو بھاری رقم دی جائے تو اس سے اس
ہسپتال کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جہاں یہ پاکیشیائی
ایجنسی موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا
اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ہاک کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز
سنائی دی۔

”ماچیو سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست ناٹف بول رہا ہوں۔“
ناٹف نے کہا۔

”ہو ہو لڑ کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ماچیو بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد پہلے سے بھی کرخت
آواز سنائی دی۔

”ناٹف بول رہا ہو ماچیو۔ کیا تم ایک لاکھ ڈالر نقد کمانا چاہتے
ہو“..... ناٹف نے اس کی لاپچی فطرت کے پیش نظر براہ راست
بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ ڈالر۔ ہاں کیوں نہیں“..... ماچیو کے لجھے میں
اشتیاق ابھر آیا تھا۔

”تو پھر کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ بولو۔ تمہارے کلب کے
علاوہ“..... ناٹف نے کہا۔

”تم فون پر ہی بتا دو۔ یہ فون محفوظ ہے“..... ماچیو نے کہا۔
”نہیں۔ ایک لاکھ ڈالر بھی تو دینے ہیں“..... ناٹف نے کہا۔

”اپنے کسی آدمی کے ہاتھ بھجوادینا۔ لیکن بات تو بتاؤ“..... ماچیو
نے بے چین سے لجھے میں کہا۔

”تمہارے ماشر نے جزل ہسپتال سے چند افراد کو کسی پرائیویٹ
ہسپتال میں شفت کرایا ہے۔ تمہارا ماشر خود جزل ہسپتال گیا تھا۔
مجھے اس پرائیویٹ ہسپتال کا پتہ چاہئے“..... ناٹف نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم میرے دوست نہیں دشمن ہو۔ تم مجھے
ماشر کے ہاتھوں مردا نا چاہتے ہو“..... ماچیو نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد کہا۔

”ناٹف نے کہا اور رسیور کریڈل پر
چیخ دیا۔

”ڈالن اور میتھو دونوں ہلاک ہو گئے ہیں اور زخمی بھی ہاتھ سے

نکل گئے۔ اب کیا ہو گا۔ باس شارگ تو مجھے کچا چبا جائے گا۔“
ناٹف نے بڑبراتے ہوئے کہا۔

”اس ماشر ہاک کو معلوم ہو گا کہ زخمی اب کہاں ہے۔ اگر اس
سے یہ معلوم ہو جائے تو اب بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔“ چند
لحظے خاموش رہنے کے بعد ناٹف نے خود کلامی کے انداز میں بولتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک
پڑا۔ اسے ماشر ہاک کے نائب ماجیو کا خیال آ گیا تھا۔ ماجیو عملی
طور پر ماشر ہاک کے گروپ کا انچارج تھا۔ وہ بے حد لاپچی آدمی
تھا اور ناٹف کے ساتھ بھی اس کے تعلقات تھے اس لئے ناٹف کو
خیال آیا تھا کہ اگر ماجیو کو بھاری رقم دی جائے تو اس سے اس
ہسپتال کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جہاں یہ پاکیشیائی
ایجنسی موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا
اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ہاک کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز
سنائی دی۔

”ماچیو سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست ناٹف بول رہا ہوں۔“
ناٹف نے کہا۔

”ناٹف نے کہا اور رسیور کریڈل پر
چیخ دیا۔

”ڈالن اور میتھو دونوں ہلاک ہو گئے ہیں اور زخمی بھی ہاتھ سے

نکل گئے۔ اب کیا ہو گا۔ باس شارگ تو مجھے کچا چبا جائے گا۔“
ناٹف نے بڑبراتے ہوئے کہا۔

”اس ماشر ہاک کو معلوم ہو گا کہ زخمی اب کہاں ہے۔ اگر اس
سے یہ معلوم ہو جائے تو اب بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔“ چند
لحظے خاموش رہنے کے بعد ناٹف نے خود کلامی کے انداز میں بولتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک
پڑا۔ اسے ماشر ہاک کے نائب ماجیو کا خیال آ گیا تھا۔ ماجیو عملی
طور پر ماشر ہاک کے گروپ کا انچارج تھا۔ وہ بے حد لاپچی آدمی
تھا اور ناٹف کے ساتھ بھی اس کے تعلقات تھے اس لئے ناٹف کو
خیال آیا تھا کہ اگر ماجیو کو بھاری رقم دی جائے تو اس سے اس
ہسپتال کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جہاں یہ پاکیشیائی
ایجنسی موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا
اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ہاک کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز
سنائی دی۔

”ماچیو سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست ناٹف بول رہا ہوں۔“
ناٹف نے کہا۔

”چیک ہے۔ میں تمہاری رقم کا چیک بھجو رہا ہوں،“..... نائف نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پر لیں کر دیے۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”رالف موجود ہے یہاں“..... نائف نے پوچھا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اسے میرے پاس بھیجو“..... نائف نے کہا اور پھر اس نے رسپور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے نائف کو سلام کیا تو نائف نے سر ہلا کر اشارے سے سلام کا جواب دیا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چیک بک نکال ایک چیک علیحدہ کیا۔ اس پر رقم لکھی اور دستخط کر کے اس نے چیک آنے والے نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

”رالف۔ یہ چیک لے جاؤ اور ہاک کلب کے ماچیو کو دے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا کسی اور کو معلوم نہ ہو سکے کہ یہ چیک ماچیو کو دیا گیا ہے“..... نائف نے کہا۔

”لیکن باس۔ ماچیو تو کسی سے ملتا ہی نہیں“..... رالف نے کہا۔

”اسے میرا حوالہ دینا پھر وہ فوری ملاقات کرے گا“..... نائف نے کہا۔

”لیں باس“..... رالف نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

”مم مجھے اپنی طرح جانتے ہو ماچیو۔ میں حلف دیتا ہوں کہ تمہارا نام بھی سامنے نہیں آئے گا“..... نائف نے کہا۔

”اور تم مجھے ایک لاکھ ڈالر بھی دو گے“..... ماچیو نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی اور اسی وقت۔ لیکن معلومات درست اور جتنی ہوں“.....

نائف نے کہا۔

”تو پھر سنو۔ برانک روڈ پر ایک پرائیویٹ ہسپتال ہے۔

ہسپتال۔ تم نے دیکھا ہو گا اسے“..... ماچیو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن وہ تو عام سا ہسپتال ہے“..... نائف نے اسے

لنجے میں کہا جیسے اسے ماچیو کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہاں۔ بظاہر عام سا ہسپتال ہے لیکن اس کا ایک شعبہ تجھے

خانے میں ہے جسے سب سے مخفی رکھا گیا ہے اور اس کا دروازہ

ریڈیو کنٹرولڈ ہے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ البتہ اس کا ایک خفیہ

راستہ بھی ہے جو ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کے کنٹرول میں رہتا ہے۔

جہاں سے ٹاف نریں اور ڈاکٹر آتے جاتے ہیں جبکہ یہ ہسپتال

ماسٹر ہاک کی ملکیت ہے اور یہ خفیہ شعبہ بھی ماسٹر ہاک کے اسے

گروپ کے زمیوں کے لئے علیحدہ بنایا گیا ہے“..... ماچیو نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو جزل ہسپتال کے زمیوں کو اس شعبے میں رکھا گیا ہے“.....

نائف نے کہا۔

”ہاں“..... ماچیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ناکف کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں باس“..... اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”جوز نے میری بات کراو“..... ناف نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن خاموشی طاری ہو گئی۔

”لیں باس۔ جوز بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک اور مسود بانہ آواز سنائی دی۔

”جوز۔ میرے آفس میں آ جاؤ ابھی اور اسی وقت“..... ناف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور قدرے پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ اس کا ساتھی جوز تھا۔ اس نے اندر آ کر اسے سلام کیا۔

”بیٹھو جوز“..... ناف نے کہا تو جوز میز کی دوسری طرف کری پر بیٹھ گیا۔

”تم نے ڈان اور میتھو کو جزل ہسپتال میں پاکیشیائی اینجنسن کے خاتمے کے لئے بھیجا تھا“..... ناف نے کہا۔

”لیں باس“..... جوز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور پاکیشیائی اینجنسن کو بھی ایک پرائیویٹ ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے“..... ناف نے کہا تو

جوز نے اختیار اچھل پڑا۔

”دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے بآس۔ وہاں کوئی مقابل تو تھا ہی نہیں۔ پھر کیسے اور کس نے انہیں ہلاک کیا ہے“..... جوز نے انتہائی حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”تفصیل کا تو مجھے علم نہیں۔ لیکن بہر حال یہ خبر درست ہے کہ وہ دونوں وہاں ہلاک ہو گئے ہیں اور نہ صرف اب ان پاکیشیائی اینجنسن کو ماشر ہاک کی سرپرستی حاصل ہے بلکہ انہیں وہاں سے اس پرائیویٹ ہسپتال میں بھی ماشر ہاک نے شفت کرایا ہے۔“

ناکف نے کہا۔

”ماشر ہاک۔ یہ تو انتہائی خطرناک گروپ ہے“..... جوز نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہم نے بہر حال ان پاکیشیائی اینجنسن کو ہلاک کرنا ہے چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے ورنہ ہم سب کے ذمہ ارڈر جاری ہو جائیں گے“..... ناف نے کہا۔

”لیکن بآس۔ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ان اینجنسن کو کہاں شفت کیا گیا ہے“..... جوز نے کہا۔

”یہ بات بھی میں معلوم کر چکا ہوں۔ انہیں ماشر ہاک نے اپنے ذاتی ہسپتال میں داخل کرایا ہے۔ اس ہسپتال کا نام کیئر ہسپتال ہے اور یہ برانک روڈ پر ہے“..... ناف نے کہا۔

”تو پھر کیا مسئلہ ہے بآس۔ ہم اس ہسپتال کو ہی میزاںکوں سے

تعاون کرے گا۔ ہم اس تھہ خانے کی اس دیوار کو جو ہسپتال سے ملحقہ ہے توڑ کر براہ راست ہسپتال کے اس تھہ خانے میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے سب کو بے ہوش کر دیا جائے گا اور پھر وہاں موجود مطلوبہ افراد کو ہلاک کر کے ہم واپس آ جائیں گے۔” جوزن نے کہا۔

”نہیں۔ گولڈ میں کو معلوم ہو گا کہ اس ہسپتال کا مالک ماشر ہاک ہے اور ظاہر ہے دیوار کی وجہ سے وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ کام گولڈ ہوٹل سے کیا گیا تھا اس لئے سارا نزلہ گولڈ میں پر گرتے گا۔ البتہ یہ کام ایک اور انداز سے کیا جا سکتا ہے کہ ہم دیوار میں صرف اس قدر سوراخ کریں جس سے ہلاک کر دینے والی گیس اندر فائر کی جاسکے۔ اس طرح کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ گیس کہاں سے فائر کی گئی ہے اور اس یونٹ میں موجود ہر شخص بے ہوش ہو کر آخر کار ہلاک ہو جائے گا۔ ایسی گیس ہمارے پاس بھی موجود ہے۔” نائف نے کہا۔

”لیں باس۔ آپ نے واقعی بہترین پلانگ سوچی ہے۔ میں آسانی سے گولڈ میں کو اس پر رضا مند کر لوں گا۔“ جوزن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور گولڈ میں سے بات کرو۔ وہ جتنی رقم بھی مانگے اسے دے دو کیونکہ یہ ہماری زندگی اور موت کا معاملہ ہے اس لئے ہم نے ہر صورت میں پاکیشیائی ایجنسیوں کا خاتمه کرنا ہے۔“ نائف نے کہا تو جوزن سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے

اڑا دیتے ہیں،“..... جوزن نے کہا۔

”اس ہسپتال کا ایک خصوصی یونٹ تھہ خانے میں ہے جس کا دروازہ ریڈ یو کنٹرولڈ ہے۔ اگر ہم نے باہر سے میزائل فائر کئے تو یہ یونٹ پھر بھی متاثر نہیں ہو گا۔“..... نائف نے کہا۔

”تو پھر آپ کے ذہن میں کیا پلانگ ہے؟“..... جوزن پوچھا۔

”تم سوچو اس لئے تو میں نے تمہیں بلا�ا ہے۔ ایسی پلانگ کو کہ یہ لوگ بھی ہلاک ہو جائیں اور ہمیں بھی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔“ نائف نے کہا۔

”ایک منٹ باس۔“..... جوزن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس انداز میں آنکھیں سکیر لیں جیسے کوئی خاص بات سوچ رہا ہو۔

”لیں باس۔ ایک شاندار پلانگ میرے ذہن میں آ گئی ہے۔“ جوزن نے یک لمحت آنکھیں کھول کر مرست بھرے لمحے میں کہا۔

”کیا۔“..... نائف نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ اس ہسپتال کی بلڈنگ کی سائیڈ میں ایک ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل کے نیچے بھی تھہ خانے ہیں۔ اس ہوٹل کا نام گولڈ ہے اور گولڈ میں اس کا مالک ہے اور جزل مینجر بھی اور آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ گولڈ میں کے تعلقات چیف سے انتہائی دوستاب ہیں۔ اسے معاوضہ دیئے جانے کا یقین دلایا جائے تو وہ ہمارے ساتھ مکمل

باہر جانے کے بعد نائف نے سٹور میں جا کر وہاں سے دیوار میں سوراخ کرنے والا بے آواز الکٹرک برم اور انہتائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسل کے ساتھ ساتھ ساینا یئڈ گیس فائر کرنے والا پسل بھی اٹھا کر بیگ میں ڈالا اور یہ بیگ لے کر وہ واپس آفس میں آ گیا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ براہ راست ساینا یئڈ گیس فائر کرنے کی بجائے پہلے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا کیونکہ ساینا یئڈ گیس فوری اثر نہیں کرتی۔ اس میں کچھ وقت لگ جاتا ہے اور ان کے مقابل فام لوگ نہیں تھے بلکہ انہتائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنت تھے اس لئے وہ گیس کا رنگ دیکھ کر ہی معاملہ سمجھ جائیں گے اور پھر وہ اس تھہ خانے سے نکل بھی سکتے ہیں جبکہ زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہونے سے وہ فوری طور پر بے ہوش جائیں گے اور پھر یقینی طور پر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح ماشر ہاک کو پتہ نہ چل سکے گا اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ اب اسے جوز کی طرف سے کال کا انتظار تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو نائف نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یہیں۔ نائف بول رہا ہوں“..... نائف نے تیز لمحے میں کہا۔

”شارگ بول رہا ہوں نائف۔ جزل ہسپتال کی کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے شارگ کی آواز سنائی دی تو نائف جو اسے جوز کی کال سمجھا تھا یک لمحہ چونک پڑا۔

”باس۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے انہیں جزل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفت کر دیا گیا تھا اور اب ہمارے آدمی اس ہسپتال کو ٹریس کر رہے ہیں۔ جیسے ہی اس ہسپتال کا پتہ چلا ہم فوری طور پر وہاں ریڈ کر دیں گے“..... نائف نے کہا۔

”کس نے انہیں وہاں سے شفت کرایا ہے۔ یہاں ان کا ہمدرد کون ہو سکتا ہے“..... شارگ نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ ماشر ہاک خود وہاں گیا تھا۔ میرے دو آدمی اس سے پہلے وہاں پہنچ گئے تھے لیکن ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا۔“..... نائف نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارے دو آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ کیا ماشر ہاک نے ایسا کیا ہے“..... شارگ نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں بس۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے۔ ان میں سے ایک اس وقت واش روم میں تھا۔ جب میرے دو آدمی وہاں داخل ہوئے تو وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ پھر میرے آدمیوں نے سامنے موجود دو ایجنٹوں پر فائر کھول دیا تو ان کے تیرے ساتھی نے ہمارے دونوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ جن پر فائر کھولا گیا تھا وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں آپریشن تھیز لے جایا گیا اور پھر ماشر ہاک وہاں پہنچ گیا اور ان سب کو وہاں سے شفت کر دیا گیا۔ اب ہم ان کو تلاش کر رہے ہیں“..... نائف نے کہا۔

ایک بار پھر نج اٹھی تو نائف نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ نائف بول رہا ہوں“..... نائف نے کہا۔

”جو نبول رہا ہوں بس۔ گولڈ مین تو ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اس کے استینٹ مور تھی سے میری بات ہو چکی ہے۔ متحقہ تھہ خانہ ویسے ہی خالی ہے۔ اسے سور بنایا گیا ہے۔ ایک لاکھ ڈالر کے عوض مور تھی نے ہمیں وہاں اپنی کارروائی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ آپ خود آ جائیں۔ میں گیٹ پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں“۔ جو نبول نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں“..... نائف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور میز پر پڑا ہوا بیگ جس میں اس نے سور میں سے ضروری سامان لے کر رکھا تھا اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گولڈ ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اس ماشر ہاک پر ہاتھ ڈال دینا تھا“..... شارگ نے کہا۔

”باس۔ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ ماشر ہاک جیسے آدمی مر تو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے اور پھر ہمیشہ کے لئے ہماری اور اس کی آپس میں ٹھن جاتی اس لئے ہم اپنے طور پر ان ایمبلینسون کے ذریعے اس ہسپتال کو تلاش کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ہمیں اس کا پتہ چلا ہم وہاں ریڈ کر دیں گے۔ ان کا خاتمه بہر حال اب یقینی ہو چکا ہے“..... نائف نے کہا۔

”تمہارے کون سے دو ساتھی ہلاک ہوئے ہیں“..... شارگ نے پوچھا۔

”ڈان اور میتھو“..... نائف نے جواب دیا۔

”ویری بیڈ۔ اگر اسی طرح ہمارے ساتھی ہلاک ہوتے رہے تو ہم سب کا خاتمه یقینی ہے“..... شارگ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں بس۔ آج ہی یقینی طور پر ان پاکیشی ایجنٹوں کا خاتمه ہو جائے گا“..... نائف نے کہا۔

”اوکے۔ جلد از جلد یہ کام سرانجام دو ورنہ اگر یہ رپورٹ سیکشن ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئی تو ہم سب کا فوری اور یقینی خاتمه ہو جائے گا۔ اگر ویسے یہ لوگ ٹریس نہ ہوں تو اس ماشر ہاک پر چڑھ دوڑو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... شارگ نے کہا۔

”لیں بس“..... نائف نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی

بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو تنوری اس کے ساتھ تھا۔

”میرا خیال ہے کہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کو دوبارہ کال کیا جائے“..... جولیا نے کہا۔

”دوسرے ساتھی“..... تنوری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

”صدیقی اور اس کے ساتھی وہ اپنے فلیٹ پر موجود نہیں تھے اس لئے میں نے پیغام ریکارڈ کرا دیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی ابھی تک نہیں پہنچا“..... جولیا نے کہا۔

”چیف نے ٹائم بدل دی ہے۔ اب صدیقی اور اس کے ساتھی بیرونی مشنزر پر کام کریں گے اور اندر وہن ملک مشنزر پر ہمیں کام دیا جائے گا“..... تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ مشن پر گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو بہر حال ہدایات تو جولیا کے ذریعے ہی انہیں دی جاتیں“۔ صدر ساتھیوں کو بھی کال کیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے فلیٹ پر موجود نہ تھا اس لئے جولیا نے ان کے نام نام ریکارڈ کرا دیے تھے۔ عمران کے فلیٹ پر بھی جولیا نے فون کیا نہ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے کال اشذذ نہ کی تو جولیا بمحض گھنٹی کہ عمران اور سلیمان دونوں ہی فلیٹ میں موجود نہیں ہیں۔ وہاں کہا اس نے پیغام ریکارڈ کرا دیا تھا۔ ان سب کو اب اپنے ساتھیوں۔ آنے کا انتظار تھا کہ کال بیل بھی تو صدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی ف

”جو لیا کی سیٹ اب عمران نے سنبھال لی ہے۔ وہ بھی ان کے ساتھ گیا ہوا ہے اور اسی نے انہیں بریف بھی کیا تھا“..... تنوری نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ تمہیں کس نے بتایا ہے“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”صدیقی نے“..... تنوری نے مختصر سا جواب دیا۔

پڑے۔

”عمران صاحب کی سازش۔ کیا مطلب؟“..... صدر نے جیران ہو کر کہا۔

”عمران کی کافی عرصے سے کوشش تھی کہ سیکرٹ سروس میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور ہم گروپ بناؤ کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور اب یہ سازش کامیاب ہو گئی ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مس جولیا۔ چیف اتنا احمق نہیں ہے جتنا آپ نے اسے سمجھ لیا ہے۔ وہ عمران صاحب کی بھی صرف وہ بات مانتے ہیں جس میں اسے ملک و قوم کا کوئی مفاد نظر آ رہا ہو۔ اگر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو مشن پر بھجوایا بھی گیا ہے تو پھر لازماً اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہو گی“..... صدر نے بڑے بردبارانہ لہجے میں کہا۔

”جولیا۔ تم چیف کی بجائے عمران سے بات کرو“..... صالح نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران کہاں ہے۔ اس سے میری

”کب“..... جولیا نے جیران ہو کر پوچھا۔

”تقریباً ایک ہفتہ پہلے“..... تنویر نے جواب دیا۔

”کھل کر بات کرو تنویر۔ تم تو ایسے جواب دے رہے ہو جیسے پہلیاں بوجھوار ہے ہو“..... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایک ہفتہ پہلے میری ایک ہوٹل میں صدیقی سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ چاروں ملک سے باہر ایک اہم مشن پر جا رہے ہیں اور عمران ابھی ان کے ساتھ نہیں جا رہا۔ جب وہ ابتدائی مشن مکمل کر لیں گے تو پھر عمران ان کے ساتھ آ ملے گا۔

میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ان چاروں نے کام نہ ملنے کی وجہ سے فورٹشارز سے چیف کو استغفاری دینے کی بات کی تھی۔ چیف نے ان کے استغفاری منظور کرنے کی بجائے انہیں مشن پر جانے کا حکم دے دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مس جولیا نے تو اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کیا تو صدیقی نے بتایا کہ یہ ساری کارروائی عمران کے ذریعے ہوئی ہے تو میں خاموش ہو گیا۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں آیا تھا لیکن پھر صدیقی اور اس کے تینوں ساتھی غائب ہو گئے۔ البتہ عمران یہاں موجود تھا۔ پھر اب مجھے معلوم نہیں کہ عمران بھی گیا ہے یا نہیں“..... تنویر نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عمران کی سازش کامیاب رہی ہے“۔
جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک

ممبران ہیں اسی طرح صدیقی اور اس کے ساتھی بھی اور کسی بھی طرح یہ ہم سے کم نہیں ہیں۔ چیف مشن کے حالات و واقعات اور اس کی سنگینی دیکھ کر انتخاب کرتا ہے کہ کسے بھجوانا ہے اور کسے نہیں۔“ صدر نے کہا۔

”پہلے تو پوری ٹیم مشن پر جاتی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اب گروپ کیوں بنائے گئے ہیں؟“..... تنویر نے ایک بار پھر زہریلے لمحے میں کہا۔

”جس مشن پر پوری سیکرٹ سروس کی ضرورت ہو چیف اب بھی پوری ٹیم کو بھجواتا ہے،“..... صدر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”جولیا بول رہی ہوں،“..... جولیا نے کہا۔
”ایکسٹو،“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لاڈور کا بلن پر لیں کر دیا۔

”لیں چیف،“..... جولیا نے موڈبانہ لمحے میں کہا۔
”تم سب یہاں اکٹھے ہو۔ کوئی خاص وجہ،“..... چیف کا لمحہ بے حد سرد تھا۔

”دنہیں چیف۔ کوئی خاص وجہ نہیں۔ سب فارغ رہ رہ کر بور ہو رہے تھے اس لئے میں نے سب کو کال کیا کہ ہم کچھ روز باہر جا کر

بات کراو،“..... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ صاحب، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں،“..... دوسری طرف سے سلیمان کی موڈبانہ آواز سنائی دی تو جولیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کب گئے ہیں،“..... جولیا نے پوچھا۔

”کافی دن ہو گئے ہیں،“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”اوکے،“..... جولیا نے کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب چیف کی نظروں میں ہماری اہمیت ٹائیگر، جوزف اور جوانا سے بھی کم ہو گئی ہے،“..... یکاخت تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ ان کا تو کوئی تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ وہ تو عمران کے ساتھی ہیں اور عمران انہیں اپنے طور پر ساتھ لے گیا ہو گا،“..... اس بار صدر نے کہا۔

”بہر حال تنویر کی بات درست ثابت ہوئی ہے کہ اب ہم پر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے،“..... جولیا نے کہا۔

”آپ اس انداز میں کیوں سوچ رہی ہیں مس جولیا۔ پہلے جب ہم پیروں مشن پر جاتے تھے تو کیا اس وقت بھی یہ ترجیح والی بات آپ کے ذہن میں آئی تھی۔ جس طرح ہم سیکرٹ سروس کے

کھوم آئیں تاکہ بوریت سے نجات مل سکے۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

بھرے لبھے میں کہا۔

”بلیک تھنڈر کی ایک لیبارٹری میں ایسی غیر فطری مخلوق کلوونگ کے ذریعے پیدا کی جا رہی ہے جو پوری انسانیت کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ اس کی اطلاع پر پاورز کو ملی تو ان سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ بلیک تھنڈر سے مقابلہ صرف پاکیشی سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ تمام پر پاورز نے حکومتی سطح پر ہماری حکومت سے درخواست کی۔ لیکن جب فال میرے پاس پہنچ تو مجھے اس پر یقین نہ آیا جس پر میں نے عمران کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرے اور میں نے اپنے ذرائع سے بھی معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ پر پاورز کو جو معلومات ملی ہیں وہ درست ہیں لیکن پر پاورز باوجود شدید ترین کوششوں کے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں کر سکی تھیں۔ البتہ بلیک تھنڈر کو بھی اس کی اطلاع مل گئی کہ پاکیشی سیکرٹ سروس اس کے مقابلے پر آ رہی ہے تو وہ ریڈ الرٹ ہو گئے۔ چونکہ عمران کے بارے میں انہیں اچھی طرح معلوم ہے اور وہ لوگ عمران کی نقل و حرکت سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکیشی سیکرٹ سروس حرکت میں آئی ہے یا نہیں اور چونکہ لیبارٹری کے بارے میں حتیٰ معلومات موجود نہیں تھی۔ صرف ایک چھوٹا سا کلیو تھا کہ یورپی بلک کرانس کے ایک آدمی کیلوں کے ذریعے اس لیبارٹری کو سپلائی بھجوائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کلیو پر کام کر کے آگے بڑھا جا سکتا تھا لیکن عمران کو وہاں

”تمہاری فراغت کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ تم نے صالح، تنویر، کیپن شکیل اور صدر کے ساتھ فوری طور پر کرامی پہنچنا ہے۔ پہلے تم یہاں سے پہلی دستیاب فلاٹ میں کافرستان پہنچو گے اور پھر وہاں سے کرامی جاؤ گے۔ تم نے ایکریمین میک اپ میں یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ کرامی میں عمران، صدیقی اور ان کے ساتھی موجود ہیں لیکن جوزف کے علاوہ باقی سب شدید زخمی ہیں۔ جوزف البتہ کم زخمی ہے اس لئے ان سب کو واپس کال کر لیا گیا ہے۔“ چیف نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا عمران بھی زخمی ہے چیف؟“۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ عمران زخمی نہیں ہے۔ البتہ چوہاں اور نعمانی پہلے سے شدید زخمی تھے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ان دونوں کو واپس کال کر کے یہاں سے دو ممبر بھجوادیے جائیں لیکن اب رپورٹ ملی ہے کہ صدیقی، خاور، ناسیگر اور جوانا بھی شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ جوزف بھی زخمی ہے لیکن نبٹا کم زخمی ہے اس لئے سوائے جوزف اور عمران کے باقی سب کو واپس کال کر لیا گیا ہے۔ اب ان کی جگہ تم نے وہاں کام کرنا ہے۔“۔۔۔ چیف نے کہا۔

”کیسے زخمی ہو گئے ہیں یہ لوگ چیف؟“۔۔۔ جولیا نے حیرت

بار شدید زخمی ہو گئے۔ عمران نے وہاں کے ایک مقامی گروپ کی مدد سے انہیں جزل ہسپتال سے نکال کر ایک پرائیویٹ ہسپتال میں شفت کرا دیا اور مجھے تفصیلی رپورٹ دی۔ چنانچہ میں نے جوزف کو چھوڑ کر باقی سب کو واپس پا کیشنا بھجوانے کا حکم دے دیا اور ان کی جگہ اب تمہیں وہاں بھجووا رہا ہوں،..... چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو چیف کے تفصیل بتانے پر جولیا اور تنوری دونوں کے چہروں پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ صدر مسکرا رہا تھا۔

”لیں سر۔ ہم تیار ہیں سر“..... جولیا نے جواب دیا۔

”عمران نے وہاں کرامی میں ایک رہائش گاہ حاصل کر لی ہے۔ اس کا پتہ میں بتا دیتا ہوں۔ تم نے وہاں پہنچنا ہے پھر عمران تمہیں لیڈ کرے گا“..... چیف نے کہا اور پھر انہیں ایڈریس بتا دیا گیا۔

”تم فوری طور پر کاغذات سیٹ نمبر تھرٹی کے مطابق ایکریمین میک اپ کر لو۔ کاغذات تمہیں دانش منزل کے مخصوص رسیونگ باکس سے مل جائیں گے۔ تم سب پہلی دستیاب فلاٹ سے ان کاغذات کی مدد سے کافرستان جاؤ گے۔ میں نے کافرستان میں فارن ایجنت ناٹران کو حکم دے دیا ہے۔ وہ وہاں سے تمہاری کرامی روائی کے فوری انتظامات کر دے گا۔ ناٹران کا آدمی تمہیں کافرستانی ایرپورٹ پر ملے گا“..... چیف نے تفصیل سے ہدایات

نہیں بھجوایا جا سکتا تھا اور چونکہ تم اور تمہارے ساتھی جو بیرونی مشنر پر عمران کے ساتھ جاتے رہتے تھے ان کے بارے میں بھی یقیناً بیلی کے ایجنٹوں کو کچھ نہ کچھ معلومات ہوں گی اس لئے میں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو لیبارٹری کا حتیٰ کلیو حاصل کرنے کے لئے کرانس بھجووا دیا۔ یہ لوگ آگے بڑھتے رہے لیکن پھر ایک جزیرے گلوستر پہنچ کر پھنس گئے۔ ان کے پاس آگے بڑھنے کا کام کلیو نہ تھا۔ پھر عمران نے اپنے طور پر کام کیا اور حتیٰ معلومات حاصل کر لیں کہ یہ لیبارٹری شمالی افریقہ کے انتہائی خوفناک جنگلات میں بنائی گئی ہے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی چونکہ پہلے ہی اس مشنر پر کام کر رہے تھے اس لئے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ گلوستر کرامی پہنچ جائیں۔ آگے چونکہ جنگل میں مشن مکمل کرنا تھا اس لئے عمران اپنے ساتھی ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو لے کر کرامی پہنچ گیا۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو جلی ٹی کے ایجنٹوں نے ٹریس کر لیا اور چوبہن اور نعمانی دونوں شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے جبکہ صدیقی اور خاور دونوں بچ گئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو عمران کے ساتھیوں پر بھی اس حملہ کر دیا گیا اور وہ بھی ہسپتال پہنچ گئے۔ صدیقی اور خاور بھی اس وقت عمران کے ساتھ تھے اس لئے وہ بھی زخمی ہو گئے۔ پھر ہسپتال میں ان پر دوبارہ حملہ ہوا۔ لیکن جوزف کی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہونے سے بچ گئے اور حملہ آور مارے گئے۔ لیکن ٹائیگر اور جوانا اس

دیتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ہم بھی خواہ مخواہ کے شکوک میں بنتا ہو جاتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”اب ہمیں اصل حالات کا تو بہر حال علم نہیں تھا“..... تنویر نے بھی شرمندہ سے لمحے میں کہا۔

”جلدی کرو۔ ہمیں فوری روانہ ہونا ہے“..... صدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران کینز ہپتال کے خصوصی شعبے میں اپنے ساتھیوں کے پاس موجود تھا۔ سارے ساتھی ہوش میں تھے لیکن وہ سب خاصے زخمی ہونے کی وجہ سے بیڈز پر ہی لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ جوزف، عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ وہ اب آسانی سے چل پھر سکتا تھا۔ عمران نے اسے کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا تھا لیکن اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ اس نے چیف کو رپورٹ دے دی ہے اور چیف نے انہیں پاکیشیا بھجوانے کا حکم دیا ہے۔

”عمران صاحب۔ شاید ہماری قسمت ہی خراب ہے۔ خدا خدا کر کے ہیں بیرونی مشن پر بھجوایا گیا تھا لیکن ہم سب زخمی ہو کر ناکارہ ہو گئے“..... صدقیقی نے کہا۔

”تمہاری جگہ اگر صدر اور اس کے ساتھی ہوتے تو ان کے

ساتھ بھی یہی کچھ ہوتا۔ اس بار مقابلہ بیٹی کے ایجنٹوں سے ہے اور بیٹی کے ایجنٹوں کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس لئے قسمت سے گلے شکوے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ میرا وعدہ کہ تم ٹھیک ہو جاؤ تو میں چیف سے کہہ کر آئندہ مشن میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔..... عمران نے کہا تو صدیق کا چہرہ کھل اٹھا اور باقی ساتھی بھی مسکرانے لگے۔

”باس۔ اس بار مجھے اور جوانا کو جوزف کی وجہ سے نئی زندگی ملی ہے ورنہ ہم توبے بس پڑے ہوئے تھے۔ حملہ آور ہمیں کسی صورت بھی زندہ نہ چھوڑتے۔..... مائیگر نے کہا۔

”سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ میں باہر موجود تھا جب مجھے اندر سے اچانک فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو تم یقیناً کرو میری جو حالت تھی اس کا تصور بھی میرے رو نگئے کھڑے کر دیتا ہے۔ اس قدر بوکھلاہٹ مجھ پر پہلے کبھی طاری نہیں ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم سب زخمی ہونے کے باوجود پنج گئے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ باس۔ اس دیوار میں سیاہ ہد ہد سوراخ کر رہی ہے۔ اچانک عمرن کی کرتی کے پیچے کھڑے جوزف نے کہا تو عمران کے ساتھ تمام ساتھی چونک پڑے۔

”سیاہ ہد ہد سوراخ۔ کیا مطلب؟..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید جوزف کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن

جوزف بجلی کی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر ایک جگہ ہاتھ رکھ دیا۔

”ہاں بس۔ سیاہ ہد اس دیوار میں سوراخ کر رہی ہے اور جہاں سیاہ ہد سوراخ کر دے اس سوراخ سے موت ہی برآمد ہوتی ہے۔..... جوزف نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہو رہا ہے دیوار میں۔..... عمران نے کرتی سے اٹھ کر تیزی سے دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس جگہ دیوار پر ہاتھ رکھ دیا جہاں پہلے جوزف نے ہاتھ رکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کا رنگ بدلنا چلا گیا کیونکہ اس نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا کہ دوسری طرف سے کسی برے سے سوراخ کیا جا رہا ہے۔ عمران تیزی سے پلٹا اور اس نے ایک بیڈ کے پاس موجود میز پر پڑے ہوئے پلاسٹک ٹیپ کو اٹھایا اور واپس پلٹا ہی تھا کہ دیوار سے ریت جھٹرنے لگی اور دوسرے لمحے ایک سیاہ رنگ کے برے کی نوک تیزی سے گھومتی ہوئی دیوار سے باہر آگئی۔

”یہ دیکھیں باس۔ سیاہ ہد کی چونچ۔..... جوزف نے کہا۔ اسی لمحے برے کی نوک واپس چلی گئی تو عمران نے تیزی سے اس سوراخ پر پلاسٹک ٹیپ لگا دی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔..... صدیق نے کہا۔ اس کا بیڈ دیوار کے قریب تھا۔

”تم سب پر ایک اور حملہ۔ شاید اب اس سوراخ سے یہ لوگ کوئی گیس یا رین یہاں فائر کریں گے۔“..... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اسے دوسری طرف سے کسی کے گرنے کی آواز سنائی وی۔

”جوف۔ اگر اس ٹیپ کو کاٹ دیا جائے تو تم نے دوبارہ اس سوراخ پر ٹیپ لگا دینا ہے۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ ماسٹر ہاک نے اپنے آدمیوں کو عمران کے احکامات کی تغییر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا اس لئے دو آدمی اس کے اشارے پر اس کے پیچے چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران ان آدمیوں سمت ہسپتال کے میں گیٹ سے باہر آ گیا۔

”اوہ۔ تو اس سے متحقہ ہوٹل ہے گولڈ ہوٹل۔“..... عمران نے رک کر کہا۔

”کیا ہوا ہے صاحب۔ ہمیں بتائیں۔“..... ماسٹر ہاک کے ایک آدمی نے کہا۔

”اس ہوٹل کے تہہ خانے سے جو ہمارے وارڈ سے متحقہ ہے درمنیانی دیوار میں برے سے سوراخ کر کے کوئی گیس فائر کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن میں نے اس سوراخ پر ٹیپ لگا کر اسے بند کر دیا ہے۔ لازماً دوسری طرف سے گیس فائر کی گئی ہو گی لیکن وہ ہمارے وارڈ میں آنے کی بجائے وہیں پھیل گئی ہو گی۔ میں نے

452

دیوار سے کان لگا کر کسی کے گرنے کی آواز بھی سنی ہے۔“..... عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آئیں ہمارے ساتھ۔“..... اس آدمی نے کہا اور دوڑتا ہوا اپنے ساتھی سمیت ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی ان کے پیچھے تھا۔

”ہسپتال سے متحقہ تہہ خانے کا راستہ کدھر ہے۔“..... اس آدمی نے ہوٹل کاؤنٹر میں کی گردن پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ادھر تیرے برآمدے سے نیچے سیڑھیاں جا رہی ہیں۔“..... استقبالیہ کاؤنٹر میں نے گڑا گڑائے ہوئے لجھے میں جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا ادھر کو دوڑ پڑا۔ دونوں آدمی بھی اس کے پیچھے تھے۔ ہوٹل میں موجود افراد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دوڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ پھر تیرے برآمدے کی سائیڈ سے سیڑھیاں اتر کر جب وہ ایک کافی بڑے تہہ خانے میں داخل ہوئے تو یہاں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ لیکن سامنے ہی دیوار کے ساتھ دو آدمی بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران اندر داخل ہوتے ہی رک گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے دونوں آدمیوں کو بھی روک دیا۔

”دروازہ کھول دو اور سائیڈ پر ہو جاؤ۔ تہہ خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلی ہوئی ہے۔“..... عمران نے سانس روکتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ پورا کھول کر وہ سائیڈوں میں ہو گیا۔ اسی

”یہ مورثی ہے جناب اس وقت ہوٹل کا منیر۔ مالک اور منیر گولڈ میں ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اسی نے انہیں یہاں کارروائی کرنے کی اجازت دی تھی۔“..... ماشر ہاک کے آدمی نے کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“..... عمران نے ماشر ہاک کے اس آدمی سے پوچھا۔

”جناب۔ میرا نام فریڈ ہے۔“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

”ہاں۔ تم بتاؤ مورثی۔ یہ کون لوگ ہیں۔ بچ بچ بتا دو گے تو تم بھی بچ جاؤ گے اور یہ ہوٹل بھی ورنہ ماشر ہاک کو تو تم جانتے ہو۔ نہ تم زندہ بچو گے اور نہ یہ ہوٹل رہے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”جناب۔ جناب۔ یہ آدمی جونز میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہپتال سے ماحقہ تہہ خانہ انہیں کرانے پر چاہتے۔ میں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ پھر اس نے فون کر کے اس دوسرے آدمی کو بلا لیا۔ اس کا نام نائف بتایا گیا ہے اور پھر یہ دونوں تہہ خانہ چیک کرنے یہاں آ گئے۔ میں تو اتنا ہی جانتا ہوں جناب۔“..... اس آدمی نے کانپتے ہوئے لبجھ میں کہا حالانکہ وہ جسمت کے لحاظ سے خاصا کھیم شیم آدمی تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ لڑاکا ٹانپ آدمی ہے لیکن شاید ماشر ہاک کا یہاں رب ہی اتنا تھا کہ وہ بات کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کرنا چاہتے تھے؟“..... عمران نے سرد لبجھ میں کہا۔

لحجہ دو آدمی دوڑتے ہوئے دہاں پہنچ گئے۔ وہ ہوٹل کے آدمی تھے۔

”کیا ہوا ہے۔ آپ لوگ کون ہیں؟“..... ان میں سے ایک نے قدرے کرخت لبجھ میں کہا تو ماشر ہاک کے آدمی کا بازو گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔

”اب اگر بکواس کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ہمارا تعلق ہاک کلب سے ہے۔“..... ماشر ہاک کے آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو ہوٹل کا دوسرا آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

”اس ہوٹل کے مالک یا منیر کو چیک کرو۔ یقیناً اسی نے انہیں اجازت دی ہوگی۔“..... عمران نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا واپس اوپر چلا گیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ دیوار کے ساتھ ہی دو آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بیگ بھی پڑا ہوا تھا جس کا منہ کھلا تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک الیکٹرک برما موجود تھا جس کی تار کا دوسرا سرا دیوار میں موجود الیکٹرک ساکٹ کے ساتھ نسلک تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک گیس پسٹل موجود تھا۔ عمران نے بیگ کے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے تیزی سے اندر ہاتھ ڈال کر ایک گیس پسٹل نکال لیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے ماشر ہاک کا آدمی ایک بھاری جسم کے آدمی کو ساتھ لئے اندر داخل ہوا۔

کو جسے جوز بٹایا گیا تھا اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا جبکہ دوسرے آدمی نائف کو اس کے ساتھی نے اٹھالیا۔

”سنو مورتھی۔ تم اس جوز کو جانتے ہو اس لئے اس کے بارے میں تفصیل بتا دو ورنہ“..... عمران نے مورتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ میں اس کے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ شارگ کے آدمی ہیں۔ شارگ کلب کا مالک شارگ اور شارگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حکومت اس کی مٹھی میں رہتی ہے۔“ مورتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب سن لو کہ تم نے شارگ کو اگر ان کے بارے میں کوئی اطلاع دی تو چاہے تم پاتال میں بھی چھپ جاؤ زندہ نہ فوج سکو گے“..... عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”جناب۔ میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا“..... مورتھی نے خوفزدہ لمحے میں کہا تو عمران نے فرش پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور اسے لے کر وہ پیروںی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے اس شعبے میں داخل ہوا تو وہاں جوز اور نائف دونوں فرش پر پڑے ہوئے تھے اور فریڈ اور اس کا ساتھی ایک طرف موڈبانہ انداز میں کھڑے تھے۔

”یہ کون ہیں عمران صاحب“..... صدیقی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جوز کے مطابق سیاہ ہدہ کی چونچ سے سوراخ کرنے والے۔“

”مم۔ مم۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب“..... مورتھی نے جواب دیا۔

”انہوں نے یہاں دیوار میں سوراخ کیا ہے اور اس سوراخ سے انہوں نے انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس دوسری طرف ہسپتال کے پیش وارڈ میں فائر کی ہے لیکن دوسری طرف موجود تھے اور ہمیں اس سوراخ کا بروقت علم ہو گیا۔ میں نے گیس فائر ہونے سے پہلے دوسری طرف سوراخ پر پلاسٹک شیپ لگا دی اس طرح گیس فائر ہوئی تو دوسری طرف جانے کی بجائے واپس پلٹ کر یہاں پھیل گئی جس سے یہ دونوں خود ہی اس گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ ان کا پروگرام بے ہوش کرنے دینے والا گیس فائر کرنے کے بعد دوسری طرف ساینا نیڈ گیس فائر کرنے کا تھا۔ یہ دیکھو یہ ساینا نیڈ گیس کا پیشل اس بیگ میں موجود تھا۔ اگر یہ گیس فائر ہو جاتی تو دوسری طرف ہسپتال میں موجود تمام مریض ڈاکٹر اور نر سیس ہلاک ہو جاتیں“..... عمران نے کہا تو مورتھی کا چہہ زرد پڑ گیا اور اس کا پورا جسم بے اختیار کا پنپنے لگا۔ ماسٹر ہاک آدمی فریڈ اور اس کا ساتھی بھی بے اختیار کانپ اٹھے کیونکہ اسی بات تو وہ بھی سمجھتے تھے کہ وہ بھی ہسپتال میں موجود تھے۔

”ان دونوں کو اٹھاؤ اور ہسپتال لے چلو“..... عمران نے فریڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں سر“..... فریڈ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک آدمی

”یہ سر۔ میں شور سے ابھی لے آتا ہوں“..... فرید نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رسی کا ایک بندل اٹھائے واپس آ گیا اور اس نے وہ بندل عمران کو دے دیا۔

”ان لوگوں نے اگر یہاں ہمارا سراغ لگا لیا ہے تو ان کے ساتھیوں کو بھی معلوم ہو گا۔ تم اپنے ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ پوری طرح ہوشیار رہیں“..... عمران نے فرید سے کہا۔

”یہ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نے پہلے ہی سب کو الٹ کر دیا ہے“..... فرید نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ“..... عمران نے کہا تو فرید سر ہلاتا ہوا مژ کر باہر چلا گیا۔

”جوزف۔ اس نائف کو اٹھا کر کری پر ڈالو“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو جوزف نے نائف کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ عمران نے اسے کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔

”اس دوسرے آدمی کا کیا کرنا ہے“..... جوزف نے پوچھا۔

”یہ ابھی پڑا رہے۔ تم پانی کی بوتل لے آؤ“..... عمران نے کہا تو جوزف ایک سائیڈ پر موجود لکڑی کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے پانی کی بوتل نکالی اور پھر عمران کی ہدایت پر اس نے بوتل کا ڈھلن ہٹایا اور نائف کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی اندھیلنا شروع کر دیا۔ جب نائف کے حلق میں دو گھونٹ پانی اتر گیا تو عمران کے اشارے پر جوزف نے بوتل ہٹا لی اور

عمران لے سڑانے ہوئے لہا اور پھر اس نے فرید اور اس کے ساتھی کو باہر جا کر کھڑے ہونے کے لئے کہا تو دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے تو عمران نے جیب سے ساینائزڈ پسل نکال کر انہیں دکھایا اور وہ ساری تفصیل بھی بتا دی جو اس نے اس سے پہلے مورثی کو بتائی تھی۔ تفصیل سن کر عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”جوزف کے حاس کان اگر سیاہ ہد ہد کی چونچ کی آواز نہ سن لیتے تو اس وقت ہپتال میں موجود تمام افراد لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ دیل ڈن جوزف“..... عمران نے باقاعدہ جوزف کے کاندھے پر تھکلی دیتے ہوئے کہا تو جوزف کا چہرہ سرت کی شدت سے چمک اٹھا۔

”ماستر۔ اگر ان لوگوں نے یہاں کا سراغ لگا لیا ہے تو لازماً ان کے اور ساتھی بھی ہوں گے اور وہ کسی بھی وقت یہاں ریڈ کر سکتے ہیں“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ جوزف۔ باہر ماستر ہاک کا آدمی فرید موجود ہے اسے بلاو“..... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جوزف واپس آیا تو فرید اس کے ساتھ تھا۔

”فرید۔ رسی کا بندل چاہئے“..... عمران نے فرید سے مخاطب ہو کر کہا۔

پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک ہو گیا تھا۔

”اب اس نائف کی ایک آنکھ نکال دو“..... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لبجے میں کہا۔

”رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ“..... نائف نے یکاختت کا پنتے ہوئے لبجے میں کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر نائف کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف کو روک دیا۔

”تم یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں ہمارا سراغ کیسے لگایا اور یہ ساری کارروائی کرنے کا سوچا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دو کہ شارگ کو اس ہسپتال کے بارے میں علم ہے یا نہیں۔ اگر تم پچ بولو گے تو میں تمہیں رہا بھی کر سکتا ہوں“..... عمران نے کہا تو نائف نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”شارگ کو اس ہسپتال کے بارے میں نہیں بتایا گیا کیونکہ میں تمام کارروائی تکمیل کر کے باس کو بتانا چاہتا تھا“..... نائف نے کہا۔

”شارگ کا نمبر کیا ہے“..... عمران نے پوچھا تو نائف نے شارگ کا فون نمبر بتا دیا۔

”کیا یہ کارروائی کرنے کی پلانگ تم نے کی تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ جوزف تو چاہتا تھا کہ براہ راست ہسپتال پر ریڈ کر دیا جائے لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ میں ماشر ہاک کے مقابل نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے میں نے یہ پلانگ کی

انسے ڈھکن لگا کر اس نے کری کے قریب ہی رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد نائف کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسم سا کر رہا گیا۔ اب وہ حیرت سے آنکھیں چھاڑے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”تمہارا نام نائف ہے اور یہ تمہارا ساتھی جوز ہے اور تم سایہنا بیڈ گیس فائر کر کے ہم سب کو ہلاک کرنا چاہتے تھے“۔ عمران نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ تم کون ہو۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا۔“ نائف نے ہکلاتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”جوزف“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو نائف کی کری کے قریب ہی کھڑا تھا۔

”لیں باس“..... جوزف نے فوراً ہی کہا۔

”اس جوز کی گردن توڑ دو“..... عمران نے فرش پر پڑے ہوئے جوز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جوز پر جھپٹ پڑا۔ نائف نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جوز کا بے ہوش جسم ایک لمحے کے لئے ترپا اور پھر ڈھیلا

تھی۔۔۔ نائف نے جواب دیا۔

”تم نے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تھی۔ براہ راست ساینا یڈ گیس کیوں نہیں فائر کی“۔۔۔ عمران نے آخر کار وہ سوال پوچھا ہی لیا جو شروع سے ہی اس کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔

”میرا خیال تھا کہ اگر میں نے پہلے ہی ساینا یڈ گیس فائر کر دی تو اس کا رنگ دیکھ کر ہو سکتا ہے کہ آپ لوگ چونک کر یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ویسے بھی ساینا یڈ گیس فوری اثر نہیں کرتی بلکہ گیس کی صورت میں اس کے اثرات پکھ دیں کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس لئے میں نے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا سوچا تھا تاکہ اس بے رنگ گیس کی وجہ سے آپ سب لوگ بے ہوش ہو جائیں اور پھر ساینا یڈ گیس فائر کرنے سے آپ سب کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا“۔۔۔ نائف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے ایکٹرک برے سے سوراخ کرتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ دوسری طرف اس کی آواز یا تھرہ راہٹ محسوس کر لی جائے گی“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اس کی تھرہ راہٹ اس وقت محسوس ہوتی ہے جب کوئی خاص طور پر دیوار پر ہاتھ رکھے ویسے نہیں اس لئے میں مطمئن تھا۔ لیکن جیسے ہی سوراخ ہوا اور میں نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تو میں خود بے ہوش ہو گیا۔ نجانے کیا ہوا تھا“۔۔۔ نائف نے کہا۔

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس موقع پر بڑا مشہور قول ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ تم نے اپنی طرف سے واقعی انتہائی حریت انگیز ذہانت سے کام لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو ہماری زندگیاں بچانی تھیں اس لئے میرے اس جشنی ساتھی نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا اور پھر جیسے ہی برے کی نوک نے سوراخ کیا میں نے پلاسٹک ٹیپ کو وہاں پر چپاں کر دیا کیونکہ مجھے محسوس ہو گیا تھا کہ کوئی اس سوراخ سے گیس ادھر فائر کرنا چاہتا ہے اور ٹیپ کی وجہ سے سوراخ بند ہو گیا تو یہ گیس واپس نکلنے کی اور پھر وہی ہوا۔ میں نے دیوار سے کان لگا کر تمہارے بے ہوش ہو کر گرنے کی آواز سن لی تھی“۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کرو گے۔ ایسا تو میں تصور میں بھی نہ سوچ سکتا تھا“۔

نائف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا ہمیڈ کوارٹر کہاں ہے“۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں تو عام سا آدمی ہوں“۔۔۔ نائف نے قدرے پچکاتے ہوئے جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”جوزف۔ یہ اب جھوٹ بولنے لگا ہے۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو“۔۔۔ عمران کا لہجہ یکخت سرد ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وارد

ناکف کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کا حکم سختے ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی کھڑی انگلی ناکف کی آنکھ میں مار دی تھی۔ پھر اس نے انگلی نکالی اور اسے ناکف کے لباس سے بی صاف کرنا شروع کر دیا۔ ناکف چیخ مار کر اب بندھے ہونے کی وجہ سے اپنا سرداہ میں باسیں مار رہا تھا۔

”اب اگر جھوٹ بولا تو دوسری آنکھ بھی نکلاوا دوں گا اور اتنا تم جانتے ہو کہ اندھے آدمی کی کیسے زندگی گزرتی ہے“..... عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”تم ظالم ہو اور سفاک آدمی ہو“..... ناکف نے کراہتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اور تم جو اس ہسپتال کے تمام افراد کو سایینا ہیڈ گیس سے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ تم انتہائی رحم دل آدمی ہو۔ کیوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ماستر۔ آپ خواہ مخواہ اس کو چھوڑنے پر رضامند ہو رہے ہیں۔ اس کی بھی گردن توڑ دیں۔ یہ لوگ اسی قابل ہوتے ہیں“۔ اچانک جوانا نے کہا۔

”سن لیا تم نے۔ اب چج بول دو۔ کہاں ہے تمہارا ہیڈ کوارٹر“۔ عمران نے کہا۔

”کیا تم واقعی مجھے چھوڑ دو گے“..... ناکف نے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا“..... عمران نے جواب دیا

تو ناکف نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے وہاں کا فون نمبر اور وہاں ہر وقت موجود رہنے والے افراد کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

”تمہارے گروپ میں کتنے افراد ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”پہلے مجھ سمت آٹھ تھے۔ پھر دو ایک پورٹ پر ان جھشیوں نے مار ڈالے۔ دو ہسپتال میں مارے گئے۔ ایک جوزف کو ابھی تم نے میرے سامنے ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح مجھ سمت باقی تین ہیں“..... ناکف نے جواب دیا۔

”وہ دونوں کہاں ہیں اور تم ان سے رابطہ کیسے کرتے ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فیلڈ میں ہیں۔ رابطہ میں فون پر ہو سکتا ہے“..... ناکف نے کہا۔

”کیا نمبر ہیں ان کے“..... عمران نے پوچھا تو ناکف نے دونوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر بتا دیئے۔ چند لمحوں بعد عمران نے جیب سے میل فون نکال لیا۔

”جوزف۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھو“..... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ عمران نے میل فون آن کیا اور نمبر پریس کر کے اس نے رابطہ بحال کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ناکف سپیلنگ“..... عمران نے ناکف کی آواز اور

لہجے میں کہا تو کرسی پر بندھے بیٹھے نائف کی اکلوتی آنکھ حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔

”لیں باس۔ مارٹی اشنڈنگ یو“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

”تم کہاں موجود ہو مارٹی“..... عمران نے نائف کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”میں کرس کالونی کے راؤنڈ پر ہوں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”برانک روڈ پر کیئر ہسپتال ہے۔ تم وہاں فوراً پہنچو۔ میں اس کے خصوصی شعبے میں موجود ہوں۔ تم ہسپتال کے گیٹ پر اپنے نام کے ساتھ میرا نام لو گے تو تمہیں فوراً مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ فوراً پہنچو“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رابطہ آف کر دیا اور پھر دوسرا نمبر پر لیں کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ نائف سپیلینگ“..... عمران نے کہا۔

”فشر اشنڈنگ یو باس“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”تم کہاں ہو اس وقت فشر“..... عمران نے کہا۔

”میں ایک ہوٹل میں موجود ہوں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں برانک روڈ پر واقع کیئر ہسپتال کے خصوصی شعبے میں موجود ہوں۔ تم ہیڈ کوارٹر انچارج کو ساتھ لے کر فوراً یہاں پہنچو۔“

عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”باتھ ہٹا لو جوزف اور جا کر فریڈ کو بلا لاو“..... عمران نے کہا تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور پیروں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف کے ہاتھ ہٹانے پر پہلے چند لمحوں تک تو نائف لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ شاید جوزف نے اس کا منہ بند کرنے کے ساتھ ساتھ کسی حد تک اس کی ناک کو بھی بند کر دیا تھا اس لئے اس دوران نائف پوری طرح سانس نہ لے سکا تھا جس کی وجہ سے وہ اب لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

”تم۔ تم کیا واقعی انسان ہو“..... نائف نے یکخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں جن بھوت ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی۔ اب تو میرا ایسا ہی خیال ہے۔ تمہیں دیوار کی دوسری طرف سا گوما برے سے سوراخ کرنے کے بارے میں معلوم ہو گیا حالانکہ اس سے کسی قسم کی آواز سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی لرزش پیدا ہوتی ہے۔ پھر بھی تمہیں معلوم ہو گیا اور تم

”آپ بے فکر رہیں جناب“.....فریڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
”تم کیوں انہیں ہلاک کر رہے ہو۔ انہوں نے تمہارا کیا بلگاڑا
ہے“.....ناائف نے پریشان سے لمحے میں کہا۔

”جوزف۔ اس کی گردن توڑ دو“.....عمران نے جوزف سے
مخاطب ہو کر کہا تو جوزف کسی عقاب کی طرح ناائف پر جھپٹا اور پھر
اس سے پہلے کہ ناائف کوئی احتجاج کرتا اس کی گردن پکے دھاگے
کی طرح ٹوٹ چکی تھی۔

”اس کی رسیاں کھول دو اور اسے اس کے ساتھ فرش
پر لٹا دو“.....عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ان کا بس شارگ تو زندہ ہے۔ وہ اور آدمی
اپنے ساتھ شامل کر لے گا“.....صدیقی نے کہا۔

”اس لئے تو ان سب کا خاتمہ کر رہا ہوں تاکہ شارگ اکیلا رہ
جائے۔ پھر اس سے نمٹ لیں گے کیونکہ یہ لوگ مسلسل ہمارے
خلاف کام کرتے رہیں گے اور تم سب زخمی ہو اس لئے تم ان کے
خلاف جدوجہد نہیں کر سکتے“.....عمران نے کہا تو صدیقی نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

نے اس پر پلاسٹک ٹیپ بھی لگا دیا تاکہ بے ہوش کرنے دینے والی
گیس واپس پلٹ جائے اور ہم خود ہی بے ہوش ہو جائیں۔ یہ
بات کسی انسان کے ذہن میں آہی نہیں سکتی اور اب تم نے جس
طرح میری آواز اور لمحے کی لقل کی ہے کہ میرے ساتھی تو کیا اگر تم
میرے سامنے نہ بول رہے ہو تو میں خود بھی اس بات پر کبھی
یقین نہ کرتا کہ یہ میری آواز نہیں ہے۔ یہ سب باقیں بتا رہی ہیں
کہ تم انسان نہیں ہو“.....ناائف نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے
کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا
جوزف واپس آ گیا۔ اس کے پچھے فریڈ بھی تھا۔

”جی جناب“.....فریڈ نے عمران کے قریب آ کر کہا۔ وہ
حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے ناائف کے چہرے کو
دیکھ رہا تھا جس پر اب ایک آنکھ موجود تھی۔

”فریڈ۔ اس ناائف کے دو ساتھی یہاں آ رہے ہیں۔ وہ گیٹ
پر اپنے ناموں کے ساتھ ناائف کا نام بھی لیں گے۔ ان میں سے
ایک کا نام مارٹی اور دوسرے کا نام فشر ہے۔ تم نے ان دونوں کو
اندر لے جا کر ان کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر مجھے روپورث کرنی
ہے“.....عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے“.....فریڈ نے کہا۔

”احتیاط سے یہ سارا کام کرنا ہے۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں۔
عام لوگ نہیں“.....عمران نے کہا۔

سپاٹ لجھے میں کہا۔

”سینڈ ہیڈ کوارٹر سے فشر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک سردی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ حکم“..... سیکشن چیف نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں فائل رپورٹ کیا ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر اس سلسلے میں بار بار رپورٹ طلب کر رہا ہے“..... فشر نے سرد لجھے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت کرامی میں موجود ہے اور کرامی میں موجود پر ایجنت شارگ اور اس کا گروپ ان کے خلاف کام کر رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی فائل رپورٹ نہیں ملی“۔ سیکشن چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کی حفاظت کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“..... فشر نے پوچھا۔

”لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ خصوصی ریز کا سرکل بھی اس کے گرد قائم کر دیا گیا ہے۔ ارڈر گرد کے جنگلوں میں خصوصی آلات نصب کر دیئے گئے ہیں۔ سیکورٹی آفس علیحدہ بنادیا گیا ہے جس کا کنٹرول سردار ماتو کے پاس ہے۔ اب ان جنگلوں میں کوئی درندہ بھی بغیر اجازت کے حرکت نہیں کر سکتا اور لورگو شہر میں ڈیوک اور پیکی کے سیکشن پہنچ چکے ہیں۔ کوئی مشکوک آدمی وہاں زندہ نہ رہ سکے گا“..... سیکشن چیف نے ہماری لجھے میں تفصیل

آفس کے انداز میں بجے ہوئے کمرے میں بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک اوہیٹر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا قد لمبا اور جسم ورزشی تھا لیکن اس کے چوڑے چہرے پر گہری سمجھیگی ثبت نظر آتی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ یہ شخص زندگی میں کبھی ہنسنا تو ایک طرف مسکرا یا تک نہیں ہے۔ سامنے موجود میز پر کئی رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے لیکن یہ سب فون سیٹ کارڈ لیس تھے۔ اس آدمی کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس پر جھکا ہوا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھٹنی بج آئی۔

”سینڈ ہیڈ کوارٹر سے کال“..... اوہیٹر عمر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ بلیک سیکشن چیف بول رہا ہوں“..... اوہیٹر عمر نے

باتتے ہوئے کہا۔

”گڈشو یہ بہترین انتظامات ہیں۔ لیکن میں ہیڈکوارٹر کی خواہش ہے کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کو لورگو پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔“ فشر نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ کرامی ان کا مدفن بن کر رہے گا۔ شارگ اور اس کے گروپ کی کارکردگی آج تک بے مثال رہی ہے۔“ سیکشن چیف نے کہا۔

”کیا عمران کرامی پہنچ چکا ہے یا نہیں؟“ فشر نے پوچھا۔

”لیں باس۔ عمران اپنے ساتھ ایک مقامی اور دو جبشوں کو لے کر کرامی پہنچا ہے۔ ان پر ایئر پورٹ پر حملہ کیا گیا لیکن وہ میک اپ کر کے نکل گئے۔ پھر ان جبشوں کو ٹریلیں کیا گیا۔ یہ کرامی کے پیشہ گارڈن پہنچ چکے تھے۔ ان کے ساتھ وہاں دو اور مقامی آدمی بھی پہنچے تھے۔ ان پر فائر کھول دیا گیا اور یہ سب شدید زخمی ہو کر جزل ہسپتال پہنچا دیئے گئے۔ پھر شارگ کے گروپ نے وہاں ان پر حملہ کر دیا لیکن وہاں ان کے دو آدمی ایک جبشی کے ہاتھوں مارے گئے لیکن انہوں نے ایک جبشی اور ایک مقامی کو مزید زخمی کر دیا۔

اس کے بعد یہ پورا گروپ اچانک جزل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفت ہو گیا۔ اب شارگ کا گروپ انہیں ٹریلیں کر رہا ہے۔ انہوں نے ان ایمبوالینسوں کا سراغ لگایا ہے جن کے ذریعے انہیں جزل ہسپتال سے شفت کیا گیا تھا اور یقیناً اب تک اس

475
گروپ کا خاتمه کر دیا گیا ہو گا۔ ابھی تک فائل رپورٹ تو نہیں آئی لیکن یقیناً اب تک ایسا ہو گیا ہو گا۔“ سیکشن چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈشو۔ لیکن شارگ سے حتی طور پر یہ بات معلوم کراو کہ کیا عمران بھی ان کے ساتھ زخمی ہوا ہے یا نہیں اور اگر زخمی ہوا ہے تو کیا وہ ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں اور اگر ہلاک نہیں ہوا تو پھر شارگ کے پورے گروپ کو اس عمران کی ہلاکت پر لگا دو اور اس گروپ کے علاقوں میں جتنے بھی گروپ ہوں انہیں کرامی بھجوادو۔ تھیں شاید معلوم نہ ہو کہ میں ہیڈکوارٹر نے اس عمران کو سیف لست میں رکھا ہوا تھا تاکہ بیٹی کی پوری دنیا پر حکومت قائم ہو جائے تو اس عمران سے بیٹی کے لئے کام لیا جا سکے لیکن اس عمران نے بلیک تھندر کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ کئی سپر ایجنٹ اور گولڈن ایجنٹ اس عمران کے ہاتھوں ہلاک اور بیٹی کی کئی اہم ترین لیبارٹریاں اس کے ہاتھوں تباہ ہوئی ہیں اس لئے اب میں ہیڈکوارٹر نے اس کا نام سیف لست سے نکال دیا ہے۔ اب اس کو اس لست میں شامل کر لیا گیا ہے جنہیں ہلاک کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔“ فشر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس۔“ سیکشن چیف نے جواب دیا۔

”اوکے۔ جیسے ہی اس کی ہلاکت کی اطلاع ملے مجھے فوری رپورٹ دینا کیونکہ میں ہیڈکوارٹر اس معاملے میں بے حد بے چین

ہو رہا ہے”..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکشن چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ایک آدمی کے لئے اس قدر بے چینی۔ حیرت ہے“..... سیکشن چیف نے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”شارگ بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی شارگ کی آواز سنائی دی۔

”پیش کال“..... سیکشن چیف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فون کے نیچے موجود ایک بٹن پر لیں کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس بٹن کے ساتھ سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو سیکشن چیف نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”شارگ بول رہا ہوں باس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی شارگ کی مودبناہ آواز سنائی دی۔

”سیکشن چیف فرام دس اینڈ۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی اینجنٹوں کے بارے میں“..... سیکشن چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

”باس۔ پاکیشیائی اینجنٹوں کو ٹریں کر لیا گیا ہے۔ وہ یہاں کے ایک پرائیویٹ ہسپتال کے خصوصی شعبے میں موجود ہیں۔ یہ ہسپتال یہاں کے ایک معروف غنڈے ماشر ہاک کا ہے اور اس خصوصی شعبے کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ وہاں ماشر ہاک کی مرضی

کے بغیر کسی طرح بھی داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ ماشر ہاک میرا دوست ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ماشر ہاک کارمن گیا ہوا ہے۔ میں نے وہاں اس سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ اسے بھاری رقم دی گئی تھی اور اس کا کوئی براہ راست تعلق ان لوگوں سے نہیں ہے اس لئے اگر اسے بھاری رقم دی جائے تو وہ ان حفاظتی انتظامات کو اوپن کر دے گا۔ چنانچہ میں نے اسے وہ لاکھ ڈالر کی آفر کر دی ہے۔ اس خصوصی شعبے کے حفاظتی انتظامات کی کنٹرولنگ مشین ماشر ہاک کی رہائش گاہ پر ہے اور وہ چار ٹرڈ طیارے سے واپس آ رہا ہے۔ ایک گھنٹے بعد وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ میرے گروپ کے آدمی ہسپتال کے باہر پہلے سے موجود ہیں۔ جیسے ہی ماشر ہاک حفاظتی انتظامات اوپن کرے گا میرے آدمی اس خصوصی شعبے میں موجود پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے تمام افراد کو ہلاک کر دیں گے“..... شارگ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ان زخمیوں میں عمران نامی آدمی بھی شامل ہے“..... سیکشن چیف نے کہا۔

”ہم تو عمران کو جانتے نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ ہیں ہو۔ بہر حال دو جبشیوں کے ساتھ پانچ مقامی آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی عمران ہو“..... شارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں اپنے پاس محفوظ کر لو اور ان کے میک اپ واش کرو۔ میں میں ہیڈ کوارٹر سے اس عمران کے حلیے کی تفصیل معلوم کر کے تمہیں بتا دوں گا۔ پھر تم چیک کر لینا،..... سیکشن چیف نے کہا۔

”لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جیسے ہی یہ کارروائی مکمل ہو تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینا ہے“..... سیکشن چیف نے کہا۔

”لیں بس“..... شارگ نے جواب دیا تو سیکشن چیف نے مزید کچھ کہے بغیر رسپور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گھرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

کار شارگ کلب کی پارکنگ میں جا کر رکی اور اس کے ساتھ ہی ڈرائیونگ سیٹ سے عمران اور عقبی سیٹ سے جوزف نیچے اترے۔ عمران نے کار لاک کی۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے ان کے قریب پہنچ گیا اور اس نے ایک پارکنگ کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا شارگ کلب میں موجود ہے“..... عمران نے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی مالیت کا نوٹ موجود تھا جو اس نے پارکنگ بوائے کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

”لیں سر۔ چیف بس اپنے آفس میں ہیں۔ ان کی کار عقبی طرف موجود ہے“..... پارکنگ بوائے نے جلدی سے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

بڑی سی کار موجود تھی اور چار لمبے قد اور بھاری جسم کے افراد کا ندھوں سے مشین گنیں لٹکائے ہوئے ہل رہے تھے۔

”تیار رہنا۔ آؤ۔“..... عمران نے جوزف سے کہا اور خود آگے بڑھنے لگا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

”رک جاؤ۔ کون ہوتم“..... ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔ اس کے باقی ساتھی بھی چونکے ہو گئے تھے۔

”تمہارے چیف بس شارگ سے ملنا ہے“..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لبجے میں کہا۔ اس دورانِ اوہ مسلسل آگے بڑھے چلے جاتے ہا تھا۔

”جاو و اپس اور کلب کی طرف سے جا اکر ملو۔ ادھر سے کوئی نہیں مل سکتا“..... اس آدمی نے کرخت لبجے میں کہا لیکن اسی لمحے عمران کا ہاتھ جیب سے باہر نکلا اور دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازیں گونج اٹھیں اور ساتھ ہی وہ چاروں بھی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے تو عمران نے دوسرا راؤ نڈ چلا دیا اور تڑپتے ہوئے چاروں افراد دوسری بار گولیاں کھا کر جھٹکے لے لے کر ساکت ہوتے چلے گئے۔

”ان کی لاشیں گھیٹ کر کار کے عقب میں ڈال دو۔“..... عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لبجے میں کہا اور خود وہ اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پٹھل کی نال اس دروازے کے

”عقی طرف۔ کیا مطلب۔ پوری تفصیل بتاؤ تو ایک اور نوٹ مل سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”جناب۔ چیف بس سامنے کے رخ سے نہیں عقی طرف سے اپنے آفس میں آتے ہیں۔ اس کلب کے عقی طرف ایک چوڑی بندگلی ہے۔ وہاں دروازہ ہے جناب۔ لیکن اس گلی میں چار مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں اس لئے وہاں سوائے چیف بس بسا اس کے خاص آدمیوں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر آپ نے چیف بس سے ملنا ہے تو آپ کاؤنٹر پر جا کر بتائیں۔ کاؤنٹر والے چیف بس سے بات کریں گے پھر چیف بس نے اگر اجازت دی تو آپ کی ملاقات ہو سکے گی ورنہ نہیں۔“ پارکنگ بوائے نے تیز لبجے میں جواب دیا تو عمران نے پہلے نوٹ پارکنگ بوائے کا ایک اور نوٹ جیب سے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

”اوکے۔“..... عمران نے کہا تو پارکنگ بوائے سلام کر کے تیزی سے مڑ کر ان دو کاروں کی طرف بھاگتا چلا گیا جو ابھی ابھی بعد دیگرے پارکنگ میں داخل ہوئی تھیں۔

”آؤ جوزف۔ ہم نے عقی طرف سے جانا ہے۔“..... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے عقی طرف گلی کے سرے پر پہنچ گئے تو وہاں واقعی ایک دروازے کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی

لاک پر رکھی اور ٹریگر دبادیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی لاک ٹوٹ گیا اور عمران نے لات مار کر دروازہ کھولا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسل سے ریٹ ریٹ کی آوازیں نکلیں اور سامنے سے دوڑ کر آنے والا ایک مسلح آدمی چیختا ہوا نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اسے چلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ یہاں ایک لفت موجود تھی۔ اسی لمجھے جوزف بھی دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

”تم پہلیں رہو گے۔ جو آئے اسے اڑا دینا۔“..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”لیں باس۔“..... جوزف نے کہا تو عمران نے لفت کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر کے لفت کا مبنی پر لیں کر دیا اور لفت تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ کچھ بلندی پر پہنچ کر لفت رک گئی تو عمران نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر دروازہ موجود تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے دروازے پر ہلاکا سا دباو ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسی لمجھے عمران کے کانوں میں دور سے کسی کے بولنے کی آواز پڑی تو وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ آفس نما کمرہ تھا لیکن خالی تھا۔ البتہ اس کے عقب میں موجود دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کمرے سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اس کھلے

دروازے کے قریب جا کر رک گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اندر موجود آدمی جو یقیناً شارگ تھا کسی کو کیسہ ہسپتال کے بارے میں ہی بتا رہا تھا کہ ماشر ہاک کا مرمن گیا ہوا ہے اور اس نے ماشر ہاک سے بات کر لی ہے۔ وہ دس لاکھ ڈالر لے کر ان حفاظتی انتظامات کو اوپن کر دے گا اور پھر وہاں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کو ہلاک کر دیا جائے گا۔

”کیا ان زخمیوں میں عمران نامی آدمی بھی شامل ہے؟..... ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد تحکمانہ تھا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے اور پھر وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سنتا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا شارگ کا باس ہے جو یقیناً سیکشن چیف ہو گا۔ پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

”یہ نائف نجاتے کیا کرتا پھر رہا ہے۔ مجھے خواہ مخواہ سیکشن چیف کو اپنی طرف سے کہانی گھڑ کر سنائی پڑی ہے،“..... شارگ کی بڑی بڑاہٹ سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ شارگ کو ابھی تک نائف کی ہلاکت کا پتہ نہیں چلا۔ اس کا مطلب تھا کہ نائف چج بول رہا تھا کہ اس نے کیسہ ہسپتال کے بارے میں شارگ کو کچھ نہیں بتایا اور ماشر ہاک سے بات کرنے اور حفاظتی انتظامات اوپن کرنے والی ساری کہانی شارگ نے سیکشن چیف کو مطمئن کرنے کے لئے سنائی ہے اور اسے ابھی تازہ ترین حالات کا علم نہیں ہے۔ شارگ کے

قدموں کی آواز آفس کی طرف آتی سنائی دے رہی تھی۔ عمران دروازے کے قریب دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی شارگ اس آفس میں داخل ہوا عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور شارگ کے منہ سے بے اختیار ایک ہلکی سی چیز نکلی اور دوسرے ہی لمحے اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی گردان اور سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر عمران اسے گھسیتا ہوا واپس عقبی کمرے میں آ گیا۔

یہاں میز پر سرخ رنگ کا ایک فون موجود تھا جس کی تاریخ دیوار میں موجود ایک ساکٹ سے مسلک تھی۔ عمران نے ایک کرسی پر شارگ کو ڈالا اور پھر اس بنے کمرے میں موجود الماری کھول کر اسے چیک کرنا شروع کر دیا۔ الماری میں اسلحہ، شراب اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ الماری کے نچلے خانے میں اسے نائلون کی رسی کا بندل نظر آ گیا۔ اس نے وہ بندل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر شارگ کو اس کی مدد سے اس نے کرسی پر اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ تربیت یافتہ ہونے کے باوجود بھی اسے نہیں کھول سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شارگ تربیت یافتہ آدمی ہے اور یہاں کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے اس لئے اس نے رسی سے اسے باندھنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب شارگ کے جسم میں حرکت کے آثار

نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر کوٹ کی اندر ٹوپی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر جیسے ہی شارگ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ شارگ کے حلق سے نکلنے والی چیز سے گونج اٹھا اور پھر ابھی اس کی چیز کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو دوبارہ گھوما اور ایک بار پھر شارگ کے حلق سے تیز چیز نکل گئی۔ اس کے دونوں نیچنے آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے۔

عمران نے خنجر اس کے لباس سے صاف کر کے واپس جیب میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہلک شارگ کی پیشانی پر پڑا اور شارگ کا پورا جسم بری طرح سے کاپنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی چینیں نکل رہی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بھل کر چینا چاہتا ہو لیکن آواز اس کے حلق سے نکل ہی نہ رہی تھی۔

”بولو۔ کہاں سے بیٹی کا سیکیشن۔ بولو۔“..... عمران نے پہلی بار غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ تم کون ہو۔“..... شارگ نے رک رک کر کہا تو عمران نے اس کی پیشانی پر ایک اور ضرب لگا دی اور اس ضرب کے ساتھ ہی شارگ کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس طرح تڑپنے لگا جیسے پانی سے نکلنے والی مچھلی تڑپتی ہے۔

”بیلو۔ کہاں ہے بی تی کا سیکشن بولو“..... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”بلیک سیکشن ڈاشو جزیرے پر ہے۔ ڈاشو جزیرے پر“۔ شارگ نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے الفاظ اس کے ذہن میں ایک ایک کر کے آ رہے ہوں اور ایک ایک کر کے اس کی زبان سے پھسل کر باہر آ رہے ہوں۔

”تفصیل بتاؤ۔ تفصیل“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ بس اتنا علم ہے کہ بلیک سیکشن ڈاشو جزیرے پر ہے اور سیکشن چیف ہوشو ہے“..... شارگ نے پہلے کی طرح رک رک کر کہا۔

”تم کیسے جانتے ہو جبکہ ایسے سیکشن تو انتہائی خفیہ ہوتے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”ہوشو میرا بہنوئی ہے۔ وہ پہلے میرے ساتھ ایکریمیا میں تھا۔ وہاں اس نے ایک بہت بڑی تنظیم بنائی ہوئی تھی۔ بلیک مون اور میں اس کے ایک سیکشن کا انجارج تھا۔ پھر یہ تنظیم بی تی میں مدغم کر دی گئی۔ افریقہ کے لئے علیحدہ سیکشن قائم کیا گیا تو ہوشواس کا چیف بن گیا۔ میری بہن اس کے ساتھ ڈاشو جزیرے پر چلی گئی۔ پھر میری بہن کو سانپ نے ڈس لیا اور وہ ہلاک ہو گئی تو ہوشو نے بھی مجھ سے تمام تعلقات ختم کر دیئے۔ صرف کاروباری تعلقات رکھے اور میں بھی اس کی وجہ سے شروع سے ہی بی تی کا سپر ایجنت رہا۔

ہوں۔ میرا گروپ ہے جس کا انچارج نائیں ہے۔ پھر ہوشو نے کال کر کے مجھے کہا کہ پاکیشی ایجنت کرامنی آ رہے ہیں۔ اس نے پہلے ڈیگارا اور کرٹینا کو پاکیشی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا مشن دیا تھا لیکن ان کے ہلاک ہو جانے پر مجھے یہ مشن دے دیا گیا جس پر میرے گروپ نے انہیں ٹریس کر کے نیشنل گارڈن میں فائرنگ کر کے زخمی کر دیا۔ ان زخمیوں کو جزل ہسپتال لے جایا گیا جہاں میرے ساتھیوں نے دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان کے دو ساتھیوں کو شدید زخمی کر دیا لیکن ان کے ایک ساتھی نے میرے دو آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر انہیں جزل ہسپتال سے شفت کر دیا گیا۔..... شارگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جس کے خلاف پاکیشی ایجنت کام کرنے آئے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے نہیں معلوم ہو شو کو معلوم ہو گا کیونکہ اس کا سیکشن پورے افریقہ پر ہو لڑ رکھتا ہے اور ان پاکیشی ایجنٹوں کے خلاف اس کے سیکشن کو حرکت میں لانے کا مطلب یہی ہے کہ لیبارٹری اس کے سیکشن کے تحت ہے“..... شارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاشو تو بہت بڑا جزیرہ ہے۔ وہاں اسے کیسے تلاش کیا جاسکتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”بلیک مون کلب سے۔ وہ بلیک مون کلب کا مالک ہے۔ بس

مجھے اتنا معلوم ہے اور بس،..... شارگ نے جواب دیا۔

”اس کا فون نمبر کیا ہے اور ٹرانسمیٹر فریکوئی کیا ہے،..... عمران نے پوچھا تو شارگ نے فون نمبر بھی بتا دیا اور ٹرانسمیٹر فریکوئی بھی۔

عمران نے جیب سے مشین پٹل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی شارگ کا سینہ گولیوں سے چھلانی ہو گیا اور وہ

چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران نے مشین پٹل جیب میں ڈالا اور اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھلونی شروع کر دیں۔ چونکہ شارگ کا شعور ختم ہو چکا تھا اس لئے اگر اسے ہلاک

نہ کیا جاتا تو وہ ساری عمر ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا اور ظاہر ہے اس کی

بقایا عمر عبرت ناک انداز میں گزرتی اس لئے عمران نے اسے ہلاک کر دیا تھا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ شارگ بندھا ہوا ملے۔ اس نے

اس کی لاش کو گھسیٹ کر نیچے فرش پر ڈالا اور پھر رسی لپیٹ کر اسے الماری کے نحلے خانے میں چھپا کر وہ تیزی سے اس عقبی کمرے

سے نکل کر آفس میں آیا اور پھر آفس سے نکل کر وہ لفت کے ذریعے نیچے پہنچا تو جوزف وہاں موجود تھا۔

”کوئی آیا تو نہیں،..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں بس،..... جوزف نے جواب دیا۔

”اوے کے۔ آوا ب نکل چلیں،..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

بلیک سیکشن کا چیف اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے بہت سے رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”سیکشن چیف بول رہا ہوں،..... چیف نے سرد لمحے میں کہا۔

”باس۔ شارگ صاحب فون بھی اٹھا نہیں کر رہے اور ٹرانسمیٹر کاں بھی اٹھا نہیں ہو رہی،..... دوسری طرف سے ایک موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے،..... چیف نے چونک کر دت بھرے لمحے میں کہا۔

”معلوم نہیں بس۔ اگر آپ اجازت دیں تو کرامی میں کراشو کو کال کر کے حکم دیا جائے کہ وہ شارگ سے مل کر پورٹ دئے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراشو سے میری بات کرو“..... چیف نے کہا اور رسپیور رکھ دیا۔

”یہ شارگ کو کیا ہوا ہے۔ اس قدر غیر ذمہ دار تو وہ کبھی نہیں رہا“..... چیف نے رسپیور رکھ کر بڑباتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... چیف نے کہا۔

”کراشو لائیں پر ہے باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراو بات“..... چیف نے کہا۔

”کراشو بول رہا ہوں چیف“..... چند لمحوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کراشو شارگ کی طرف سے نہ ہی فون اٹھا کیا جا رہا ہے اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال۔ تم فوراً اس سے ملو اور پھر اس کے آفس سے مجھے فون کرو“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کتنی دیر لگے گی تمہیں اس تک پہنچنے میں“..... چیف نے پوچھا۔

”ایک گھنٹہ چیف۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں مضافاتی علاقت ڈنشو میں رہتا ہوں“..... کراشو نے جواب دیا۔

دیا۔

”اُس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه تو ایک مسئلہ بن گیا ہے“..... چیف نے بڑباتے ہوئے کہا۔ پھر میز پر ایک طرف ٹرے میں رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر اس پر جھک گیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اسی پہلے والے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے اٹھا کر ٹرے میں رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپیور اٹھا لیا۔

”کراشو لائیں پر ہے جناب“..... دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”کراو بات“..... چیف نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ کراشو بول رہا ہوں“..... کراشو کی متوجہ سی آواز سنائی دی۔

”تم نے بہت دیر کر دی جبکہ میں نے کہا تھا کہ جلدی وہاں پہنچو“..... چیف نے سامنے دیوار پر نصب کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے عصیلے لمحے میں کہا۔

”میں نے سوچا کہ تفصیلی رپورٹ آپ کو دی جائے“..... کراشو نے قدرے سہے ہوئے لمحے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے۔ شارگ کہاں ہے۔ کیا کر رہا ہے اور کیوں

کالز اسٹڈ نہیں کر رہا۔..... چیف نے تیز لمحے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”شارگ ہلاک ہو چکا ہے چیف۔..... دوسری طرف سے کراشو نے کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے عضلات تیزی سے پھر کنے لگے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ شارگ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔..... چیف نے یکخت حلق کے بل چینختے ہوئے کہا۔

”شارگ کو اس کے آفس کے عقبی کمرے میں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو شارگ کی لاش ٹریس کی جا چکی تھی۔ اس کے آفس کا عقبی راستہ کھلا ہوا تھا اور وہاں موجود محافظ بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے اور یہ قتل و غارت تقریباً اڑھائی گھنٹے پہلے ہوئی ہے۔ کلب میں کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہ ہوا تھا۔ قاتل عقبی طرف سے آئے اور عقبی طرف سے ہی واپس چلے گئے۔ میں نے شارگ کے آس عقبی کمرے کی تلاشی لی تو وہاں الماری سے رسی کا ایک بندیل ملا جس پر خون کے دھبے موجود تھے اور شارگ کی لاش جس انداز میں فرش پر پڑی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کرسی پر بٹھا کر پہلے باندھا گیا اور پھر اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کی رسیاں کھول کر اس کا بندیل بنایا کر اسے الماری میں چھپا دیا گیا اور شارگ کی لاش کو گھیٹ کر کرسی سے نیچے فرش پر ڈال دیا گیا۔..... کراشو نے تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کس نے اور کیوں کیا ہے۔..... چیف نے کہا۔

”چیف۔ شارگ سے باقاعدہ پوچھ گچھ کی گئی ہے اور یہ پوچھ گچھ پاکیشیائی ایجنت عمران نے کی ہے۔..... کراشو نے جواب دیا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم عمران کو جانتے ہو اور کیسے معلوم ہوا تمہیں کہ شارگ سے عمران نے پوچھ گچھ کی ہے۔..... چیف نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا کیونکہ کراشو بیٹی کا عام ایجنت تھا اس لئے چیف جیران ہو رہا تھا۔

”چیف۔ شارگ میرا گہرہ دوست رہا ہے۔ اس نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ایک گروپ جس کا انچارج عمران ہے کرامی میں موجود ہے اور وہ ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ میں چھ سال تک کافرستان میں رہ چکا ہوں اور پاکیشیا میں بھی میرے وسیع تعلقات رہے ہیں اس لئے میں اس عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے شارگ کو بتایا تھا کہ یہ عمران انتہائی خطرناک ترین ایجنت سمجھا جاتا ہے اس لئے اس کے مقابل انتہائی چوکنا رہنا پڑے گا لیکن وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ شارگ نے میری بات کو وہ اہمیت نہ دی جو اسے دینی چاہئے تھی اس لئے وہ مارا گیا۔..... کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس سے پوچھ گچھ عمران نے کی ہے“..... چیف نے کہا۔

”چیف۔ شارگ کی لاش میں نے خود دیکھی ہے۔ اس کی تاک کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے ہیں اور اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی رگ پکھلی ہوئی ہے اور اس کا چہرہ اس حد تک بگڑا ہوا ہے کہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس پر بے پناہ تشدید کیا گیا ہے اور نتھنے کاٹ کر اس طرح پوچھ گچھ کرنا عمران کا ہی کام ہے۔ وہ اکثر اس انداز میں پوچھ گچھ کرتا رہتا ہے کیونکہ اس طرح انسان کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور لاشعوری میں انسان سب کچھ خود ہی بتا دیتا ہے جو اس سے پوچھا جاتا ہے“..... کراشو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہے۔ تمہاری بات درست ہے لیکن شارگ سے کیا پوچھ گچھ کی گئی ہوگی“..... چیف نے کہا۔

”جس مشن پر یہ عمران اور اس کے ساتھی آئے ہوں گے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی ہوگی چیف“..... کراشو نے جواب دیا۔

”لیکن اس بارے میں شارگ کو تو کچھ بھی علم نہیں تھا اور اس کے گروپ کا کیا ہوا“..... چیف نے کہا۔

”باس۔ شارگ کلب کے استینٹ مینجر مارٹن سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ شارگ کے گروپ کے انچارج نائفل اور اس کے

493
تین ساتھیوں کی لاشیں پولیس کو ویران جگہوں سے دستیاب ہوئی ہیں“..... کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ شارگ اور اس کا پورا گروپ ہی ختم ہو گیا ہے۔ کیا تم ماشر ہاک کے بارے میں جانتے ہو“..... چیف نے کہا۔

”میں باس۔ بہت اچھی طرح“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ماشر ہاک نے اس عمران سے مل کر اس کے زخمی ساتھیوں کو جزل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفت کیا تھا اور شارگ نے مجھے بتایا تھا کہ اس ہسپتال کا تعلق بھی ماشر ہاک سے تھا اور ماشر ہاک ناراک گیا ہوا تھا۔ شارگ نے ماشر ہاک سے فون پر بات کر کے دس لاکھ ڈالرز کے عوض ہسپتال کے حفاظتی انتظامات اوپن کرنے کی ڈیل کی تھی اور ماشر ہاک چارڑڈ طیارے کے ذریعے ناراک سے کرامی پیغام رہا تھا اور اس نے شارگ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ واپس آ کر اس پرائیویٹ ہسپتال کے حفاظتی انتظامات اوپن کر دے گا تاکہ اس عمران کے زخمی ساتھیوں کا خاتمه کیا جاسکے۔ اب شارگ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ تم اس ماشر ہاک سے مل کر یہ ساری کارروائی کمکمل کراؤ“..... چیف نے کہا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمام کارروائی کمکمل کر کے مجھے اس بارے میں تفصیلی رپورٹ دو“..... چیف نے کہا۔

”لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور کریڈل پر پتختہ دیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ سب لوگ ایک ایک کر کے ہلاک ہوتے جا رہے ہیں۔ اب میں ہیڈ کوارٹر کو کیا جواب دوں گا“..... چیف نے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کراشونکی کال آگئی۔ ”لیں۔ کیا رپورٹ ہے کراشونکی“..... چیف نے کہا۔

”چیف۔ میں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ شارگ نے آپ کو جو کچھ بتایا تھا وہ سب غلط تھا۔ ماشر ہاک سے اس عمران نے کسی خاص ٹپ کے ذریعے رابطہ کیا اور ماشر ہاک اپنے ساتھیوں سمیت جزل ہسپتال پہنچ گیا لیکن وہاں ناف کے آدمیوں نے پہلے ہی فائرنگ کھول دی تھی جس سے عمران کے دو ساتھی شدید زخمی ہو گئے۔ البتہ عمران کے ایک جبشی ساتھی نے ناف کے آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ ان زخمیوں کو فوراً آپریشن تھیٹر لے جایا گیا۔ بہر حال پھر ماشر ہاک انہیں کیمپ ہسپتال لے گیا اور خود وہ عمران کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد جب اس کا رابطہ اپنے آدمی فریڈ سے ہوا تو فریڈ نے اسے جو تفصیل بتائی اس کے مطابق ناف اور اس کے ایک ساتھی نے ہسپتال سے ماحقہ گولڈن ہوٹل کے تھہ خانے میں ہسپتال اور ہوٹل کی ماحقہ دیوار میں سوراخ کر کے اس پیش وارڈ میں نہ صرف بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی بلکہ ان کا پروگرام ساینا بیڈ گیس فائر کرنے کا بھی تھا لیکن اس عمران کو بروقت

سوراخ کا علم ہو گیا اور اس نے اس سوراخ پر پلاسٹک ٹیپ لگا دیا جس کی وجہ سے بے ہوش کر دینے والی گیس ہسپتال میں فائز ہونے کی بجائے واپس ہوٹل کے اس تھہ خانے میں پھیل گئی اور نائف اور اس کا ساتھی جس کا نام جونز بتایا گیا ہے وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر یہ عمران وہاں گیا اور ان دونوں کو اٹھا کر یہاں ہسپتال میں لے آیا۔ پھر نائف اور اس کے ساتھی کو گولی مار دی گئی۔ اس دوران اس عمران نے نائف سے اس کے تین ساتھیوں کو کال کروا کر انہیں ہسپتال بلوایا اور فریڈ کو یہ کہا کہ وہ ان اتنیوں کو بھی ہلاک کر دے۔ فریڈ نے اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد عمران اپنے ایک جبشی ساتھی کے ساتھ چلا گیا۔ پھر اس نے ماشر ہاک سے رابطہ کیا اور اس نے ماشر ہاک سے ایک طیارہ پاکیشیا کے لئے چارڑی کرایا اور اپنے زخمی ساتھیوں کو جن کی تعداد چار تھی اس چارڑی سے واپس پاکیشیا بھجوادیا گیا اور عمران خود اپنے ایک جبشی طیارے سے ماشر ہاک اپنے ایئر پورٹ سے چلا گیا۔ میں نے ایئر پورٹ سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق عمران اپنے ساتھی کے ساتھ ڈاشو جزیرے گیا ہے۔..... کراشون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیسے معلوم ہوا کہ وہ جزیرے ڈاشو گئے ہیں؟“..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”عمران ایکریمین میک اپ میں تھا جبکہ اس کا جبشی ساتھی اپنے

اصل چہرے میں تھا۔ میں نے ایرپورٹ سے اس جھٹی کا حلیہ بتا کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ انہوں نے ڈاشو کے لئے سینیں بک کرائی ہیں۔ کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ کرامی میں اپنا بنس اور اپنے گروپ کو شفت کر لو۔ اب شارگ کی جگہ تم نے لینی ہے۔ شارگ کلب بھی اب تمہاری ملکیت ہو گا۔“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ تھینک یو چیف۔“..... کراشو نے مرت بھرے لمحے میں کہا۔

”میں آرڈر بھوا دیتا ہوں۔“..... چیف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں باس۔“..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کراشو کے کرامی میں سپر ایجنت بنانے جانے کے آرڈر بھجا دو۔“..... سینیشن چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا اور وہ جزیرہ ڈاشو کیوں آ رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔“..... چیف نے رسیور رکھ کر بڑھاتے ہوئے کہا کہ اچانک سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی نج

اٹھی تو چیف بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ فون میں ہیڈکوارٹر کے لئے مخصوص تھا۔ اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

”بلیک سینیشن چیف بول رہا ہوں۔“..... چیف نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

”شارگ تمہاری مرحوم بیوی کا بھائی تھا۔“..... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے گراریوں کی رگڑ سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

”لیں۔ سپر چیف۔“..... سینیشن چیف نے جواب دیا لیکن اس کے چہرے پر حرمت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”بس یہی پوچھنا تھا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چیف نے حرمت بھرے انداز میں آنکھیں جھپکاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا ہوا۔ اس بات کے پوچھنے کا کیا مطلب ہے۔“..... چیف نے حرمت بھرے لمحے میں کہا کہ اچانک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔ اس فون کا تعلق سینکڑ ہیڈکوارٹر سے تھا۔

”لیں۔ بلیک سینیشن چیف بول رہا ہوں۔“..... چیف نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”فشر بول رہا ہوں۔ سینکڑ ہیڈکوارٹر سے۔“..... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

”لیں چیف۔ فرمائیے۔“..... چیف نے کہا۔

”کراشو نے تمہیں جو رپورٹ دی ہے وہ میں ہیڈکوارٹر نے کچ

کر لی ہے اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ عمران نے تمہارے رشتہ دار شارگ سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے وہ اپنے ساتھی کے ساتھ ڈاشو پہنچ رہا ہے اور اگر عمران تم تک پہنچ گیا تو لیبارٹری کے ساتھ ساتھ اس کے تمام حفاظتی انتظامات کی تفصیل بھی اسے معلوم ہو جائے گی اس لئے میں ہیڈ کوارٹر نے بلیک سیکشن کو ہمیشہ کے لئے کلوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہذا گذ بائی فار ایور، دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈاشو جزیرے میں بیو لاٹ کلب کا مالک اور جزل مینجر کارس اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ وہ درمیانے قد لیکن گینڈے جیسی جسامت کا مالک تھا۔ اس کی ٹھوڑی ضرورت سے زیادہ لمبی اور ہتھوڑے جیسی تھی۔ آنکھیں چھوٹی، پیشانی تنگ اور سر پر چھوٹے اور قدرے چھدرے بال تھے۔ چہرے پر زخموں کے مندل نشانات کافی تعداد میں تھے۔ اس کے دونوں کاندھے اس طرح جھکے ہوئے تھے جیسے اس نے دونوں ہاتھوں سے پانی سے بھری ہوئی بالٹیاں اٹھائی ہوئی ہوں۔ شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگی ہوئی تھی کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے بوتل میز پر ایک دھماکے سے رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... اس کا الجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

”ماڈری بول رہا ہوں بس“..... دوسری طرف سے ایک
مودبانہ آواز سنائی دی۔

”بولو ماڈری“..... کارلس نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لجے
میں کہا۔

”بلیک مون کلب تباہ ہو گیا ہے بس“..... دوسری طرف سے
کہا گیا تو کارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو“..... کارلس
نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں بس۔ کلب اپنے تہہ خانوں سمیت
کامل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور پولیس اور فائر بریگیڈ اس میں سے
لاشیں نکال رہے ہیں۔ کلب اور تہہ خانوں میں موجود تمام لوگ
ہلاک ہو گئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کلب سے ڈیرہ سو
اور نیچے تہہ خانوں میں آٹھ آفراد کی لاشیں ملی ہیں اور بس۔ نیچے
تہہ خانے تو کامل طور پر جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ وہاں سے جملی
ہوئی مشینوں کے پرزے بھی ملے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ تہہ خانوں
میں انتہائی جدید ساخت کی مشینزی نصب تھی جو ساتھ ہی جل کر
راکھ ہو گئی ہے“..... ماڈری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ یہ سب ہوا کس طرح اور کس نے کیا ہے ایسا“۔
کارلس نے کہا۔

”ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ابھی پولیس انکواری کر رہی ہے“۔

ماڈری نے جواب دیا۔

”ہونہے۔ جب معلوم ہو کہ کس نے ایسا کیا ہے تو مجھے روپورٹ
دینا۔ میں اس کی نسل کا بھی خاتمہ کر دوں گا“..... کارلس نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور میز پر رکھی
ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی اور اس وقت تک اسے
منہ سے لگائے رکھا جب تک کہ بوتل میں موجود انتہائی تیز شراب کا
آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔ پھر اس نے خالی
بوتل ایک طرف پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال دی۔ اس کے چہرے
پر انتہائی تیز شراب پینے کی وجہ سے تیز سرخی ابھر آئی تھی حتیٰ کہ
یہ سرخی آنکھوں میں بھی جھلکنے لگی تھی۔

”میں اس کا خون پی جاؤں گا جس نے راڑش کو ہلاک کیا
ہے۔ وہ میرا حقیقتاً دوست تھا“..... کارلس نے بڑبراتے ہوئے
کہا۔ بلیک مون کلب کا جزل مینجر راڑش اس کا بہت گہرا دوست
تھا۔ وہ بچپن سے ہی اکٹھے رہے تھے اور جرام کی دنیا میں بھی وہ
اکٹھے ہی آئے تھے۔ پھر راڑش بلیک مون کلب کا مینجر بن گیا جبکہ
اس نے اپنا علیحدہ کلب کھول لیا تھا۔ لیکن ان دونوں کے درمیان
اب بھی انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ
بھی معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک مون کلب دراصل ایک بین الاقوامی
 مجرم تنظیم بلیک تھنڈر کا خصوصی اڈا تھا۔ کلب کے نیچے تہہ خانوں
میں یہ اڈا قائم تھا لیکن اس کا کوئی تعلق کلب سے نہیں تھا۔ وہاں
میں یہ اڈا قائم تھا لیکن اس کا کوئی تعلق کلب سے نہیں تھا۔ وہاں

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارلس نے رسیور رکھا اور پھر ریوالونگ چیز کو موڑ کر اس نے اپنے عقب میں موجود ایک ریک سے شراب کی بول اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگایا۔

”شکر ہے راؤش پچ گیا“..... کارلس نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیردھ گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ راؤش تھا۔ ”خوش آمدید۔ خوش آمدید راؤش“..... کارلس اسے دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

”شکر یہ کارلس۔ تم واقعی میرے سچے دوست ہو جو میرے پچ جانے پر اس طرح خوش ہو رہے ہو“..... راؤش نے مصافحہ کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”اس میں کیا شک ہے راؤش اور تم بے فکر رہو۔ تم اپنا نیا قلب کھولو۔ میں اس میں تمہاری مدد کروں گا“..... کارلس نے کہا تو راؤش بے اختیار ہنس پڑا۔

”بے حد شکر یہ۔ لیکن مجھے مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ بیٹی میں الاقوامی تنظیم ہے اور اس کے لئے قلب کھولنا ایسے ہی ہے جیسے تمہارا اور میرا کسی کو ایک دوڑالرخیرات میں دے دینا۔ البتہ میں تمہارے لئے ایک بڑی رقم کا سودا لے کر آیا ہوں۔ میں لاکھ ڈالر کا سودا“۔ راؤش نے کہا تو کارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

آنے جانے کے راستے بھی عیحدہ تھے۔ چونکہ راؤش کا تعلق ان تہہ خانوں سے نہیں تھا اس لئے کارلس کا بھی کبھی کوئی تعلق وہاں سے نہیں رہا تھا۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... اس نے اپنے مخصوص پھاڑ کھانے والے لبھے میں کہا۔

”راؤش بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے اس کے دوست راؤش کی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ ارے۔ تم زندہ ہو۔ انھی میں تمہاری موت کا سوگ منا رہا تھا۔ کہاں ہو تم اور کیا ہوا تمہارے قلب کے ساتھ“۔ کارلس نے بے اختیار چھینٹتے ہوئے کہا۔

”میں اسوان سے بول رہا ہوں۔ میں دو روز سے وہاں تھا۔ میری عدم موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا ہے“..... راؤش نے کہا۔

”اوہ تھینک گاڑ۔ تم پچ گئے ہو“..... کارلس نے بڑے خلوص بھرے لبھے میں کہا۔

”شکر یہ کارلس۔ میں ایک گھنٹے کے اندر ڈاشو پیچ رہا ہوں۔ پھر تم سے ملاقات ہو گی۔ میں نے تم سے انتہائی اہم باتیں کرنی ہیں۔“ راؤش نے کہا۔

”آ جاؤ۔ میں آفس میں موجود ہوں۔ آج میرا کہیں جانے کا پروگرام نہیں ہے“..... کارلس نے کہا۔

”بیس لاکھ ڈالر اور میرے لئے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس رقم سے تو تم خود ایک نہیں بلکہ دو کلب کھول سکتے ہو،“..... کارلس نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

کے تھے خانوں میں پہلے سے نصب ڈسٹرکشن بھم بلاست کر دیا۔ اس طرح سیکشن چیف اور اس کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کلب میں موجود تمام افراد بھی ہلاک ہو گئے۔ میں چونکہ باہر تھا اس لئے نجی۔ اس طرح میں ہیڈ کوارٹر نے اس سروس کا راستہ روک دیا ہے۔ اب مسئلہ تھا اس سروس کے لوگوں کو ہلاک کرنے کا۔ اس کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں نہ چھیڑا جائے اور وہ یہاں ٹکریں مار کر خود ہی واپس چلے جائیں گے جبکہ دوسری صورت یہ کہ یہاں ان کا خاتمه کر دیا جائے۔ میں ہیڈ کوارٹر نے دوسری صورت اپنانے کا فیصلہ کیا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ یہاں ڈاشو میں کوئی ایسا گروپ ہے جو اس سروس کے لوگوں کو ٹکریں کر کے ان کا خاتمه کر سکتا ہے تو میں نے تمہارا نام لیا اور تمہارے گروپ کے بارے میں تفصیلات بتائیں تو میں ہیڈ کوارٹر نے میری بات تسلیم کر لی اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سے بات کروں اور اگر تم اس کام پر آمادہ ہو جاؤ تو تمہیں بیس لاکھ ڈالر معاوضہ دیا جائے گا۔ دس لاکھ ڈالر پہلے اور دس ڈاکھ ڈالر میشن کی تکمیل کے بعد۔ چنانچہ میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم یہ آفر قبول کرتے ہو یا نہیں؟“۔ راؤش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال کرتے ہو راؤش تم بھی۔ بیس لاکھ ڈالر اور میں چھوڑ دوں۔ اتنی بڑی رقم کے لئے تو میں ڈاشو کی آدمی آبادی کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ البتہ ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات

”تم میرے دوست ہو کارلس اس لئے یہ رقم میں نے تمہارے لئے حاصل کی ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ بلیک مون کلب کے نیچے تھے خانوں میں بلیک تھنڈر کا ایک سیکشن قائم تھا جس کے تحت کسی جگہ ایک لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ اس لیبارٹری کے بارے میں سیکشن چیف کو علم تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ لوگ اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ وہ کرامی پہنچ۔ وہاں سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی بلیک تھنڈر کا پسرا یجنت تھا۔ اس کا پورا گروپ تھا جو انتہائی تربیت یافتہ افراد پر مشتمل تھا۔ سیکشن چیف نے اپنی بیوی کے بھائی کو اس سروس کے ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کچھ کامیابیاں بھی حاصل کیں کہ ان کے ہاتھوں اس سروس کے کچھ لوگ زخمی ہو گئے لیکن پھر اچانک میں ہیڈ کوارٹر کو اطلاع ملی کہ سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی جس کا نام شارگ تھا، وہ اس سروس والوں کے قابو میں آ گیا ہے اور اس پر انہوں نے تشدد کر کے اس سے سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور شارگ کو اس کے گروپ سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب وہ سیکشن چیف سے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے ڈاشو پہنچ رہے ہیں تو میں ہیڈ کوارٹر نے کلب

”میں تو سامنے ہی نہیں آؤں گا۔ تمام کام گیری اور اس کا گروپ کرے گا۔ گیری بھی ایکریمین ایجننسیوں کا تربیت یافتہ ہے۔“ کارلس نے کہا۔

”اوکے۔“ راؤش نے اطمینان بھرے لبجے میں کہا اور جیب سے ایک چیک نکال کر اس نے کارلس کی طرف بڑھا دیا۔ کارلس نے ایک نظر چیک کو دیکھا اور پھر بے اختیار اسے چوم کر اس نے بند کیا اور جیب میں ڈال لیا۔

”میں فون کر لوں۔“ راؤش نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔“ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راؤش بول رہا ہوں ڈاشو جزیرے سے۔ میں نے کارلس سے بات کر لی ہے۔ وہ کام کرنے پر آمادہ ہے اور کام بھی ہو جائے گا۔“ راؤش نے انتہائی موبدانہ لبجے میں کہا۔

”اسے تمام تفصیلات بتا دی ہیں تم نے۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”لیں سر۔“ راؤش نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راؤش نے رسیور رکھ دیا تو کارلس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”گیری بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

تمہیں بتانی ہوں گی۔“ کارلس نے مرت بھرے لبجے میں کہا۔ ”تفصیل کوئی نہیں ہے۔ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں۔ کرامی سے دو آدمی یہاں پہنچے ہیں۔ ایک ایکریمین ہے اور ایک قوی ہیکل افریقی جوشی۔ ان دونوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمه کرنا ہے۔“ راؤش نے کہا۔

”ولیکن یہاں تو بے شمار ایکریمین موجود ہوں گے اور یہ تو علاقوہ ہی افریقہ کا ہے۔ یہاں ہر دوسرا آدمی افریقی ہے۔“ کارلس نے کہا۔

”تم ایئر پورٹ سے معلوم کرو۔ وہاں کرامی سے یہاں پہنچے والے افراد کے کاغذات موجود ہوں گے جن میں ان کی تصویریں موجود ہوں گی۔ پھر لازماً وہ کسی نہ کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر پہنچ ہوں گے اور یہاں بھی انہوں نے کسی ہوٹل میں ہی رہائش رکھی ہو گی لہذا انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے۔“ راؤش نے کہا تو کارلس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوہ۔ ویری گڑ۔ تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ ان کو ٹریس کیا جا سکتا ہے اور ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں تو پھر انہیں ہلاک کر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لاو کہاں ہیں دس لاکھ ڈالر کا چیک۔“ کارلس نے مرت بھرے لبجے میں کہا۔

”یہ سوچ لو کارلس کہ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ اللاثم مارے جاؤ۔“ راؤش نے کہا۔

آواز سنائی دی۔

”کارلس بول رہا ہوں۔ تم میرے آفس میں آ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت“..... کارلس نے تیز لجھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میں نے اسے یہاں بلایا ہے تاکہ تمہارے سامنے اسے تفصیل پڑایات دی جاسکیں“..... کارلس نے کہا تو راڈش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مسافر بردار جیٹ جہاز انہتائی تیز رفتاری سے فضا کا سینہ چرتے ہوئے کرامی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ فلاٹ کافرستان سے کرامی جا رہی تھی۔ چونکہ پرواز کافی طویل تھی اس لئے اس میں موجود مسافرنشتوں سے سرٹکائے ہوئے ایزی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز کے تقریباً درمیان میں ایک سیٹ پر صالحہ اور جولیا آنکھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے عقب میں صدر اور کیپشن شکلیل بیٹھے تھے جبکہ سامنے کی قطارا میں تنوری موجود تھا۔ جولیا اور صالحہ آپس میں با تین کر رہی تھیں لیکن ان کا انداز سرگوشیوں جیسا تھا جبکہ صدر ایک رسالہ پڑھنے اور کیپشن شکلیل آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت سے سرٹکائے بیٹھا ہوا تھا جبکہ تنوری بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا بار بار گردن موڑ کر جہاز میں موجود مسافروں کا باائزہ لینے میں مصروف تھا کہ اچانک ایک ایئر ہوسٹ تیز تیز قدم

کہے بغیر رابطہ ختم کر دیا گیا تو جولیا نے بھی رسیور رکھا اور فون روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی سیٹ پر پہنچ چکی تھی۔

”کیا ہوا؟“..... صالح نے بے چینی سے پوچھا تو جولیا نے اسے تفصیل بتا دی۔ اس نے صدر کو بھی یہ تفصیل بتا دی اور پھر ویسے ہی کیا گیا۔ کرامی ایئر پورٹ پر اتر کر انہوں نے ڈاشو کے لئے پہلی فلاٹ پر سیٹیں بک کرائیں اور پھر پہلی دستیاب فلاٹ سے ہی وہ ڈاشو کے لئے روانہ ہو گئے۔ ڈاشو ایئر پورٹ پر اتر کر جولیا نے وہاں ایک کاؤنٹر سے سیاحوں کے لئے کسی اچھئے ہوٹل کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ ڈاشو میں سیاحوں کا سب سے مقبول ہوٹل گولڈن ہے۔ چنانچہ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسیوں میں سوار ہو کر گولڈن ہوٹل پہنچ گئی۔ تنوری نے ایئر پورٹ پر جولیا سے کہا تھا کہ وہ سب سیدھے ڈاگر ہوٹل چلے جاتے ہیں لیکن جولیا نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ پہلے کسی اور ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ پھر عمران سے فون پر بات کر کے فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ انہیں حالات کا علم نہیں تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہاں عمران کی نگرانی ہو رہی ہو اور وہ بھی ان نگرانی کرنے والوں کی نظروں میں آ جائیں۔ سب ساتھیوں نے جولیا کی اس بات کی تائید کر دی تھی اس لئے وہ براہ راست ڈاگر ہوٹل جانے کی بجائے گولڈن ہوٹل آ گئے تھے۔ یہاں آسانی سے انہیں کمرے مل گئے اور وہ سب اپنے اپنے

اٹھاتی ہوئی جولیا کے قریب آ کر رک گئی۔
”مس جولیا۔ آپ کا فون ہے؟“..... ایئر ہوٹس نے جھک کر جولیا سے کہا۔

”اوہ اچھا،“..... جولیا نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی فون روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فون روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور رسیور اٹھا کر فون کا ایک بٹن پر لیس کر دیا۔

”ہیلو۔ جولیا بول رہی ہوں،“..... جولیا نے کہا۔
”بات کریں،“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی
اور پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔
”چیف بول رہا ہوں،“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”لیں چیف۔ جولیا بول رہی ہوں،“..... جولیا نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”عمران، جوزف کے ساتھ کرامی سے ڈاشو جزیرے پر چلا گیا۔“.....
ہے اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران واپس پاکیشیا پہنچ گئے
ہیں۔ تم نے بھی کرامی پہنچ کر وہاں سے ڈاشو پہنچنا ہے۔ ڈاشو
ڈاگر ہوٹل میں عمران اور جوزف موجود ہیں۔ عمران کا کمرہ نمبر دو ہے
چالیس ہے اور اس کا نام مائیکل ہے۔ وہاں سے پھر عمران تہبیر
لیڈ کرے گا۔“..... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
”لیں چیف،“..... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے مزید پچھا

اس کے ساتھ ہی ملک کی آواز سنائی دی۔
”مارگریٹ بول رہی ہوں“..... جولیا نے کہا۔

”دو زبانوں کے الفاظ اکٹھے کر کے نام رکھنا واقعی آج کل فیشن میں شامل ہے۔ گریٹ اور ماریعنی بہت زیادہ مار۔ وہ نام تو ہوا“۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ گو لمحہ اور زبان ایکریمین تھا لیکن انداز عمران کا مخصوص تھا۔

”اوہ۔ مائیکل تم بول رہے ہو“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے سارے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ارے۔ ارے۔ سائیکل بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کو لیڈیز سائیکل کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مردانہ سائیکل۔ کم از کم وضاحت تو کر دو کہ کون سا سائیکل ہے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو“..... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار بنس پڑی۔

”میں نے تو لیڈیز سائیکل ہی طلب کرنی ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر سوری۔ رانگ نمبر“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی واقعی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا اس طرح حیران ہو کر رسیور کو دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران اس طرح فون بند بھی کر سکتا ہے۔

”مس جولیا۔ آپ حیران کیوں ہو رہی ہیں۔ عمران اب فون سے نکل کر تو بات نہیں کر سکتا۔ اسے بہر حال اطلاع مل گئی ہے کہ

کمروں سے ہو کر جولیا کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ جولیا نے سب کے لئے روم سروس سے ہاٹ کافی طلب کر لی۔

”پہلے تو ہم نے کرامی پہنچنا تھا۔ پھر اچانک کیا ہو گیا ہے کہ عمران بھی یہاں آ گیا ہے اور ہمیں بھی یہاں بھجوادیا گیا ہے“۔ صالح نے کہا۔

”اب یہ تو عمران سے بات ہو گی تب ہی پتہ چلے گا کہ یہاں کیا چکر چل رہا ہے“..... جولیا نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کافی سرو کر دی گئی اور چونکہ وہ سب طویل پرواز کی وجہ سے خاصے تھکے ہوئے تھے اس لئے وہ ہاٹ کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گئے۔ جولیا نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون سروس کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں۔ ہوٹل ایکس چینچ“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈاگر ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو چالیس میں ایک صاحب مائیکل رہ رہے ہیں۔ ان سے بات کرائیں۔ میرا نام مارگریٹ ہے“۔ جولیا نے کہا۔

”لیں مس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ مارگریٹ بول رہی ہوں“..... جولیا نے کہا۔

”مسٹر مائیکل سے بات کیجیے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور

ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس نے یہ بھی معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم یہاں گولڈن ہوٹل میں ہیں۔ اب وہ خود آئے گا یا خود کسی انداز میں رابطہ کرے گا۔ کیپشن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”تم زیادہ بہتر انداز میں عمران کو جانتے لگ گئے ہو۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر کافی دیر تک بیٹھے وہ عمران کی طرف سے کسی رابطے کے منتظر رہے لیکن جب نہ ہی عمران کا فون آیا اور نہ ہی وہ خود آیا تو جولیا ایک بار پھر بے چین ہو گئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ عمران رابطہ ہی نہیں کر رہا۔“ جولیا نے کہا۔

”اس کی عادت ہے۔ وہ ہمیں بلوا تو لیتا ہے لیکن کام خود ہی کرتا رہتا ہے۔ ہم سوائے لکھاں مارنے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔“ تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کی بات کا جواب دیتا دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو سب چونک پڑے اور پھر صدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر جوزف موجود تھا۔

”اوہ تم۔ آؤ۔“ صدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جوزف اندر داخل ہو گیا۔ اس نے سب کو سلام کیا۔

”آؤ جوزف۔ بیٹھو۔“ جولیا نے اس کے سلام کا جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”باس نے پیغام دیا ہے کہ ابھی آپ ان سے رابطہ نہیں کریں گی۔ البتہ آپ نے یہاں بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر کارلس کی ٹکرانی کرنی ہے۔“ جوزف نے کرسی پر بیٹھتے ہی بڑے سپاٹ سے لبجے میں کہا۔

”پہلے ہمیں تفصیل بتاؤ کہ کرامی میں کیا ہوا اور تم اور عمران یہاں کیوں آئے ہو۔ اس کارلس پر کس قسم کا شبہ ہے۔ تفصیل معلوم ہو گی تو ہم کام کر سکیں گے۔“ جولیا نے قدرے غصیلے لبجے میں کہا۔

”کرامی میں بیٹی کا ایک گروپ ہمارے خلاف کام کر رہا تھا۔ انہوں نے ہم پر نیشنل گارڈن میں اچانک فائر کھول دیا جس کی وجہ سے میں اور باقی تمام ساتھی بھی زخمی ہو گئے۔ پھر ہسپتال میں ان کے دو آدمیوں نے آ کر ہم پر حملہ کر دیا جس سے پہلے سے زخمی ٹائیگر اور جوانا مزید زخمی ہو گئے۔ میں نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا اور پھر ہم سب ایک اور ہسپتال میں شفت ہو گئے۔ اس گروپ نے وہاں بھی حملہ کر دیا لیکن باس کی وجہ سے یہ حملہ ناکام ہو گیا اور ان کا گروپ مارا گیا۔ اس گروپ کا انچارج ایک آدمی شارک تھا۔ باس نے اس کے کلب جا کر اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قابو پا کر اس سے پوچھ چکھ کی تو باس کو معلوم ہوا کہ ان کا سیکشن ہیڈ کوارٹر ڈاشو میں ہے اور اسی سیکشن ہیڈ کوارٹر کے تحت وہ لیبارٹری

ہے جہاں بس نے مشن مکمل کرنا ہے۔ چنانچہ باقی ساتھیوں کو بس نے ایک چارڑی طیارے کے ذریعے واپس پاکیشیا بھجوا دیا اور میں اور بس یہاں ڈاشو پہنچ گئے۔ یہاں بس نے مجھے علیحدہ رکھا اور اپنی نگرانی کا حکم دیا لیکن یہاں پہنچ کر بس کو معلوم ہوا کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود تمام آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں تو بس نے کسی ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی جو اس سیکشن ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا رہا ہو۔ اس دوران ایک آدمی کو میں نے بس کی نگرانی کرتے ہوئے چیک کیا اور پھر اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کا کوئی گروپ جس کا چیف گیری ہے مجھے اور بس کوڑیں کر کے ہلاک کرنا چاہتا ہے اور اس گروپ کا تعلق بیوی لائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر کارلس سے ہے۔ بس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں تو اتنا معلوم ہوا کہ کارلس کا اس سیکشن ہیڈ کوارٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ بلکہ مون کلب جس کے نیچے تھے خانوں میں وہ سیکشن ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس کلب کا مینجر راؤش تھا جو کلب کی تباہی کے وقت ڈاشوب سے پہنچنے کی وجہ سے نجی گیا ہے۔ وہ اس کارلس کا دوست ہے۔ لیکن کارلس کو بس اور میرے خلاف کام کرنے کے لئے ہاڑ کیا ہے لیکن راؤش خود ڈاشو جزیرے سے باہر چلا گیا ہے۔ اب بس نے آپ کو پیغام بھجوایا ہے کہ آپ اس گیری گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس گروپ کا خاتمه کر دیں۔ بس خود اس

لئے کارلس کے پاس نہیں جانا چاہتا کہ اس طرح اس پر شک کنفرم ہو جائے گا جبکہ ابھی تک وہ کنفرم نہیں ہے۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گیری گروپ کے جس آدمی کو پکڑ کر تم نے اس سے معلومات حاصل کی تھیں اس سے باقی گروپ کے بارے میں نہیں معلوم ہو سکا۔“ جو لیا نے کہا۔

”نہیں۔ وہ صرف گیری کا نام جانتا تھا اور اسے فون پر ہدایات ملی تھیں لیکن وہ ذاتی طور پر گیری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”تم نے خود گیری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔“ جو لیا نے کہا۔

”نہیں۔ کیونکہ میں بس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اگر بس مجھے حکم دیتا تو میں اس گیری کو چوہے کے بل سے بھی باہر نکال لاتا۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم عمران کو کہہ دو کہ وہ اپنا کام کرتا رہے۔ ہم اس گیری اور اس کے گروپ کا خاتمه کر دیں گے۔“ جو لیا نے کہا تو جوزف اٹھا اور سلام کر کے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد صدر نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عمران اس گیری کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا۔“ صالح نے کہا۔

”ظاہر ہے یہ گروپ صرف ان کے خاتمے کے لئے ہائز کیا گیا ہے۔ اس کا کوئی براہ راست تعلق بیٹھی سے نہ ہو گا۔“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر یہاں وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ ہمیں مشن کی طرف توجہ دینی چاہئے۔“..... تنویر نے کہا۔

”عمران کی عادت ہے کہ وہ کوئی قدم اندھا دھند نہیں اٹھاتا اور یہی اس کی کامیابی کا اصل راز ہے۔ وہ کسی مکڑی کی طرح مجرموں کے گرد جالا پھیلا دیتا ہے اور پھر انہائی صبر کے ساتھ اس جال میں ان کے پھنسنے کا انتظار کرتا ہے اور جب وہ اس جالے میں پھنس جاتے ہیں تو پھر کامیابی عمران کے حصے میں آ جاتی ہے۔“..... کیپشن شکلیل نے کہا۔

”تم تو اس طرح عمران کے قصیدے پڑھتے رہتے ہو جیے عمران تمہیں اس کی باقاعدہ پیمائش کرتا ہو۔“..... تنویر نے برا سامنا بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کی تعریف نہ کرنا دنیا کی سب سے بڑی بدیانتی ہے۔ عمران جیسا انسان شاید صدیوں میں بھی نہ پیدا ہو سکے۔“..... کیپشن شکلیل نے برا مناء بغیر کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو کیپشن شکلیل۔ پاکیشیا کی خوش قسمتی ہے کہ عمران پاکیشیا میں پیدا ہوا ہے۔ بہر حال ہمیں بلیو لائٹ کلب جانا ہے۔“..... صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پہلے معلوم تو کر لیں کہ یہ کلب کہاں ہے اور دوسری بات یہ کہ ہمیں ہوٹل کی بجائے کوئی رہائش گاہ حاصل کرنی چاہئے اور کاریں بھی کیونکہ ہم نے بہر حال اب گیری اور اس کے آدمیوں کو گھیرنا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”آپ یہاں رہیں۔ میں یہ تمام بندوبست کر کے آتا ہوں۔“..... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس گھٹے ہوئے ماحول کی نسبت باہر کا ماحول زیادہ خوشنگوار ہو گا۔“..... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کے ہلاک کیا گیا ہے۔ کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے؟..... گیری شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں مسلسل بولتا چلا گیا۔ وہ تو شاید اپنے شکار کے مارے جانے کی بات سننا چاہتا تھا لیکن اس کی بجائے اپنے ایک ساتھی کی ہلاکت کی خبر اسے سنائی جا رہی تھی۔

”جیری کی لاش کارشن گارڈن کے ایک ویران حصے سے پویس کو ملی ہے۔ اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا ہے اور اس کا منح شدہ چہرہ بتا رہا ہے کہ اس پر انہائی تشدد بھی کیا گیا ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ویری بیڈ۔ قاتل کے بارے میں کچھ پتہ چلا،“..... گیری نے اس بار اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”صرف اتنا معلوم ہوا کہ گارڈن کے اس ویران حصے کی طرف ایک دیوقامت افریقی کو جاتے دیکھا گیا تھا،“..... ڈرمن نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ وہی افریقی ہو گا جس کی بھی تلاش ہے۔ لیکن جیری نے اگر اسے ٹریس کر لیا تھا تو وہ اطلاع تو دیتا،“..... گیری نے کہا۔

”وہ کنفرم نہیں ہو گا اس لئے اس نے اطلاع نہ دی ہوگی۔“
ڈرمنڈ نے جواب دیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم انہیں

گیری اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے بار بار سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے آدمی پورے جزیرے پر پھیلے ہوئے تھے اور وہ کسی ایسے جوڑے کی تلاش میں تھے جس کا ایک رکن ایکریمین اور دوسرا افریقی ہو لیکن ابھی تک اسے کسی طرف سے کوئی بھی اطلاع نہ ملی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا وہ انہائی بے چین ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی نجٹھی تو گیری نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

”گیری بول رہا ہوں،“..... گیری نے تیز لمحے میں کہا۔

”ڈرمنڈ بول رہا ہوں باس۔ جیری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کو یوں محسوس ہوا جیسے پکھلا ہوا سیسے اس کے کانوں میں انڈا مل دیا گیا ہو۔

ٹریس کے ہلاک کرتے الغا وہ ہمیں ٹریس کر کے ہلاک کر رہے ہیں۔..... گیری نے کہا۔

”لیں بس۔ جیری کی لاش سامنے آنے سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے۔..... ڈرمند نے جواب دیا۔

”تم گارڈن جا کر ارد گرد سے اس دیوبھیل افریقی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔ ہمیں اب ہر صورت میں اسے فوراً ٹریس کرنا ہے۔..... گیری نے کہا۔

”لیں بس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس ایکریمین کا کیا ہوا۔ اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ مزاحیہ باتیں اور حرکتیں کرتا رہتا ہے اور یہی اس کی خاص نشانی ہے۔..... گیری نے کہا۔

”ابھی تو کوئی ایسا آدمی سامنے نہیں آیا۔..... ڈرمند نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کوشش جاری رکھو۔ انہیں تلاش کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے کے متراffد ہے۔ لیکن بہر حال ہمیں یہ کام کرنا ہے۔..... گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ویری بیڈ۔ الٹا کام شروع ہو گیا ہے۔..... گیری نے کہا اور ایک بار پھر فون کی گھنٹی سن کر وہ چونک پڑا۔

”لیں۔ گیری بول رہا ہوں۔..... گیری نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”رینالڈ بول رہا ہوں بس۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا ہے جس نے ایئر پورٹ سے ایک ایکریمین اور ایک افریقی جبشی کو پک کیا تھا۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا یہ کرامی سے آنے والی فلاٹ کے مسافر تھے۔..... گیری نے اشتیاق آمیز لمحے میں پوچھا۔

”لیں بس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

”پھر کیا بتایا ہے اس نے۔ کہاں ڈرائپ کیا تھا اس نے انہیں۔..... گیری نے تیز لمحے میں پوچھا۔

”باس۔ اس نے المی دونوں کو گرانڈ ہوٹل میں ڈرائپ کیا تھا۔..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”پھر وہاں سے کیا معلوم ہوا ہے۔..... گیری نے پوچھا۔

”وہاں اس ٹائم کا کوئی جوڑا نہیں آیا۔ میں نے رجسٹر بھی چیک کیا ہے اور بکنگ کلرک سے بھی پوچھ چکھ کی ہے جو اس وقت ڈیپولی پر تھا لیکن لگتا ہے کہ یہ لوگ حد درجہ چوکنا تھے۔ ٹیکسی چھوڑ کر یہ ہوٹل کے اندر جانے کی بجائے کہیں اور چلنے گئے ہیں۔..... رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں تلاش کرو رینالڈ۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ وہ لازماً کسی ہوٹل میں ہی ٹھہرے ہوں گے۔ تمام ہوٹل چیک کرو۔..... گیری نے تیز لمحے میں کہا۔

”کیا مطلب ہے۔ میں سمجھا نہیں۔ کھل کر بتاؤ۔“..... جوگم نے
حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”کارلس نے میرے ذمے ایک ایکریمین اور ایک سیاہ فام
افریقی جبٹی کو ٹریس کرنے کا کام لگایا ہوا ہے۔ لیکن اتنے بڑے
جزیرے پر ان دونوں کا ٹریس کرنا ویسے تو ناممکن ہے لیکن انہوں
نے میرے ایک آدمی کو ٹریس کر لیا اور اس پر تشدد کر کے اسے
ہلاک کر دیا ہے۔ لامحالہ میرے آدمی نے کارلس کا نام لیا ہو گا
کیونکہ وہ میرا صرف نام جانتا تھا کیونکہ میں اپنے آدمیوں سے
صرف فون پر رابطہ رکھتا ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کارلس
کی نگرانی کریں تاکہ اس کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکیں۔ اگر تم
کارلس کی نگرانی کرو تو جو لوگ اس کی نگرانی کریں یا اس سے
پوچھ چکھ کریں وہی ہمارے مطلوبہ آدمی ہوں گے۔ ہم انہیں ہر
صورت میں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔“..... گیری نے وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کام ہو سکتا ہے۔ لیکن تمہیں پچاس ہزار ڈالر ادا کرنے ہوں گے۔
رپورٹ تمہیں ملتی رہے گی۔“..... جوگم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھجوں دوس گا رقم۔ تم کام شروع کرو۔ لیکن
خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔“..... گیری نے کہا۔

”میں نے تو صرف نگرانی کرانی ہے اور تمہیں رپورٹ دینی ہے
اس لئے چاہے وہ خطرناک ہوں یا محصول مجھے اس سے کیا

”لیں بس۔ ہم ہوٹل چیک کر رہے ہیں اور جلد ہی ان کا
سراغ مل جائے گا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔“..... گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور
ایک دھماکے سے کریڈل پر پہنچ دیا۔

”یہ لوگ آخر کیسے ٹریس ہوں گے۔ مجھے کوئی اور طریقہ سوچنا
چاہئے۔“..... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس طرح یہ لوگ جلد ٹریس ہو جائیں گے۔“
اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک سیل فون نکال کر
اسے آن کیا اور پھر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”لیں۔ جوگم بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

”گیری بول رہا ہوں جوگم۔ کیا تم میرے لئے ایک کام کرو
گے۔ معاوضہ تمہاری مرضی کا ہو گا۔“..... گیری نے کہا۔

”کیا کام ہے۔ یہ تو بتاؤ۔“..... جوگم نے چونک کر پوچھا۔
”بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر کارلس کو جانتے
ہو۔“..... گیری نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
”اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اس انداز میں کہ اسے معلوم نہ ہو
سکے لیکن اس کی نگرانی کرنے والے تمہاری نگرانی میں آ جائیں۔“

گیری نے کہا۔

غرض،..... جو گم نے کہا۔
”اوکے۔ میرا خصوصی فون نمبر نوٹ کرلو،..... گیری نے کہا اور پھر اس نے فون نمبر بتا دیا۔
”ٹھیک ہے۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ تم رقم بھجو
دو،..... جو گم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گیری
نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ جو گم نے یہاں مخبری
کا نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا اور اس کے آدمی ایسے کاموں میں بے
حد ماہر تھے اس لئے گیری کو یقین تھا کہ اس انداز میں وہ ان
لوگوں کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر تقریباً آدھے
گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا
”لیں۔ گیری بول رہا ہوں،..... گیری نے کہا۔

”جو گم بول رہا ہوں گیری۔ کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک
کر دیا گیا ہے،..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری بے اختیا
چھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے،..... گیری نے یقین
نہ آنے والے لمحے میں کہا۔

”تمہارے کہنے پر میں نے بیو لاٹ کلب میں موجود اپنے
آدمی سے رابطہ کیا تاکہ وہ کارلس کی وہاں نگرانی کر سکے تو اس نے
 بتایا کہ کارلس کی لاش اس کے آفس سے ملی ہے۔ اسے گولیاں مار
کر ہلاک کیا گیا ہے۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ صرف

527

انتا معلوم ہو سکا ہے کہ پانچ افراد جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں
کاؤنٹر پر آئے۔ یہ سب ایکریمین تھے۔ انہوں نے کارلس سے
ملنے کی بات کی اور کسی بڑی رقم کے سودے کے بارے میں کہا تو
کارلس نے فون پر انہیں آفس بھیجنے کا کہہ دیا اور وہ آفس چلے
گئے۔ پھر جب وہ کافی دیر بعد واپس چلے گئے تو اس کے بعد ایک
کام کے سلسلے میں کارلس کو فون کیا گیا لیکن فون اٹھنا کیا گیا تو
ایک آدمی آفس گیا۔ وہاں کارلس کی لاش موجود تھی۔ پھر پولیس کو
کال کر لیا گیا۔ اب پولیس وہاں موجود ہے،..... جو گم نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے،۔۔۔
گیری نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ اس نے دونوں ہاتھوں سے
سمر پکڑ لیا۔

”اب کیا ہو گا،..... گیری نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر
اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا۔

”اوہ۔ یہ اچھا وقت ہے کارلس کے کلب پر قبضہ کرنے کا،۔۔۔
گیری نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوچا کہ پولیس چیف سے
اس کا دوست ہے اس لئے اس نے فوری طور پر پولیس چیف سے
مل کر اس سے کارلس کے کلب پر قبضہ کرنے میں تعاون کرنے کی
بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین تھا کہ بھاری رقم کی آفر پر
پولیس چیف اس کا ساتھ دے گا اور اس طرح وہ آسانی سے کلب

پر قبضہ کر کے کروڑوں ڈالرز کا مالک بن جائے گا کیونکہ کارلس نے آج تک شادی نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کا کوئی اور رشتہ دار بھی سامنے آیا تھا۔ پہلی سب سوچتے ہوئے اس نے رسیور اٹھایا ہی تھا کہ اسے بند دروازے کے سامنے باہر سے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

عمران ٹیکسی میں سوار اور گ نامی علاقے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ علاقہ ڈاشو جزیرے کا نو آباد علاقہ تھا اور یہاں حال ہی میں دونئی رہائشی کالونیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ ان کالونیوں کو لورگ کالونی فیرون اور لورگ کالونی فیرن ٹو کہا جاتا تھا اور عمران نے لورگ کالونی فیرن ٹو میں ایک آدمی ڈیوڈ سے ملنا تھا۔ ڈیوڈ کے بارے میں اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ بڑے طویل عرصے سے ڈاشو جزیرے پر رہتا چلا آ رہا ہے۔ وہ یہاں کسی نشیات اسمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ تھا اور بلیک مون کلب جو تباہ ہو گیا تھا پہلے اس ڈیوڈ کی ملکیت تھا لیکن پھر اس سے یہ کلب خرید لیا گیا یا اس پر بلیٹی نے جبراً قبضہ کر لیا۔

بہرحال ڈیوڈ کا تعلق اس کلب سے ختم ہو گیا لیکن اس کے باوجود ڈیوڈ اس کلب میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے عمران کا

خیال تھا کہ ڈیوڈ سے اسے کسی ایسے آدمی کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جو اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات جانتا ہو۔ گو عمران کو لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں اندازہ تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ بلیک تھنڈر انہائی باوسائل تنظیم ہے۔ اگر کرامی جیسے غیر معروف اور چھوٹے سے علاقے میں ان مقابل کئی باوسائل گروپ لاسکتی ہے اور صرف معمولی سی بات ڈاشو میں اپنا سیکشن ہیڈ کوارٹر تباہ کر سکتی ہے تو وہاں لیبارٹری کے تحفظ کے لئے تو اس نے نجانے کس انداز کے انتظامات کر رکھا ہوں گے اس لئے بغیر ان انتظامات کے بارے میں معلوم کر دہا جانا خود کشی کے متادف ہو سکتا تھا اس لئے وہ سرتوڑ کوشش کر رہا تھا کہ اس بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔

یہاں ڈاشو پہنچتے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک مون کلب تباہ کر دیا گیا ہے اور اس کا علم ہوتے ہی وہ مزید محتاط ہو گیا تھا۔ بلیک مون کلب کے بارے میں اسے ایز پورٹ پر ہی علم ہو گیا تھا وہاں دو آدمی اس بارے میں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے اور کلب کی تباہی کا سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ شارگ چونکہ سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی تھا اس لئے شارگ پر تشدید کا مطلب یہی نکل سکتا تھا کہ اس سے سیکشن چیف کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں اور پھر اس کے ساتھیوں کے ڈاشو آنے کا مطلب صاف یہی نکلتا تھا کہ وہ سیکشن چیف سے لیبارٹری کے

حفاظتی انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عمران نے جوزف کو اپنی نگرانی پر لگایا ہوا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہاں پر بھی انہیں ٹریس کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی اس لئے جوزف کو عمران نے اپنی نگرانی پر مامور کیا ہوا تھا۔ اس طرح وہ دونوں اکٹھے بھی نظر نہ آتے کہ ٹریس کرنے والوں کی نظروں میں آ جائیں اور اگر عمران کو چیک کیا جا رہا ہو تو اس کے بارے میں معلوم ہو سکے اور پھر جوزف نے ایک آدمی کو چیک کر لیا۔ وہ عمران کی نگرانی کر رہا تھا۔ عمران کالاش کالونی گیا ہوا تھا۔ پھر وہاں ایک ویران ایریئے میں جوزف نے اس آدمی کو گھیر لیا اور پھر جوزف نے اپنے مخصوص حربوں سے چند لمحوں میں ہی اس سے معلوم کر لیا کہ اس کا تعلق گیری سے ہے اور گیری گروپ کا تعلق کارلس سے ہے اور کارلس بلیو لائٹ کلب کا مالک اور جزل مینجر ہے۔ لیکن وہ گیری کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتانے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا۔

عمران نے ڈاشوروانہ ہونے سے پہلے بلیک زیرو کوفون کر کے ساری تفصیلات بتا دی تھیں اور اسے کہہ دیا تھا کہ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کہہ دے کہ وہ کرامی سے ڈاشو آ جائیں تاکہ عمران یہاں سے معلومات حاصل کر کے ان کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔ پھر جولیا کا فون آ گیا تو عمران نے جوزف کے ذریعے انہیں پیغام دیا کہ وہ کارلس سے گیری کے بارے میں معلوم کر کے اس گروپ

”سوری جناب۔ چیف سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف لے جائیں“..... دربان کے الفاظ گو مہذب تھے لیکن اس کا لہجہ بے حد توہین آمیز تھا۔ عمران مڑا اور اس نے جیب سے ایک برباد نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔

”تم جاؤ۔ باقی تمہاری ٹپ“..... عمران نے ڈرائیور سے کہا۔

”جناب۔ اگر آپ چاہیں تو میں رک جاتا ہوں“..... ڈرائیور نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ دربان اور عمران کی باتیں سن چکا تھا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ تم جاؤ“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... ڈرائیور نے کہا اور ٹیکسی موڑ کر اس نے آگے بڑھا دی۔ دونوں دربانوں کے چہروں پر حیرت ابھر آئی کیونکہ انہوں نے تو عمران کو واپس جانے کے لئے کہا تھا جبکہ عمران نے واپس جانے کی بجائے الٹا ٹیکسی واپس بھجوادی تھی۔

”ہاں۔ اب تم بتاؤ۔ جا کر ڈیوڈ کو میرا پیغام دیتے ہو یا نہیں“۔ عمران نے یکخت غراتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جب میں نے کہہ دیا ہے کہ بغیر کارڈ کے چیف سے ملاقات نہیں ہو سکتی اور پھر چیف ٹیکسی میں بیٹھ کر آنے والے سے تو کسی صورت بھی ملنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ وہ بڑے بڑے لوگوں سے ملنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی واپس چلے جائیں“..... دربان نے بڑے تھارت بھرے لمحے میں کہا۔

کا خاتمه کر دیں تاکہ وہ یہاں ڈاشو میں اطمینان سے کام کر سکیں۔ ”کون ہی کوٹھی پر جانا ہے آپ نے“..... اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کو دائیں ہاتھ پر موڑتے ہوئے پوچھا۔

”یہ لوگ فیزرو ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر“..... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

”سکسٹی ون اے“..... عمران نے جواب دیا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس ایریئے میں تمام کوٹھیاں نئی تعمیر شدہ تھیں اور تمام کی تمام کوٹھیوں کی بجائے شاہی محل دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی قدیم الف لیلوی شہر میں آ گیا ہو جہاں ہر طرف بادشاہوں اور امراء کے عالیشان ہوں۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک محل نما کوٹھی کے گیئے پر پہنچ کر رک گئی۔ گیٹ کے باہر دو سلح باور دی سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ ٹیکسی کے رکتے ہی وہ چوکنے ہو گئے۔ عمران ٹیکسی سے اترانے والے گارڈز کی طرف بڑھ گیا۔

”ڈیوڈ سے کہو کہ لٹگشن سے بیلو کاز کا راکسن آیا ہے“۔ عمران نے ایکریمین لمحے میں دونوں گارڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کا کارڈ“..... ان میں سے ایک نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کارڈ رکھنا ہماری شان کے خلاف ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”ڈیوڈ ہے اندر“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ چیف اندر ہیں“..... دربان نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسلل تھا جبکہ دونوں دربانوں کے پاس مشین گنیں تو ضرور تھیں لیکن وہ ان کے کانڈھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔

”تم جا کر اطلاع دیتے ہو یا ٹریگر دبا دوں“..... عمران کا لمحہ اس قدر سرد تھا کہ دربان اس طرح دو قدم پیچھے ہٹ گئے جیسا کہ عمران نے بات کرنے کی بجائے انہیں کوڑا مار دیا ہو۔

”مم۔ مم۔ میں جاتا ہوں“..... ایک دربان نے قدرے خوفزدہ لمحے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ پھاٹک کھول کر غڑاپ سے انقدر غائب ہو گیا جبکہ دوسرا دربان بت بنا کھڑا تھا۔

”اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں گولی دل میں جائے گی۔ سمجھئے“..... عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا تو دربان نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کھوڑی دیر بعد اندر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازی سنائی دیں۔ آنے والے چار پانچ افراد تھے۔ عمران اطمینان سے ایک سائیڈ پر کھڑا رہا۔ دوسرے لمحے ایک نائلے قد لیکن پھیلے ہوئے جسم کا آدمی جس نے سوٹ پکن رکھا تھا تیزی سے باہر آیا۔

”آپ کا نام ڈیوڈ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے لباس اور اس کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی

ڈیوڈ ہے۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو اور تم نے میرے دربان پر اسلحہ تانے کی جرأت کیسے کی؟“..... ڈیوڈ نے انتہائی مشتعل سے لمحے میں کہا۔ اس کے پیچھے اس دربان کے علاوہ دو اور مسلح آدمی بھی باہر آگئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”ولگن کے میکاٹو کو جانتے ہو“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا تو عمران کے اس فقرے کا رد عمل انتہائی حیرت انگیز ہوا۔ ڈیوڈ میکاٹو کا نام سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر“..... ڈیوڈ نے اس بار بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جب میکاٹو کو معلوم ہو گا کہ اس کے بھیجے ہوئے آدمی کے ساتھ ڈیوڈ نے یہ سلوک کیا ہے تو تم جانتے ہو کہ کیا ہو گا“..... عمران نے پہنچ کارتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کو میکاٹو نے بھیجا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ تو معزز مہمان ہیں۔ آئیے میرے ساتھ پلیز“..... ڈیوڈ کی یکخت جوں ہی بدلتی تھی اور اس کی جوں بدلتے ہی اس کے محافظوں کے چہرے یکخت لٹک سے گئے۔

”آئیے جناب۔ آئیے۔ خوش آمدید“..... ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے ہوئے اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اور پھر وسیع و عریض ایریے سے گزر کر وہ ایک

اختیار اچھل پڑا۔

”آپ۔ آپ میکاٹو کے باس ہیں۔ مم۔ مم۔ مگر،..... ڈیوڈ نے انتہائی حرمت بھرے لمحے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

”میکاٹو مافیا کا ڈان ہے جبکہ میں کنگ ڈان ہوں۔ کنگ ڈان جانتے ہیں آپ کے کہتے ہیں جو مافیا کا ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ ہم لوگ سامنے نہیں آتے“..... عمران نے کہا تو ڈیوڈ یکنہت اچھل کر نیچے جھکا اور اس نے عمران کے دونوں پیر پکڑ لئے۔

”فار گاؤ سیک۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ فار گاؤ سیک۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے بڑے آدمی ہیں“..... ڈیوڈ کی حالت یکنہت تباہ ہو گئی تھی۔ اس کا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

”میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے تو آپ زندہ ہیں اور دیکھ لیں ابھی تک آپ کے تمام دربان بھی زندہ ہیں ورنہ شاید اب تک آپ اور آپ کے دربانوں سمیت آپ کی یہ کوئی میزانلوں سے تباہ ہو چکی ہوتی۔ بیٹھ جائیں“..... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

”تحینک یوسر۔ تھینک یو۔ میں آپ کا اولی خادم ہوں۔ آپ تو کنگ ڈان ہیں“..... صوفے پر بیٹھنے کے باوجود ڈیوڈ کی حالت خاصی تباہ نظر آ رہی تھی۔

”اب تک کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے آپ سے چند

برآمدے کے کونے میں بنے ہوئے بڑے سے ہال نما ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ ہال نما ڈرائینگ روم انتہائی قیمتی فرنچپر سے سجا ہوا تھا۔

”تشریف رکھیں“..... ڈیوڈ نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مذرکر کسی رو بن کو آواز دی تو ایک دربان تیزی سے اندر داخل ہوا۔ ”بہترین شراب لے آؤ“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں۔ میں شراب صرف مخصوص اوقات میں پیتا ہوں۔ کسی تکلف کی ضرورت نہیں“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”پھر بھی کچھ تو ہونا چاہئے“..... ڈیوڈ نے کہا۔ ”سوری۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ پلیز بیٹھ جائیں“..... عمران نے کہا تو ڈیوڈ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے دربان کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا تھا اور دربان باہر چلا گا۔ ”میں شرمندہ ہوں جناب۔ بس غلط فہمی کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ آپ پلیز میکاٹو سے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کریں“..... ڈیوڈ نے مغدرت آمیز لمحے میں کہا۔

”مسٹر ڈیوڈ۔ آپ اپنے دربانوں کو سمجھا۔ میں کہ آئندہ وہ کسی آنے والے سے اس طرح کا سلوک نہ کریں۔ میں ٹیکسی پر اس لئے آیا ہوں کہ میں اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دوسروی بات یہ کہ ہمیں کارڈ وغیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ بھی بتا دوں کہ میں میکاٹو کا باس ہوں“..... عمران نے کہا تو ڈیوڈ بے

سے ملنے جاتا رہتا تھا۔ اب اچانک اس پورے کلب کو تباہ کر دیا گیا ہے اور ہوشو اور اس کے تمام آدمی اس تباہی میں ہلاک ہو چکے ہیں۔..... ڈیوڈ نے اس بار سنبھل کر اور ٹھہرے ہوئے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ ہوشو کے تحت شمالی افریقہ میں ایک لیبارٹری تھی۔ ہوشو کا سیکیشن بلیک اس کا انچارج تھا۔ کیا تمہیں اس بارے میں معلوم ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”لیں سر۔ مجھے خود ہوشو نے بتایا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں اور نہ میں نے مزید بھی کچھ پوچھا تھا۔..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔ ”کیا ہوشو اس لیبارٹری میں آتا جاتا رہتا تھا؟..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ بلکہ ہوشو اپنی جگہ ضرورت پڑنے پر انھوں کو بھیجا کرتا تھا۔ میرے سامنے کئی بار اس نے انھوں کو بلا کرا سے ہدایات دے کر لیبارٹری بھجوایا تھا۔..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”کیا یہ انھوں بھی کلب کی تباہی میں ہلاک ہو گیا ہے یا نہیں؟۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ انھوں کی لاش تو نہیں ملی۔..... ڈیوڈ نے کہا۔ ”اس انھوں کو اگر تلاش کرنا ہو تو کہاں کیا جائے؟..... عمران نے پوچھا۔

”جناب۔ مجھے تفصیل کا تو علم نہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ

معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے مجھے خود آپ کے پاس آنا پڑا ہے۔..... عمران نے لیکھت انتہائی سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”جناب۔ آپ حکم فرمائیں۔ مجھے تو آپ کی خدمت کر کے زندگی میں سب سے بڑی خوشی مل جائے گی اور میں فخر سے سراحتا کر کہہ سکوں گا کہ میری کنگ ڈان سے ملاقات ہو چکی ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے اس بار انتہائی مسرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یہاں بلیک مون نامی کلب تھا جواب تباہ کر دیا گیا ہے۔ بلیک مون کلب پہلے آپ کی ملکیت تھا۔ پھر یہ کلب ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک تھندر نے آپ سے حاصل کر لیا۔ کس طرح کہا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کلب کے نیچے تھے خانوں میں بلیک تھندر کا ایک سیکیشن ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا اور آپ وہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟..... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی باں۔ آپ کی اطلاع درست ہے۔ یہ کلب پہلے میری ملکیت تھا۔ پھر بیٹی نے مجھے اس کے لئے بہت بھاری رقم کی آفر کر دی کیونکہ اس کے نیچے دو بڑے بڑے تھے خانے تھے جن کے علیحدہ خفیہ راستے تھے۔ میں نے اس آفر کو قبول کر کے یہ کلب انہیں فروخت کر دیا۔ بیٹی کا سیکیشن بلیک یہاں قائم ہوا جس کا چیف ہوشو کو بنایا گیا۔ ہوشو میرا دوست بھی تھا اور کلاس فیلو بھی۔

میرے اس سے بہت قریبی تعلقات تھے اس لئے میں اکثر اس

قدرتے جیرت بھرے لبجے میں کہا گیا۔ ظاہر ہے ڈیوڈ مافیا کا بڑا آدمی تھا اور یہاں سب اس کے بارے میں جانتے ہوں گے۔
”تمہارا بھائی انھوئی کہاں ہو گا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”انھوئی تو یہاں ہے جناب۔ اپنے گھر پر ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس کا گھر کہاں ہے“..... ڈیوڈ نے پوچھا تو دوسری طرف سے ایڈر لیں بتا دیا گیا۔

”اس کا فون نمبر پوچھو“..... عمران نے آہستہ سے کہا۔

”اس کا فون نمبر کیا ہے“..... ڈیوڈ نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران کے اشارے پر ڈیوڈ نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اب انھوئی کو فون کرو اور اسے یہاں بلاو۔ اسے بھاری رقم دینے کی بات کرو گے تو وہ یہماری کے باوجود یہاں آ جائے گا“۔ عمران نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا کر دیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاوڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”لیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”میں ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں۔ انھوئی سے بات کراو“..... ڈیوڈ نے اسی طرح تحکمانہ لبجے میں کہا۔

کامک کلب کا مینجر کارس انھوئی کا بھائی ہے۔ اسے انھوئی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گا“..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”یہ کارس تمہارے بارے میں جانتا ہو گا“..... عمران نے کہا۔
”لیں سر۔ بہت اچھی طرح“..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”تم اسے فون کرو اور اس سے پوچھو کہ انھوئی کہاں ہے اور اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی لاوڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دینا“..... عمران نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاوڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”کامک کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں۔ کارس سے بات کراو“..... ڈیوڈ نے قدرے تحکمانہ لبجے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کر لیں سر“..... دوسری طرف سے انہائی مودبانہ لبجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ کارس بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں کارس“..... ڈیوڈ نے پہلے کی طرح تحکمانہ لبجے میں کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے“..... دوسری طرف سے چونک کر اور

”جی میں انھوںی ہی بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

”مجھے تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اور اس کے لئے تمہیں بھاری معاوضہ نقد دیا جائے گا۔ میں نے تمہارے بھائی کا رسن کو فون کر کے تمہارا یہ فون نمبر حاصل کیا ہے اور یہ بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بیمار ہو۔ اگر تم کہو تو میں تمہیں لینے کے لئے اپنی کار بھجوادوں۔ تم بیمار ہو اس لئے یہ بھاری رقم تمہارے کام آئے گی“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”جناب۔ آپ کی مہربانی ہے جناب۔ میں حاضر ہوں جناب“..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کار بھجوار ہا ہوں۔ تم آ جاؤ“..... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پر لیں کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک مسلح ملازم اندر داخل ہوا۔

”ڈرائیور کو بلاو“..... ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... ملازم نے مودبانہ لمحے میں کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک باوردی ڈرائیور اندر داخل ہوا اور اس پرے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”ایک ایڈر لیں سمجھ لو۔ تم نے وہاں سے ایک آدمی انھوںی کو لے کر یہاں آنا ہے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر“..... ڈرائیور نے کہا تو ڈیوڈ نے اسے انھوںی کا ایڈر لیں

بتا دیا۔

”اچھی طرح سمجھ گئے ہو“..... ڈیوڈ نے پوچھا۔

”لیں سر“..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

”جاو اور جلد از جلد واپس آؤ“..... ڈیوڈ نے کہا تو ڈرائیور سر بلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

”انھوںی یقیناً بیماری کی وجہ سے بچ گیا ہو گا ورنہ وہ بھی کلب کی تباہی میں ہی ہلاک ہو جاتا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ضروری نہیں کہ انھوںی وہاں ملازم ہو اور کلب میں رہتا ہو۔ ایسے معاملات میں غیر متعلق آدمی کو سامنے لایا جاتا ہے“..... عمران نے سرد لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے عمران کی ذہانت کی داد دے رہا ہو۔

الفڑ کالونی جانے کا کہہ دیا۔

دونوں ٹیکسیاں تھوڑی دیر بعد ایک مضافاتی کالونی پہنچ گئیں۔
کالونی کے آغاز میں ہی ایک ریستوران موجود تھا۔ چنانچہ جولیا نے
وہیں ڈرائپ ہونے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اگر بعد میں ٹیکسی ڈرائیوروں
سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں تو وہ یہاں سے
آگے نہ بڑھ سکیں۔ چنانچہ ریستوران کے سامنے ڈرائپ ہو کر وہ
ریستوران میں چلے گئے۔ ریستوران کا ہال خالی تھا۔ وہ پانچوں ایک
کونے کی میز پر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہات کافی منگوائی۔ پھر
ہات کافی پینے کے بعد وہ ریستوران سے باہر آگئے اور تھوڑی دیر
بعد وہ اس کوٹھی تک پہنچ گئے جس کے بارے میں کارلس نے انہیں
 بتایا تھا کہ وہاں گیری کا آفس ہے۔ یہ ایک درمیانے درجے کی
کوٹھی تھی۔ اس کی ایک سائیڈ اور عقب میں کوٹھیاں تھیں۔ کوٹھی کا
پھانک بند تھا۔

”ہمیں سائیڈ گلی سے اندر جانا چاہئے“..... جولیا نے کہا۔

”تم لوگ یہاں ٹھہرو میں سائیڈ گلی سے جا کر کارروائی کرتا ہوں“۔
تو نور نے بے چین سے لبھے میں کہا۔

”لیکن تم نے تو گیری کو بھی ہلاک کر دینا ہے جبکہ ہم نے گیری
سے اس کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی پڑیں“۔

جولیا نے کہا تو نور بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا تم مجھے احمد سمجھتی ہو۔ میں گیری کو معلوم ہی نہ ہونے

جولیا اور اس کے ساتھی دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر بیوولائٹ
کلب سے سیدھے رہائش کالونی الفڑ کے پہلے چوک پر واقع
ریستوران کے سامنے ڈرائپ ہو گئے۔ ٹیکسیاں انہوں نے بیوولائٹ
کلب سے کافی فاصلے پر جا کر ہائر کی تھیس کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ
کارلس کی لاش سامنے آتے ہی انہیں پوری شدت سے تلاش کیا
جائے گا۔ گو صدر نے تجویز دی تھی کہ پہلے کسی ہوٹل میں جا کر
کلب والے میک اپ تبدیل کر لئے جائیں لیکن جولیا نے یہ تجویز
مسترد کر دی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ کارلس کی موت کی خبر ملتے
ہی گیری غائب بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ پہلے
اس گیری کو کور کر لیا جائے اور پھر آگے کی کارروائی کی جائے اور
جولیا کی اس تجویز کی تائید صدر سمیت سب نے کر دی تھی اس لئے
انہوں نے کلب سے کچھ فاصلے پر جا کر ٹیکسیاں ہائر کیں اور انہیں

دوس گا کہ اندر کوئی کارروائی ہوئی ہے۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ آؤ۔۔۔ صفردر نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی سڑک کراس کر کے سائیڈ گلی میں داخل ہو کر ان کی نظروں سے اوچھل ہو گئے۔

”یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں اس لئے پوری طرح چونکنا ہوں گے۔۔۔ صالح نے کہا۔

”صفردر ساتھ ہے۔ وہ سب سنبھال لے گا۔۔۔ جولیا نے اطمینان بھرے لجھے میں کہا تو صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اندر تنویر بھی موجود تھا۔ چند لمحوں بعد وہ اس آفس میں پہنچ گئے جس کا ذکر صفردر نے کیا تھا۔ وہاں فرش پر بجھے ہوئے قالین پر ایک آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔

”اسے اٹھا کر کسی بڑے کمرے میں لے آؤ اور دوسرے آدمی کو بھی وہیں لے آؤ۔۔۔ جولیا نے کہا اور مرکر آفس سے باہر آگئی۔

”کسی بھی وقت یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے اس لئے ہمیں باہر گرانی رکھنی چاہئے۔۔۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم اور تنویر باہر کا خیال رکھو۔۔۔ جولیا نے کہا اور پھر اس کی ہدایت پر عمل ہو گیا۔ دونوں بے ہوش افراد کو بڑے ہال میں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا جبکہ کیپشن شکیل اور تنویر باہر چلے گئے تھے۔

”صفردر۔ تم پہلے اس آفس والے آدمی کو ہوش میں لے آؤ اور

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ کوئی گرانی نہیں ہو رہی۔۔۔ جولیا نے حتیٰ لجھے میں جواب دیا۔ وہ سڑک کے پار درختوں کے نیچے موجود بچوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے چلتے چلتے تھک کر بیٹھ گئے ہوں۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور صفردر باہر آ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلا کیا اور واپس اندر چل گیا تو جولیا اور اس کے ساتھی اٹھئے اور سڑک کراس کر کے وہ پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”اندر کتنے آدمی تھے۔۔۔ جولیا نے اندر داخل ہوتے ہی صفردر سے پوچھا جو پھاٹک کے قریب ہی کھڑا تھا۔

”صرف دو آدمی تھے۔۔۔ دونوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔۔۔

پھر اس کے عقب میں کھڑے ہو جانا۔ یہ تربیت یافتہ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ یہ رسیاں کھول لیں۔ چولیا نے کہا تو صفر نے اشبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے ایک آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹانے اور صالحہ دونوں سامنے کریں کھولیں اور اس ہو گیا جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں سامنے پڑیں ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمما کر ہی رہ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور مجھے کیوں باندھا گیا ہے۔“..... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔ وہ اس طرح اوہر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے سمجھنا آ رہا ہو کہ وہ کہا۔“ اور کیوں اس حالت میں ہے۔

”تمہارا نام گیری ہے۔“..... جولیا نے ٹھہرے ہوئے لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم لوگ اندر کیسے آ گئے۔ یہ نامن کیوں بے ہوش ہے۔“..... گیری نے ساتھ پیٹھے ہوئے دوسری آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے گروپ میں کتنے ممبرز ہیں۔“..... جولیا نے پوچھا۔

”گروپ۔ کون سا گروپ۔ کیا کہہ رہی ہو۔ تم ہو کون۔ پہلے اپنے بارے میں تو بتاؤ۔“..... گیری نے اس بار کافی حد تک سنبھلے ہوئے لجھے میں کہا۔

”بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر کارلس کے تحت قائم گیری گروپ۔“..... جولیا نے سنجیدہ لجھے میں جواب دیا تو گیری بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکخت چمک سی آ گئی۔

”اوہ۔ کہیں وہ تم تو نہیں ہو جنہوں نے کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک کیا تھا۔“..... گیری نے کہا تو اس بار جولیا چونک پڑی۔

”تم تک اطلاع کیسے پہنچ گئی اور کب پہنچی۔“..... جولیا نے پوچھا۔

”مجھے ایک ایکریمین اور ایک افریقی نژاد دیوبیکل جبشی کی تلاش تھی۔ انہوں نے لازماً کارلس کا گھیراؤ کرنا تھا اس لئے میں نے ایک نگرانی کرنے والے گروپ سے کہا کہ وہ کارلس کی مستقل نگرانی کرائے اور جیسے ہی کوئی کارلس کی نگرانی کرے یا اس سے پوچھ پچھ کرے تو پھر ان کی نگرانی کی جائے اور مجھے اطلاع دی جائے لیکن تھوڑی دیر بعد ہی گروپ کے انچارج نے فون کر کے مجھے بتایا کہ کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کو ہلاک کرنے والوں میں دو عورتیں اور تین مرد شامل ہیں۔ میرے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ میں کارلس کے کلب پر قبضہ کر سکتا تھا۔ میں اس کے لئے اپنے ایک دوست کو فون کرنے ہی والا تھا کہ مجھے اپنے

میں فارِ کھول دوں گی۔ فیصلہ ہاں یا نہ میں کرنا۔۔۔ جولیا نے انتہائی سفاک لبھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گفتگی شروع کر دی۔

”رک جاؤ۔ میں تعاون کروں گا۔ رک جاؤ۔۔۔ گیری نے یلخخت چینختے ہوئے کہا کیونکہ اسے جولیا کے چہرے پر پھیل جانے والی سفاکی اور اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی وحشیانہ چمک دیکھ کر یقین ہو گیا تھا کہ وہ واقعی فارِ کھول دے گی۔

”مارشل۔ اس نے جو نمبر بتایا ہے وہ پر لیں کر کے رسیور اس کے کان سے لگا دو اور سنو گیری۔ اگر تم نے کوئی اشارہ دیا تو دوسرا لمحہ تم زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔ پھر تم جیسے کہو گی میں ویسے ہی کروں گا۔۔۔ گیری نے کہا۔

”میں کوئی بات سننے کے موڑ میں نہیں ہوں۔ سمجھئے۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے لبھے میں کہا۔

”پلیز۔ صرف ایک بات۔ مختصر سی۔۔۔ گیری نے منٹ بھرے لبھے میں کہا۔

” بتاؤ۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر میں تمہاری ڈیماںڈ کے مطابق دولت دے دوں تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے اور میرے گروپ کو زندہ چھوڑ کر واپس چلی جاؤ۔۔۔ گیری نے کہا۔

صفدر کارڈ لیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ”اس کا پلگ لگا دو۔۔۔ جولیا نے کہا تو صدر نے ایک دیوار میں موجود فون ساکت میں فون کا پلگ لگا دیا۔

”سنو گیری۔ اب تم اپنے سب ہیڈ کوارٹر میں رابنسن کوفون کرو گے اور اسے کہو گے کہ وہ جزیرے پر موجود اپنے تمام ساتھیوں کو سب ہیڈ کوارٹر میں کال کرے اور تم ایک گھنٹے بعد وہاں آ کر ان سب کو خصوصی ہدایات دو گے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پورے گروپ کا خاتمه کرنا چاہتی ہو۔۔۔ گیری نے یلخخت ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”فیصلہ تم نے خود کیا ہے کہ تمہیں صرف اپنی زندگی عزیز ہے۔ باقی رہی تمہارے گروپ کی بات تو اگر تمہاری زندگی رہے گی تو گروپ دوسرا بھی بن سکتا ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ صرف رقم ہمیں نہیں ملے گی گروپ کا خاتمه تو بہر حال ہم کر ہی دیں گے لیکن پھر تم بھی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”تو میرا خیال ٹھیک ہے۔ تم اس طرح گیری گروپ کا خاتمه کرنا چاہتی ہو۔ پھر یقیناً تم مجھے بھی زندہ نہ چھوڑو گی۔۔۔ گیری نے کہا۔

”میں اپنی بات بار بار دوہرانے کی عادی نہیں ہوں۔ میں پانچ تک گنوں کی۔ اگر تم تعاون کرنے پر آمادہ ہوئے تو ٹھیک ہے ورنہ

”گیری بول رہا ہوں“..... گیری نے سرد اور تکمائنہ لبھے میں کہا۔
”لیں باس۔ رابنسن بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے
چونک کر لیکن مودبانہ لبھے میں کہا گیا۔

”رابنسن۔ اپنے تمام گروپ کو سب ہیڈ کوارٹر میں کال کر کے
اکٹھا کرو۔ میں ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ کر نئی ہدایات جاری کروں
گا“..... گیری نے کہا۔

”لیکن باس“..... رابنسن کچھ کہتے رک گیا۔

”میں تمہاری الجھن سمجھتا ہوں۔ اس سے پہلے میں تمام ہدایات
تمہارے ذریعے گروپ تک پہنچایا کرتا تھا لیکن اس بار جو مسئلہ
سامنے ہے وہ میں تم سمیت سارے گروپ سے ڈسکس کر کے
ہدایات دینا چاہتا ہوں“..... گیری نے خود ہی رابنسن کی بات کی
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں ایک گھنٹے بعد خود وہاں آؤں گا۔ اوکے“..... گیری نے
کہا تو صدر نے رسیور کان سے ہٹا کر اسے کریڈل پر رکھا اور فون
پیس ایک سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دیا۔

”اوکے۔ تم نے واقعی میرے ہاتھوں اپنی زندگی بچا لی ہے۔“
جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے کھول دو تاکہ میں تمہیں گارینٹڈ چیک دے سکوں“۔ گیری
نے قدرےطمینان بھرے لبھے میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری جگہ میں خود اپنے ساتھیوں سمیت
موت کے گھاٹ اتر جاؤں“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں یہ تو نہیں کہہ رہا“..... گیری نے چونک کر کہا۔

”پھر اور کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا چیف تم سے زیادہ سخت ہے۔
اسے فوراً اطلاع مل جائے گی کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں
جس کے نتیجے میں ہماری موت کے احکامات دے دیئے جائیں گے
اور پھر ہمیں پاتال سے بھی تلاش کر کے ہلاک کر دیا جائے گا اس
لئے یہ بات ذہن سے نکال دو۔ اپنی زندگی اور موت کے بارے
میں فیصلہ کرو۔ باقی سب کچھ بھول جاؤ اور پھر دیے بھی اگر تمہاری
زندگی باقی نہ رہی تو تمہیں تمہارا گروپ اور رابنسن کیا فائدہ پہنچا
سکیں گے“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری آفر منظور ہے لیکن تم پہلے حلف دو کہ
”مجھے زندہ چھوڑ دو گی“..... گیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”میری بات ہی میرا حلف ہے اور اب مزید وقت ضائع مت
کرو۔ میں تین تک گن چکی ہوں“..... جولیا نے سخت لبھے میں کہا۔
”ٹھیک ہے۔ میں فون کرتا ہوں۔ کراو! میری بات“..... گیری
نے کہا تو صدر نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کر کے آخر میں
اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی
آواز سنائی دینے لگی تو صدر نے رسیور گیری کے کان سے لگا دیا۔
”لیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یہ کام میرا نہیں مارٹل کا ہے۔ مارٹل۔ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب تم نے اپنا کام کرنا ہے۔“..... جولیا نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ صدر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکلا اور پھر اس سے پہلے کہ گیری احتجاج کے طور پر کچھ کہتا صدر نے ٹریگر دبا دیا اور گولیاں باش کی صورت میں گیری کے سینے پر پڑیں۔ اس کے حلق سے کربنک چیخ نکلی اور وہ بندھی ہوئی حالت میں چند لمحے پھر کنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ جولیا مژے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی کرے سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد صدر اور صالحہ بھی باہر آ گئے۔

”اب ایک گھنٹہ گزارنا پڑے گا۔“..... صدر نے کہا۔

”تم فون کا رسیور ہٹا کر ایک طرف رکھ دو۔ ہم نے یہ ایک گھنٹہ یہاں نہیں گزارنا بلکہ رابنسن کے اس سب ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کرنی ہے۔ ہمیں اس گروپ کی تعداد کا علم ہے۔ جب یہ سب لوگ وہاں پہنچ جائیں گے تو ہم نے میزانوں سے اس سب ہیڈ کوارٹر کو اڑا دینا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”اور اگر اس دوران اس رابنسن نے یہاں فون کیا اور کال ائٹڈ نہ ہوئی تو وہ چونک بھی سکتا ہے۔“..... صدر نے کہا

”ہاں۔ لیکن ہم مزید ایک گھنٹہ اسے زندہ نہ رکھ سکتے تھے۔ بازی کسی بھی وقت پلٹ بھی سکتی تھی۔ کرتا رہے فون۔“..... جولیا نے کہا۔

”تم نے ایک گھنٹہ زیادہ دے دیا ہے۔“..... تنور نے کہا۔

”نہیں۔ گروپ کی تعداد سات ہے اور ان سب کو اکٹھے ہونے میں بہر حال ایک گھنٹہ لگ ہی جائے گا۔“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدر واپس اس کمرے میں چلا گیا جہاں گیری کی لاش اور فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور علیحدہ رکھنے کی بجائے ساکٹ سے اس کا پلگ نکال لیا اور پھر وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں میں فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا اور پھر ایک الماری کھول کر اس سے اس میں موجود اسلیخ کا ایک بڑا پیکٹ نکلا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک میگا بم نکال کر اس نے اس پر ایک گھنٹے بعد کا نائم سیٹ کیا اور اسے الماری کے عقب میں رکھ کر پیکٹ میں سے اس کا ڈائی چارجر نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ یہ اسلحہ وہ پہلے ہی یہاں چیک کر چکا تھا۔

”تم نے دیر لگا دی۔ کیا ہوا تھا۔“..... جولیا نے اس کی آمد تشویش بھرے لبھے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں نے میں فون کا رسیور ہٹا دیا ہے اور یہاں واٹر لیس چارجر میگا بم بھی لگا دیا ہے تاکہ سب ہیڈ کوارٹر کے بعد اس کو بھی اڑا دیا جائے۔“..... صدر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آؤ پھر نکل چلیں۔“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بیجھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ ڈیوک بول رہا ہوں“..... ڈیوک نے کہا۔

”پیگی بول رہی ہوں ڈیوک“..... دوسری طرف سے پیگی کی
آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات“..... ڈیوک نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے خاموشی سے شنگ آ کر کرامی میں ایک آدمی کو فون
کر کے کہا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ پاکیشیائی ایجنت وہاں کیا کر
رہے ہیں۔ یہ آدمی مخبری کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک چلاتا ہے اور
کرامی میں ہونے والے ہر واقعہ کا اسے بخوبی علم ہوتا ہے۔ اس
نے مجھے بتایا کہ بہت سے زخمی پاکیشیائی ایجنت ایک چارڑو طیارے
سے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور دو ایجنت جزیرہ ڈاشو چلے گئے
ہیں“..... پیگی نے کہا۔

”واپس چلے گئے ہیں اور صرف دو ایجنت ڈاشو گئے ہیں۔ کیا
مطلوب۔ کیا یہ پورا گروپ یہاں نہیں آئے گا“..... ڈیوک نے
انہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر کاں کرے گا تو
کچھ پتہ چلے گا“..... پیگی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کوئی
لمبی گڑ بڑ ہو رہی ہے ورنہ اس مخبری کرنے والے گروپ کو تمام
سے بھی کوئی اطلاع نہ دی گئی تھی کہ کرامی میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ

آلہ نکال کر میز کی دراز بند کی اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے اس سے نکلنے والی ایک تار کا پن فون سے منسلک کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی فون پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ ڈیوک کو معلوم تھا کہ اب اس فون پر ہونے والی کال کونہ دنیا کا کوئی آلہ کچ کر سکتا تھا نہ اس پر ہونے والی گفتگو کسی کو سمجھ میں آئے گی اور نہ ہی اس آلے کی وجہ سے کال کرنے والے اور جہاں کال ریبو ہو رہی ہو ان مقامات کا پتہ چلا کیا جا سکے گا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

”سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کانگ“..... دوسری طرف سے وہی گراریوں والی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ لیکن سر پہلے تو سیکشن ہیڈ کوارٹر رابطہ کرتا تھا جناب“..... ڈیوک سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

”سیکشن ہیڈ کوارٹر ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے بارے میں پاکیشیائی ایجنتوں نے معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اب تمام معاملات سیکنڈ ہیڈ کوارٹر نے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں“..... وہی گراریوں سے نکلنے والی مخصوص آواز میں جواب دیا گیا۔

”لیں سر۔ کیا یہ سیکشن ہیڈ کوارٹر ڈاشو میں تھا جناب“..... ڈیوک نے پوچھا۔

”ہاں“..... دوسری طرف سے مختصر سا جواب دیا گیا۔

حالات کا علم ہے۔ حالانکہ ان سے اس کا براہ راست تعلق بھی نہیں ہے۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر کو تو تمام حالات کا بخوبی علم ہو گا لیکن اس نے ابھی تک ہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ معاملات ہماری توقع سے زیادہ گڑبرد ہیں“..... ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر سیکشن ہیڈ کوارٹر کی کال آئے تو مجھے ضرور بتانا۔ میں تو اب انتہائی بور ہو گئی ہوں“..... پیگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اگر پیگی کو ملنے والی رپورٹ درست ہے تو پھر واقعی یہ معاملہ کم از کم ہماری حد تک ختم ہو گیا ہے“..... ڈیوک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھا۔

”لیں۔ ڈیوک بول رہا ہوں“..... ڈیوک نے کہا۔

”پیشل کال“..... دوسری طرف سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ آواز سیکشن ہیڈ کوارٹر کی نہیں تھی۔ اس آواز کو سن کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گراریاں آپس میں رگڑ کھا رہی ہوں اور اس میں سے آواز پیدا ہو رہی ہو۔ اس نے رسیور رکھ کر میز کی دراز کھوٹی اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا رسیور کنٹرول نہما

”پیگی نے ایک مخبری کرنے والی ایجنسی سے معلومات جاصل کی ہیں۔ اسے بتایا گیا ہے کہ زخمی پاکیشیائی ایجنسٹ ایک چارڑو طیارے سے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور دو پاکیشیائی ایجنسٹ ڈاشو چلے گئے ہیں،“..... ڈیوک نے از خود وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”پیگی نے جو کچھ تم سے کہا ہے وہ سینکنڈ ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہے لیکن سینکنڈ ہیڈ کوارٹر تھمہیں تمام اطلاعات مہیا کرنے کا پابند نہیں ہے،“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مزید کرخت ہو گیا۔

”لیں سر۔ لیں سر،“..... ڈیوک نے بے اختیار کا پتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اب غور سے سنو۔ سینکشن ہیڈ کوارٹر پاکیشیائی ایجنسٹوں کے مقابلے پر تمہیں اور پیگی کو فرنٹ لائن پر لاایا ہے۔ اس فیصلے کو سینکنڈ ہیڈ کوارٹر نے بھی منظور کر لیا ہے اس لئے اب تم دونوں نے ہی پاکیشیائی ایجنسٹوں کے مقابلے پر کام کرنا ہے اور اس کے لئے تمہیں انتہائی جدید ترین مشینزی بھجوانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ پاکیشیائی ایجنسٹ بے حد تیز اور فعال ہیں۔ انہوں نے کرامی اور ڈاشو میں سینکشن ہیڈ کوارٹر کے تمام ایجنسٹوں کو ختم کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کی وجہ سے میں ہیڈ کوارٹر کو ڈاشو میں موجود سینکشن ہیڈ کوارٹر کو بھی بلاست کرنا پڑا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمہیں انتہائی جدید ترین مشینزی بھجوائی جائے گی تاکہ تم ان تمام ایجنسٹوں کا خاتمه کر سکو اور تمہیں یہ بھی بتا دیا جائے کہ پاکیشیائی ایجنسٹوں کی

ہر قیمت پر ان پاکیشیائی ایجنتوں کو جنگل میں داخل ہونے سے روکنا ہے اور انہیں ہلاک کرنا ہے اور سنو۔ آج سے تمہارا اور سردار ماٹو کا رابطہ ختم کیا جا رہا ہے تاکہ یہ لوگ تمہاری وجہ سے سردار ماٹو کو کوئی چکر نہ دے سکیں کیونکہ ان ایجنتوں کا لیڈر دنیا کے ہر آدمی کی آواز اور لمحے کی ایسے انداز میں نقل کرتا ہے کہ کوئی پہچان نہیں سکتا۔

سینکڑ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

”لیں سر“..... ڈیوک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر پیشل کال کے لئے اٹچ آله ڈسکنٹ کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پیگی بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی پیگی کی آواز سنائی دی۔

”ڈیوک بول رہا ہوں پیگی“..... ڈیوک نے کہا اور پھر اس نے سینکڑ ہیڈ کوارٹر کی کال میں دی گئی تمام ہدایات کے بارے میں اسے تفصیل بتا دی۔

”یہ تو بہت اچھا ہو گیا ڈیوک“..... اس طرح یہ ایجنت لورگو آنے سے پہلے ہی چیک ہو جائیں گے۔ تم لورگو آنے والی سڑک کے آغاز میں اپنے آدمی پہنچا دو۔ جیسے ہی مشین کے ذریعے ان کے بارے میں معلوم ہوان کی جیپ میزانلوں سے اڑا دینا۔ اس

کی رتبخ ابھی محدود ہے لیکن بہر حال یہ رتبخ لورگو اور اس کے نواح میں سو کلو میٹر تک کام دے جائے گی“..... سینکڑ ہیڈ کوارٹر سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا اور یہ تفصیل سن کر ڈیوک کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

”لیں سر“..... ڈیوک نے مرت بھرے لمحے میں کہا۔

”پیشل ہیملی کا پٹر ایک گھنٹے میں تمہارے ہیڈ کوارٹر میں ات جائے گا۔ ان دونوں مشینوں کے آپریٹر بھی ساتھ ہوں گے۔ وہ تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔ ان میں سے ایک کا نام روبن اور دوسرے کا نام جاگر ہے۔ یہ دونوں ایکریپیشن ہیں۔ مشینری اتار کر ہیملی کا پٹر واپس چلا جائے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں سر“..... ڈیوک نے مرت بھرے لمحے میں کہا۔

”لیکن تم اس مشینری پر اکتفاء کر کے نہ بیٹھ جانا۔ پاکیشیائی ایجنت مشینری کے ماہر ہیں۔ وہ ان مشینوں سے بچنے کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن تمہارے حق میں ایک پوائنٹ جاتا ہے کہ انہیں یہ معلوم نہ ہوگا کہ ایسی مشینری یہاں پہنچا دی گئی ہے اس لئے وہ غفلت میں مار کھا جائیں گے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں سر“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تمہارے اور پیگی کے حق میں بہتر ہے کہ تم دونوں نے

جنگل کے راستے بیہاں پہنچ جائیں۔ میں اپنے گروپ کو دوسرے راستوں پر تعینات کر دیتی ہوں،..... پیگی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ پھر مل کر کام کریں گے،..... ڈیوک نےطمیان بھرے لبھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

طرح وہ غفلت میں ہی مارے جائیں گے،..... پیگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ بہر حال ہم نے ہر حال میں ان کا خاتمه کرنا ہے کیونکہ میں ہیڈ کوارٹر نے ہم پر اعتقاد کا ہے اور ساتھ ہی یہ وارنگ بھی دی گئی ہے کہ اگر ہم ناکام رہے تو ہمارا خاتمه کر دیا جائے گا،..... ڈیوک نے کہا۔

”بے فکر رہو ڈیوک۔ ہم یقیناً کامیاب رہیں گے۔ اس مشینزی کے استعمال کے بعد تو ہماری کامیابی یقینی ہو گی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ہوٹلوں اور کلبوں کو اس طرح مسلسل چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ لوگ باہر ہی چیک ہو کر مارے جائیں گے تو پھر مزید چینگ کی کیا ضرورت ہے،..... پیگی نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم ایسا کرو کہ اپنا ہیڈ کوارٹر ختم کر کے میرے پاس آ جاؤ۔ مشینزی کے ذریعے چینگ اب چوبیں گھٹھنے کرنی ہو گی کیونکہ ان کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں ہے۔ اس طرح ہم دونوں مل کر یہ چینگ کر سکیں گے،..... ڈیوک نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہم لورگو شہر میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر پکنگ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف سڑک کو ہی چیک کرتے رہیں اور وہ لوگ ادھر ادھر پھیلے ہوئے

ڈاشو جزیرے سے ہی اس نے ایک پارٹی کو فون کر کے یہاں یہ رہائش گاہ حاصل کر لی تھی اس لئے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اس نے علیحدہ علیحدہ ہو کر اس رہائش گاہ پر پہنچنے کا کہہ دیا تھا۔ جب عمران، جوزف کے ساتھ اس رہائش گاہ پر پہنچا تو اس وقت سب یہاں موجود تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ عمران اپنے ساتھ اس پورے علاقے کا تفصیلی نقشہ لے آیا تھا اور وہ گزشتہ کافی دیر سے اس نقشے کو میز پر پھیلائے اس پر جھکا ہوا تھا جبکہ جولیا اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

”آخر کیا ہے افریقہ کے اس نقشے میں جو تم اس طرح اس پر نظریں جمائے بیٹھے ہو“..... جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

”محبت“..... عمران نے سراٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا کسی افریقی قبائلی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہو“۔ جولیا نے منہ بننا کر کہا۔

”بشر طیکہ وہ سوئزر لینڈ سے افریقہ آئی ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر منہ دھو رکھو۔ سوئزر لینڈ کی عورتیں تم جیسے انسانوں کو پسند نہیں کرتیں“..... جولیا نے جواب دیا۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تنویر کا پتا تو صاف ہوا“..... عمران نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کرامی کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھا۔ ڈاشو جزیرے پر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ایکشن کر کے کارلس، گیری اور اس کے پورے گروپ کا خاتمه کر دیا۔ جبکہ عمران نے ڈیوڈ کے ذریعے انھوں کو کال کر کے اس سے لیبارٹری اور اس کے گرد پھیلے ہوئے جنگل اور پہاڑیوں کے اندر ورن نقشے کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی تھیں اور اس کے بعد اس نے ڈیوڈ اور انھوں سمیت اس کے تمام مسلح افراد کا بھی خاتمه کر دھا تاکہ یہ بات بیٹی کے ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچ سکے اور پھر اس سے جولیا سے رابطہ کیا تو جولیا نے اسے کارلس، گیری اور اس کے گروپ کے خاتمے کے بارے میں بتایا تو عمران نے انہیں واپس کرامی پہنچنے کا کہہ دیا اور عمران خود بھی جوزف کے ساتھ واپس کرامی آگیا تھا۔

”کیا مطلب۔ میرا کیا ذکر ہے“..... تنویر نے چونک کر کہا۔
”تم بھی تو انسان ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اور تم کیا ہو“..... تنویر نے چھک کر کہا۔

”میں اللہ کا حقیر اور عاجز بندہ ہوں اور میں نے سنا ہوا ہے کہ شہزادیاں حقیر اور عاجز بندوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں کیونکہ وہ انہیں ہر وقت فرشی سلام کرتے رہتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار ہر پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ڈاشو جزیرے سے کیا معلومات حاصل کی ہیں“..... اچانک گیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا تو سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔
”ہاں۔ آپ نے تفصیل تو بتائی ہی نہیں عمران صاحب“۔ صدر نے کہا۔

”تفصیل کیا بتاؤ۔ مختصر سی معلومات ملی ہیں۔ ان مختصر معلومات کو تفصیل سے بدلنے کے لئے نقشے سے سر کھپا رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کیا معلومات ملی ہیں“..... صدر نے پوچھا۔
”سلسلہ یہ ہے کہ ہمیں یہاں سے پہلے ایک آخری مہذب علاقے لورگو پہنچنا ہے۔ لورگو سے اس جنگل کا آغاز ہو جاتا ہے جہاں داخلہ منوع ہے اور وہاں اونچی خاردار تاروں سے اسے بند کر

دیا گیا ہے۔ اس جنگل میں خوفناک وحشی درندے اور غیر مہذب قبائلی رہتے ہیں۔ لیبارٹری اس جنگل کے اندر لورگو سے میں بائیں کلو میٹر کے فاصلے پر ہے مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہ لیبارٹری جنگل میں واقع ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر ہے۔ یہ اوپن لیبارٹری ہے۔ اس میں پختہ کنسٹرکشن کی گئی ہے لیکن اس کے گرد باقاعدہ اونچی چار دیواری بنائے کر چکنگ ٹاورز بنائے گئے ہیں اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا کوئی چھاٹک یا دروازہ نہیں ہے اس لئے وہاں آنے جانے کے لئے خصوصی یہیں کا پڑر استعمال کئے جاتے ہیں اور لیبارٹری کے ارد گرد ماتو قبیلے کے لوگ رہتے ہیں جو انتہائی وحشی اور تقریباً آدم خور بھی ہیں۔ ان کا سردار ماتو کھلاتا ہے اور یہ سردار ماتو بیٹی کا ایجنت ہے۔ اسے باقاعدہ ایکریمیا لے جا کر اس کی تربیت کی گئی ہے۔ اس کا ایک گروپ بھی ہے جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ ان پچاس افراد کی بھی باقاعدہ تربیت کی گئی ہے۔ یہ نہ صرف ہر قسم کا اسلحہ چلا لیتے ہیں بلکہ نگرانی کرنے والی جدید ترین مشینوں کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ سردار ماتو لورگو شہر میں رہتا ہے اور یہاں اس کے ساتھ اس کے تربیت یافتہ میں ساتھی ہوتے ہیں جبکہ اس کے باقی تیس تربیت یافتہ ساتھی وہیں لیبارٹری کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اس علاقے کو ماتور کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے ماتو قبیلے کا علاقہ۔ ہمیں بہرحال پہلے لورگو جانا ہو گا اور وہاں سے ہم

اب مجھے محبت کی تلاش ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اب تمہارا یہ مذاق انتہائی بھونڈا ہو گیا ہے اور اب یہ بات کر کے تم میرے لئے دلی تکلیف کا باعث بنتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میری کوئی شخصیت نہیں ہے۔ کوئی انا نہیں ہے۔ تم جب چاہو اور جس وقت چاہو میرے بارے میں کمٹ پاس کرتے رہو۔“
جو لیا نے انتہائی سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”آئی ایک سوری۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔“..... عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لبجے میں کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

”صفدر۔ چیف نے گو عمران کو ہمارا لیڈر بنایا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ عمران کا ذہن اب ماوف ہو چکا ہے اس لئے ہمیں خود ہی مشن پر کام کرنا ہے۔ عمران چاہے تو جوزف کے ساتھ کام کر سکتا ہے۔“..... جو لیا نے صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ یہ مشن کا سب سے اہم اور نازک موڑ ہے۔ اس موقع پر ہمیں آپس میں اختلاف نہیں کرنا چاہئے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ عمران صاحب بھی سنجیدہ ہیں اور اس لئے انہوں نے فوراً آپ کو سوری کہہ دیا ہے۔ اگر عمران صاحب سنجیدہ نہ ہوتے تو وہ لازماً بات کو مزید آگے بڑھاتے۔ اس سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ معاملات اتنے آسان نہیں ہیں جتنے ہم نے سمجھ لئے ہیں۔“..... صدر نے اسرا جو لیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ہم آرام کرتے ہیں۔ اب خالی بیٹھ کر کب

ماتور علاقے میں پہنچ سکتے ہیں۔ میں نقشے میں وہ راستے چیک کر رہا ہوں جن کے ذریعے ہم لورگو شہر میں داخل ہوئے بغیر ماتور پہنچ سکیں لیکن نقشے کے مطابق تمام راستے لورگو شہر پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہی جنگل وکھایا گیا ہے جو سینکڑوں میلیوں پر محیط ہے۔“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”یقیناً لورگو شہر میں بھی بیٹی نے ہمارے خاتمے کے تمام انتظامات کر رکھے ہوں گے۔“..... صدر نے کہا۔

”ہا۔ جو تنظیم ہماری وجہ سے اپنے سیکشن ہیڈ کوارٹر کو بلاست کر سکتی ہے وہ لازماً ایسا ہی کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے لئے صرف سردار ما تو پر بھروسہ نہیں کریں گے کیونکہ سردار ما تو لاکھ تربیت یافتہ سہی لیکن بہر حال وہ سپر ایجنٹس کا روں ادا نہیں کر سکتا اس لئے لازماً وہاں سپر ایجنٹس کو پہنچایا گیا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ بلیک تھنڈر تنظیم انتہائی جدید ترین مشینری کا بے دریغ استعمال کرتی ہے اس لئے لازماً لورگو شہر میں ہمیں چیک کرنے اور ماتور علاقے میں لیبارٹری کی حفاظت کے لئے بھی انہوں نے انتہائی جدید ترین مشینری بھجوائی ہو گی۔“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”پھر تم نے اس بارے میں کیا سوچا ہے۔“..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں اس لئے تو راستوں کی بجائے

تک عمران کی شکل دیکھتے رہیں۔ جب یہ کوئی فیصلہ کرے گا تو ہم اس پر عمل شروع کر دیں گے۔..... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے کوئی معمول اپنے عال کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

”جولیا کا خیال درست ہے۔ یہاں فارغ اور خاموش بیٹھنے سے بہتر ہے ہم آرام کر لیں“..... صالحہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران اسی طرح نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے نہ ہی جولیا کی بات کا جواب دیا تھا اور نہ ہی صالحہ اور تنویر کو روکا تھا اور پھر تنویر، جولیا اور صالحہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ اب کمرے میں عمران کے ساتھ صدر اور کیپٹن شکیل رہ گئے تھے۔ جوزف پہلے ہی باہر کی نگرانی کر رہا تھا اس لئے وہ کمرے میں موجود ہی نہ تھا۔

”عمران صاحب۔ جو کچھ آپ نے ابھی بتایا ہے اس کے لئے تو ہمیں ہیلی کاپٹر پر وہاں جانا پڑے گا لیکن ہیلی کاپٹر کو وہ آسانی سے فضا میں ہی تباہ کر سکتے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے سر اور اٹھا لیا۔

”اپنے سوال کا جواب تم نے خود ہی دے دیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے آخر سوچا کیا ہے۔ انہیں لازماً ہمارے ڈائشو جزیرے سے یہاں پہنچنے کی اطلاع مل جائے گی اور بلیک تھنڈر

کے پاس ایجنٹوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہم پھر الجھ سکتے ہیں“۔ صدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جوزف کو وہاں بھیجا جائے اور جوزف وہاں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ ہمیں دے تو تب ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے ورنہ اس طرح ہمارا لورگو پہنچنا اندھے کنوں میں چھلانگ لگانے کے متادف ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ پھر جوزف مشینری کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کرے گا اس کے لئے تو ہم میں سے کسی کو جانا چاہئے“..... صدر نے کہا۔

”اور اگر وہاں میک اپ چیک کرنے کا کوئی بندوبست ہوا تو جوزف کے ساتھ جانے والا لامحالہ مارا جائے گا جبکہ جوزف کو میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں اکثریت جوزف کے ہم نسلوں کی ہو گی اور جہاں تک مشینری کا تعلق ہے تو اگر جوزف رانا ہاؤس کی انتہائی ایڈوانس مشینری کو بخوبی آپریٹ کر لیتا ہے تو اسے وہاں استعمال ہونے والی مشینری کی ماہیت کا بھی علم ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ جوزف کی صلاحیتوں کو میں چانتا ہوں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم جوزف کو ایکس وی پر فائیو ٹرائیمیٹر دے دیں تاکہ وہ وہاں سے ہمیں اس پر تفصیلی رپورٹ دے اور خود وہیں رہے۔

پھر اس کی رپورٹ کو مدنظر رکھ کر ہم آگے بڑھیں“..... عمران نے کہا۔

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوپری آواز میں جوزف کو آواز دی۔

”لیں باس“..... چند لمحوں بعد جوزف نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے باہر آسمان دیکھا ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”نہیں باس۔ میں تو برآمدے میں کھڑا تھا“..... جوزف نے چونک کر کہا۔

”لیکن میں نے سیاہ کونجوں کی آواز سنی ہے“..... عمران نے کہا تو جوزف کا چہرہ یکخت بدلتا گیا۔

”س۔ سیاہ کونجوں کی آواز۔ یہ تو باس مکمل تباہی کی نشانی ہے اور باس۔ کیا وہ کونجیں کر لا رہی تھیں“..... جوزف نے انتہائی خوفزدہ لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ بلکہ وہ خوشی کی آوازیں نکال رہی تھیں اور یہ آوازیں مادہ کونخ کی تھیں۔ نر کونجیں ان کی آواز میں آواز ملا رہی تھیں“۔ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ باس۔ اس کا مطلب ہے کہ مادہ کونجوں کو نر کونجوں پر غصہ آ گیا ہو گا ورنہ تو نر کونجیں بولتی ہیں اور مادہ کونجیں ان کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں“..... جوزف نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آسمان پر گزشتہ

”اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے“..... صدر نے کہا۔ ”میرا خیال ہے عمران صاحب آپ اکیلے جوزف کو نہ بھیجیں بلکہ اس کے ساتھ مس جولیا کو بھجوادیں۔ مس جولیا بھی بغیر میک اپ کے وہاں جائے۔ وہاں غیر ملکی بھی کافی تعداد میں جاتے رہتے ہیں“..... کیپین شکیل نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی آگئی۔

”گذشو کیپین شکیل۔ تم نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ جولیا بھی وہاں بغیر میک اپ کے جا سکتی ہے اور یہ دونوں مل کر بہر حال ساری معلومات آسانی سے حاصل کر لیں گے“..... عمران نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”لیکن ان دونوں میں سے آپ لیڈر کے بنائیں گے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے جولیا ہی لیڈر ہو گی“..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اسے صدر کے اس سوال کی وجہ تسبیہ سمجھ میں نہ آئی ہو۔

”جوزف، جولیا کے ماتحت کام نہیں کرے گا اور جولیا، جوزف کے ماتحت کام نہیں کرے گی“..... صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے جو سوچا ہے وہ درست ہے۔ لیکن جوزف کو جب مخصوص انداز میں حکم دیا جائے گا تو پھر وہ کام کرے گا“..... عمران

ان کی آوازیں جاری تھیں وہاں تک بھی تباہی کا خطرہ ختم ہو رہا تھا اور ہم تک بھی چونکہ ان کی آوازیں پہنچ چکی ہیں اس لئے اب ہمارے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں رہا۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ باس۔ تم تو عظیم وچ ڈاکٹروں سے بھی عظیم وچ ڈاکٹر ہو۔ اب واقعی کوئی خطرہ نہیں رہا۔..... جوزف نے اس بار انہتائی اطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

”جاو۔ جا کر مس جولیا کو بلا لاو۔..... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”آپ واقعی جوزف کو ٹریٹ کرنے کے ماہر ہیں۔..... صدر نے جوزف کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کو سفید اور کالی کونجوں کا معاملہ بیک وقت رکھنا چاہئے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ جوزف جولیا کی رنگت کی وجہ سے کسی الجھن کا شکار ہو جائے۔..... کیپٹن شکلیل نے کہا۔

”جوزف جانتا ہے کہ سیاہ اور سفید کونجیں کبھی مل کر نہیں اڑتیں۔ دونوں رنگوں کی کونجیں ہمیشہ اپنی ہم رنگ کونجوں کے ساتھ ہی رہتی ہیں اور ساتھ ہی اڑتی ہیں اس لئے اگر میں یہ بات کر دیتا تو جوزف ظاہر ہے اکھڑ جاتا۔..... عمران نے کہا تو صدر اور کیپٹن شکلیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد جولیا، صالحہ اور تنوری اندر داخل ہوئے تو ان کے عقب میں جوزف بھی تھا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں بلایا ہے۔..... جولیا نے قدرے حیرت

ہفتے سرخ ستارہ طلوع ہو چکا ہے اور یہ ستارہ ایک ماہ تک رہے گا۔..... عمران نے اور زیادہ سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

”سرخ ستارہ۔ آپ کا مطلب ہے بس لڑائی، فساد اور تباہی کا ستارہ۔..... جوزف نے باقاعدہ کا نپتے ہوئے لجھے میں کہا۔ کیپٹن شکلیل اور صدر دونوں ڈچپی سے یہ سب کچھ سن اور دیکھ رہے تھے۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ سرخ رنگ مادہ کا رنگ سمجھا جاتا ہے اور جب سرخ ستارہ طلوع ہو جائے تو پھر جوز مادہ کی بات نہ مانے وہ تباہ وہ بر باد ہو جاتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہاں بس۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ وچ ڈاکٹر کاشان نے ایک بار مجھے اس بارے میں بتایا تھا۔ اوہ۔ اس لئے ز کونجیں مادہ کونجوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہیں۔..... جوزف نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور ایک ماہ تک تمام نزوں کو چاہے وہ پرندے ہوں، جانور ہوں یا انسان مادہ کی ماتحتی میں کام کرنا پڑتا ہے ورنہ وہ تباہ وہ بر باد ہو جاتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے بس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ سیاہ نر کونجیں کیوں مادہ کونجوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھیں ورنہ سیاہ نر کونج کے سامنے تو مادہ کونج آواز بھی نہیں نکال سکتی۔..... جوزف نے کہا۔

”اسی لئے تو وہ بھی تباہی سے پنج گئی تھیں اور جہاں جہاں تک

بھرے بجھ میں کہا۔

ساتھ چلا جاتا اس لئے صرف جولیا اور جوزف جائیں گے،” عمران نے سرد بجھ میں کہا۔

”جوزف کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلی چل جاتی ہوں،”..... جولیا نے کہا۔

”تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ افریقہ کے ان علاقوں میں میں الاقوامی ادارہ سیاحت نے سختی سے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی غیر ملکی سیاح عورت اکیلی اس علاقے میں نہیں جاسکے گی۔ اسے کوئی نہ کوئی صرد ساتھ لے جانا ہو گا چاہے وہ کوئی افریقی گارڈ ہی کیوں نہ ہو اور ویسے بھی جوزف تمہارے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہو گا،”..... عمران نے کہا۔

”جوزف کو تم ٹریک کر سکتے ہو۔ میں نہیں،”..... جولیا نے کہا۔

”ایسی بات نہیں۔ جوزف کو میں نے بریف کر دیا ہے اس لئے وہ تمہارا حکم بلاچوں و چراتیم کرے گا۔ کیوں جوزف،”..... عمران نے ایک طرف کھڑے جوزف سے مخاطب ہونکر کہا۔

”یہ بس۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر زکونجیں مادہ کو نجوں کی آواز میں آواز ملا رہی ہیں تو مجھے بھی ایسا کرنا پڑے گا ورنہ مکمل تباہی ہر طرف کو گھیر لے گی اور بس۔ آپ بھی اس تباہی کا نشانہ بن سکتے ہیں اس لئے مجبوری ہے،”..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا، صالحہ اور تنویر نیوں جوزف کا جواب سن کر بے اختیار چونک پڑے کیونکہ انہیں تو معلوم نہیں تھا کہ عمران اور جوزف کے درمیان

”ہمیں لورگو شہر کے بارے میں تفصیلی رپورٹ چاہئے کیونکہ بلکہ تھنڈر انتہائی جدید ترین مشینزی استعمال کرتا ہے۔ اب تو وہ زخم کھائے ہوئے سانپ کی طرح بل کھا رہا ہو گا اور سب سے بڑا مسئلہ ان کے لئے ہمارا میک اپ ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے کوئی ایسی جدید ترین ریز مشین یا کیمرے وہاں پہنچا دیئے ہوں گے جو ہمارے ایجاد کردہ میک اپ کو بھی چیک کر سکیں اور بغیر تفصیلی رپورٹ کے ہمارا وہاں جانا اندھے کنوں میں چھلانگ لگانے کے متراوف ہے اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم اور جوزف اپنے اصل چہروں میں وہاں سیاح بن کر جاؤ۔ تم لیڈر ہو گے اور جوزف تمہارا سیکرٹری یا باڈی گارڈ ہو گا۔ تم دونوں پر انہیں کسی طور پر شک نہ ہو سکے گا کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم وہاں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ حاصل کر کے خصوصی ڈائیسٹری پر مجھے رپورٹ دو گی۔ پھر تمہاری رپورٹ کی روشنی میں ہم وہاں کے لئے لائچہ عمل طے کریں گے،”..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں بھی ساتھ جاؤں گا،”..... جولیا کے جواب دینے سے پہلے تنویر نے بولتے ہوئے کہا۔

”میں نے جولیا اور جوزف کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ ان کے چہروں پر میک اپ نہیں کرنا پڑے گا ورنہ تو میں جوزف کے

کی طرف بڑھا دیا۔ جولیا نے بیوی باکس اس سے لے لیا۔
”اسے کھلو“..... عمران نے کہا تو جولیا نے کسی معمول کے سے
اندا میں بیوی باکس کو کھولا۔

”اس میں جو چھوٹا سا آئینہ موجود ہے اگر بیوی باکس کھولنے پر
اس آئینے پر دودھیا رنگ کی پٹیاں جھلملاتی ہوئی نظر آئیں تو سمجھ
لینا کہ میک واش کرنے والی ریز استعمال ہو رہی ہیں۔ اگر یہ پٹیاں
باریک دھاریوں کی مانند ہوں تو یہ سمجھ لینا کہ میک اپ چیک
کرنے والے کیمرے اور گرد موجود ہیں“..... عمران نے کہا۔

”گذ۔ یہ آل تم نے کھاں سے حاصل کر لیا“..... جولیا نے
ٹھیسین آمیز لبجے میں کہا۔

”یہ میں نے ڈاشو جزیرے سے حاصل کیا تھا۔ وہاں چونکہ
اس ملنگ کی بہت بڑی بڑی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے
وہاں اس قسم کی چیزیں بہر حال مل جاتی ہیں“..... عمران نے جواب
دیا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر میں اپنا میک اپ ختم کر دوں۔ لیکن کاغذات
کا کیا ہو گا“..... جولیا نے کہا۔

”تمہارے اور جوزف کے اصل چہروں پر مشتمل کاغذات کا
ایک سیٹ موجود ہے بلکہ تم دونوں کے کیا ہم سب کے ایسے
کاغذات کے سیٹ موجود ہیں کیونکہ بلیک تھنڈر کے خلاف مشن پر
کام کرنے کے لئے پوری تیاری کر کے پہنچنا پڑتا ہے“..... عمران

ان کی عدم موجودگی میں کیا باتیں ہوئی ہیں جبکہ کیپٹن شکیل اور صدر
کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی“۔
جولیا نے حیرت بھرے لبجے میں کہا تو عمران نے اسے کونجوں کے
بارے میں جوزف سے کی ہوئی بات دوہرادری۔
”اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اب مجھے
جوزف کو ساتھ لے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“..... جولیا
بے اختیار ہنتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ ذہن تھی اس لئے وہ سمجھ گئی
تھی کہ عمران نے جوزف کو اس کے مخصوص انداز میں بریف کیا
ہے۔

”اب یہاں بیٹھو اور میری بات غور کر سو“..... عمران سے
جوزف سے کہا تو جوزف آگے بڑھ کر ایک خانی کری پر بیٹھ گیا۔
”لیں باس۔ حکم باس“..... جوزف نے کہا۔

”اب تمہاری باری باری جولیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جولیا اور تم سے
وہاں اپنے کسی بھی انداز سے یہ ظاہر نہیں کرنا کہ تم تربیت یافتہ ہو
عام سیاحوں کی طرح تم نے وہاں پہنچنا ہے اور گھومنا پھیننا ہے
جو لیا کو میں ایک مخصوص آلہ ذے دوں گا جو اس کے پرس میں ہم
گا۔ بظاہر وہ بیوی باکس ہے جو یورپی سیاح عورتیں عام طور پر اپنے
پاس رکھتی ہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
اپنے کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر جولیا

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی وجہ ہے کہ کامیابی تمہارے قدم چوتھی ہے۔ تم واقعی پیدائشی لیڈر ہو۔“..... جولیا نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”یہ پیدائشی لیڈر نہیں پیدائشی احمق ہے۔“..... تنور سے جولیا کی تحسین آمیز گفتگو برداشت نہ ہوئی تو وہ بول پڑا اور سب بے اختیار نہیں پڑے۔

”باس۔ آپ مار جوری حلف واپس لے لیں،“..... اچانک جوزف نے انتہائی بگڑے ہوئے لمحے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگ گئے تھے۔

”نہیں۔ تنور میرا ساتھی ہے۔ سمجھے۔ آئندہ یہ خیال بھی ذہن میں نہ لانا ورنہ مار جوری کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے۔“..... عمران نے یلخخت انتہائی سخت لمحے میں کہا تو جوزف بے اختیار اس طرح کانپ اٹھا جیسے عمران نے فقرہ کہنے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

”لیں باس۔“..... جوزف نے کسی معصوم بچے کی طرح سہی ہوئے لمحے میں کہا۔

”مار جوری حلف کا کیا مطلب ہوا۔“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”مس جولیا ریز اور مشینزی کے بارے میں تو یہ بیوی بآس تمہاری مدد کرے گا لیکن وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا کیا حفاظتی اقدامات ہیں یہ سب کچھ تم نے بغیر آلات کے چیک کرنا ہے۔“

عمران نے صدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ تم بے فکر رہو۔“..... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ میرے ساتھ آؤ۔“..... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں میڈم۔“..... جوزف نے بڑے موڈبانہ لمحے میں جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار مسکرا دیئے اور پھر جولیا، جوزف کو ساتھ لئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

”اب میں تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں۔“..... تنور تو غصے اور جوش میں جوزف کے سامنے میرے خلاف بات کر دیتا ہے لیکن جوزف اپنی مخصوص فطرت کی بناء پر اسے برداشت نہیں کر سکتا اس لئے میں نے اس سے اپنے ساتھیوں کی حد تک افریقہ کی ایک دیوی مار جوری کا مخصوص حلف لیا ہوا ہے کہ چاہے میرے ساتھی مجھے کچھ بھی کہیں اس نے اگر کوئی رد عمل ظاہر کیا تو وہ مار جوری کے غضب کا شکار ہو جائے گا۔“..... عمران نے جولیا اور جوزف کے جانے کے بعد صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اسے گولی نہ مار دیتا۔“..... تنور نے بھڑک کر کہا۔

”اس بات کو چھوڑو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ڈیشنگ ایجنسٹ ہو لیکن جوزف کو تم پر ڈیشنگ سمجھ لو۔ بہر حال وہ اب تمہارے یا

میرے کسی بھی ساتھی کے خلاف عملِ ظاہر نہیں کر سکتا اس لئے مجبوری ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ مس جولیا وہاں تمام کارروائی مکمل کر کے ہی ہمیں کال کریں گی“..... تنویر کے بولنے سے پہلے کیپٹن شکلیل نے بولتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں۔ اس لئے تو جوزف کو ساتھ بھیج رہا ہوں اور اسی لئے لورگو شہر کی بجائے میں نقشے میں ماقر علاقے کے بارے میں چیکنگ کر رہا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جولیا کی زندگی تو خطرے میں نہیں ہو گی“..... صالح نے کہا۔ ”یہ مشن ایسا ہے کہ اس میں ہر لمحے سب کی جان خطرے میں ہے۔ تم صرف جولیا کی بات کر رہی ہو“..... عمران نے کہا۔

”کاش میں جولیا کے ساتھ جا سکتا۔ پھر میں دیکھتا کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں“..... تنویر نے قدرے غصیل بیجے میں کہا۔

”تمہیں بھی جلد ہی موقع مل جائے گا اپنے جو ہر آزمائش کا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات پر مسکن دیئے۔

کمرے میں ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو نوجوان نے چونک کر کتاب سے نظریں ہٹائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”گائیکر بول رہا ہوں“..... نوجوان نے قدرے سپاٹ بیجے میں کہا۔

”کارن بول رہا ہوں۔ میرے آفس میں آ جاؤ۔ فوراً“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ انی رابطہ ختم ہو گیا تو گائیکر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کتاب بند کر کے ایک طرف موجود ریک میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نکتے ہوئے قد میں درزشی اور خاصے پھیلے ہوئے جسم کی وجہ سے اس کی مردانہ وجہت کافی تھی۔ اس نے سر پر لمبے بال رکھے ہوئے تھے جو اس

کے کاندھوں تک آ رہے تھے۔ بال سنہری رنگ کے اور کافی حد تک گھنگھریا لے تھے جو اس کے سرخ و سپید چہرے پر خاصے بھلے لگ رہے تھے۔ سنہری رنگ کی چھوٹی چھوٹی موچھوں نے اس کی وجہت میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ایک سرسری سی نظر پورے کمرے میں ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال میں پھرتی اور تیزی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گائیکر کی آنکھوں پر کار ڈرائیور کرتے ہوئے سرخ رنگ کے شیشوں کا گاگل بھی موجود تھا۔ وہ یورپ کے ایک ملک سلاکیہ کی وسیع و عریض سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی گائیکر سلاکیہ کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم لیکن بظاہر غیر سرکاری تنظیم کارا کاز کا چیف ایجنٹ تھا اور اس کی سروں میں ایسے ایسے کارنامے شامل تھے جن کے بارے میں لوگ سن کر بھی حیران رہ جاتے تھے کہ کیا کوئی انسان اس انداز کے محیر العقول کارنامے بھی سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن گائیکر کے لئے یہ عام سی بات تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بنس پلازہ کی پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ اس بنس پلازہ کے تھہ خانوں میں کارا کاز کا ہیڈ کوارٹر تھا اور کارا کاز کا چیف کارن کیمپ بیٹھتا تھا۔

بظاہر وہاں سپورٹس بائسکل پارٹس کا بین الاقوامی سطح پر ایکسپورٹ

کرنے والی کمپنی کا آفس تھا لیکن کارس کا آفس بالکل عیحدہ تھا۔ اس کا براہ راست اس بنس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے آفس کا داخلی دروازہ اس انداز کا تھا کہ اس کے بارے میں کسی کوشک نہ پڑ سکتا تھا۔ اس دروازے کے سامنے کوئی دیباں نہیں تھا اور بظاہر یہ دروازہ بند نظر آتا تھا لیکن مخصوص انداز میں اس پر موجود یینڈل کو اوپر نیچے کرنے پر اندر موجود کارس کو باہر موجود آدمی کے بارے میں نہ صرف اطلاع مل جاتی تھی بلکہ وہ اسے سامنے دیوار پر موجود سکرین پر دیکھ بھی لیتا تھا اور اس کے بھاری میز کے کنارے پر موجود بیٹھن پر لیں کرنے پر دروازہ کھل جاتا تھا۔ دروازے کے بعد ایک طویل راہداری تھی جس میں انتہائی جدید ترین نظر نہ آنے والی ریز کے پوائنٹ موجود تھے۔ اس طویل راہداری سے گزرنے والے کے بارے میں تمام تفصیلات اور اگر وہ کسی بھی قسم کے میک اپ میں ہو اس کے اصل چہرے کی تصویر بھی سکرین پر آ جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے پاس موجود اسلجہ کے بارے میں بھی اطلاع کارس کو مل جاتی تھی۔ اس راہداری کے اختتام پر دیوار تھی جس کارس ہی میز کے کنارے پر موجود ایک اور بیٹھن پر لیں کر کے کھول سکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا شاندار آفس تھا۔

کارس کے پاس ایسا خصوصی فون تھا کہ جس کی کال نہ چیک کی جاسکتی تھی اور نہ اسے ٹیپ کیا جا سکتا تھا حتیٰ کہ اس کال کے منع کا بھی کسی کو علم نہ ہو سکتا تھا اس لئے یہ فون ہر لحاظ سے محفوظ سمجھا

جاتا تھا۔ گائیکر نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک لفت کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس لفت کے ذریعے نیچے تہہ خانوں میں پہنچ گیا۔ پھر ایک راہداری کے آخر میں پہنچ کر وہ ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے دروازے پر نصب پینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور گائیکر راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ راہداری کے اختتام پر دیوار تھی لیکن گائیکر کے بغیر اس دیوار تک پہنچا ہی تھا کہ سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار ایک سائیڈ پر ہٹ گئی اور گائیکر اسے کراس کر کے شاندار انداز میں بج ہوئے آفس میں داخل ہو گیا۔ سامنے مہاگنی کی ایک بڑی اور شاندار آفس ٹبل کے پیچھے رووالونگ چیئر پر لے قدر، چوڑے کاندھوں اور کاندھوں کی مناسبت سے چوڑے چہرے کا مالک کارن سوٹ پہنچ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کی کنپیوں کے بال سفید تھے جبکہ باقی تمام بال گھرے سیاہ رنگے ہوئے تھے۔ بالوں کے اس گھرے سیاہ رنگ کی وجہ سے اسے اکثر ایشیائی سمجھ لیا جاتا تھا۔ اس کے چہرے پر گھری سنجیدگی طاری تھی۔

”بیٹھو گائیکر“..... کارن نے گائیکر کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور گائیکر میز کی دوسری طرف موجود کری پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

”فراغت سے دل بھر گیا ہے یا نہیں؟“..... کارن نے بڑے مشقانہ لبجے میں کہا تو گائیکر بے اختیار نہیں پڑا۔

”باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ فراغت میں کتابیں پڑھنا میری بابی ہے اور کتابوں سے تو بہر حال دل بھر ہی نہیں سکتا“..... گائیکر نے ہستے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا خیال ہے۔ مزید کتابیں پڑھنی ہیں یا تمہیں ایک مشن دے دوں؟“..... کارن نے کہا۔

”مشن کے انتظار میں کتابیں پڑھی جاتی ہیں“..... گائیکر نے کہا تو کارن بے اختیار نہیں پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مشن دیا جا سکتا ہے“..... کارن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس ایک شرط کے ساتھ کہ مشن میں کوئی جان بھی ہونی چاہئے“..... گائیکر نے کہا۔

”مشن میں جان ہو یا نہ ہو البتہ تمہاری جان ضرور خطرے میں پڑ سکتی ہے“..... کارن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ گو کارن باس تھا لیکن گائیکر کے ساتھ اس کا رویہ ہمیشہ بڑے بھائی جیسا ہی رہا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ کاراکاز کی ساری شہرت کی بنیادی وجہ گائیکر ہی ہے۔

”میری جان کا خطرہ۔ ویری گذ۔ پھر تو واقعی میرے مطلب کا مشن ہو گا“..... گائیکر نے مرت بھرے انداز میں اچھلتے ہوئے

کہا۔

ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ بلیک تھنڈر کے میں ہیڈ کوارٹر نے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک فری لانسر پاکیشیائی علی عمران کو سیف لست میں رکھا ہوا تھا تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائے کیونکہ میں ہیڈ کوارٹر کا خیال تھا کہ جب بلیک تھنڈر پوری دنیا پر قبضہ کر کے اس پر حکومت کرے گی تو عمران کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرے گی لیکن جب اس عمران کی وجہ سے بلیک تھنڈر کو مسلسل نقصانات پہنچنے شروع ہو گئے تو اسے سیف لست سے نکال دیا گیا۔ کارسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”حیرت انگیز۔ بہر حال اب یہ مشن کیا ہے اور کہاں ہے۔“ گائیکر نے بڑے اشتیاق آمیز لمحے میں کہا۔

”افریقہ کے شمالی علاقے میں جہاں انتہائی خوفناک جنگلات ہیں۔ بلیک تھنڈر کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت ترین اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان جنگلات میں داخل ہونے کے تمام راستے مسدود کر دیے گئے ہیں۔ افریقہ کے ان جنگلات سے پہلے آخری مہذب شہر لورگو ہے جہاں تک سیاح اور عام لوگ جاتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو دو عورتوں اور پانچ مردوں پر مشتمل ہے، جن میں ایک افریقی جوشی بھی شامل ہے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کی غرض سے لورگو پہنچ رہا ہے۔ انہیں راستے میں روکنے کے تمام اقدامات ناکام ہو گئے ہیں۔ ان کے راستے میں آنے والے بلیک تھنڈر کے ایجنت، بدمعاش گروپ

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ کارسن نے کہا تو گائیکر بے اختیار اچھل پرا۔

”لیں باس۔ اس سروس کی تعریفیں سن سن کر تو میرے کان پک گئے ہیں۔ کیوں۔ کیا اس بارہ کازاکاز کے مقابل آ رہی ہے۔ الگ ایسا ہے باس تو یقیناً آئندہ اس کی داستان بھی باقی نہ رہے گی،“ گائیکر نے کہا۔

”ہا۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ملکراو ہو رہا ہے۔ تمہیں بلیک تھنڈر کے بارے میں تو علم ہے۔“ کارسن نے کہا۔ ”ہا۔ کیوں۔“ گائیکر نے چونک کر کہا۔

”یہ مشن بلیک تھنڈر کا ہے۔“ کارسن نے جواب دیا تو گائیکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک تھنڈر کے خلاف کام کر رہی ہے۔“ گائیکر نے پوچھا۔

”ہا۔ اور اس بار پوری دنیا کی تمام سپرپاورز نے مل کر پاکیشیا کے صدر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے درخواست کی ہے کہ وہ بلیک تھنڈر کے خلاف کام کرے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلے بھی کئی بار اس سے ملکرا چکی ہے اور بلیک تھنڈر کے بہت سے پر ایجنس اور گولڈن ایجنس اس سروس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ کئی سب ہیڈ کوارٹر اور سیکشن ہیڈ کوارٹر انہوں نے تباہ کر دیے

ہوئی ہیں کہ ان ریز کے مقابل دنیا کا کوئی میک اپ نہیں پھر سکتا اور اس کے ساتھ ہی ایسی ریز بھی پھیلائی گئی ہیں جن کی مدد سے لور گو شہر اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں کسی بھی انسان، پہاڑ، چٹان، عمارت غرضیکہ ہر چیز کو ٹارگٹ بنا کر اسے راکٹ کے ڈھیر میں بدلا جا سکتا ہے۔ بلیک تھنڈر کے سپر ایجنت ڈیوک اور پیگی جو ایکریمین نژاد میاں بیوی ہیں، بھی وہاں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود سینکڑہ بیڈ کوارٹر کو یقین نہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا یہ لوگ جدید ترین مشینری کے ساتھ مقابلہ بھی کر سکیں گے یا نہیں اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہماری ایک ٹیم اپنے طور پر وہاں پہنچ اور ڈیوک اور پیگی سے ہٹ کر وہاں اس گروپ کے خلاف کام کرے۔..... کارس نے کہا۔

”لیکن مجھے بھی تو وہاں میک اپ میں کام کرنا ہو گا،“..... گائیکر نے کہا۔

”نہیں۔ کاراکاز کا اس سے پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مکراو نہیں ہوا اس لئے تمہیں میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ضرورت بھی پڑے تو اس مشین کا ایک توڑہ میں خصوصی طور پر بتا دیا گیا ہے۔ سینڈ ہیڈ کوارٹر کے مطابق اگر میک اپ میں سفاکس مار لے کی معمولی سی مقدار شامل کر دی جائے تو پھر یہ ریز اسے چیک نہیں کر سکتیں اس لئے اگر تمہیں میک اپ کرنے کی ضرورت پڑے تو تم ایسا کر سکتے ہو۔..... کارن نے جواب دیا۔

اور پیشہ ور قاتل گروپ سب ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ اس طرح لورگو پہنچ رہے ہیں جیسے کوئی طاقتور دشمن اپنے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو تھس نہیں کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہو۔۔۔۔۔ کارس نے کہا۔

”جیرت ہے باس۔ بلیک تھنڈر جیسی تنظیم کے سپر ایجنٹ ایشیا بیوں کا مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟..... گائے نے جیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس کا وجہ اس سروس کی کارکردگی ہے۔ یہ لوگ واقعی کام کرنے
جانتے ہیں۔ بہر حال بلیک تھنڈر کے سینئنڈ ہیڈ کوارٹر کی طرف ہے
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کاراکاز کی ٹیم کو اپنے طور پر فوری طور پر
لورگو بھجواؤں تاکہ اس سروس کا راستہ روکا جاسکے اور ظاہر ہے
میرے پاس تم ہی ایسے ایجنت ہو جو اس عمران اور اس کے ساتھیوں
کا مقابلہ کر سکتے ہو اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔۔۔۔۔ کارس
نے کہا۔

”ویری گڈ باس۔ اب کام کرنے کا لطف آئے گا۔ میری بڑے دنوں سے حرمت تھی کہ بھی تو ہمارا پاکیشیا یکرٹ سروس مقابلہ نہ تاکہ انہیں بھی معلوم ہو کہ سیر کے مقابل سوا سیر کیا ہوتا ہے۔“ گائیک نے مرت بھر لجھ میں کہا۔

”اب لورگو شہر کے بارے میں تفصیل سن لو۔ وہاں پورے لورگو اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں بیٹی نے ایک ریز پھیلائی

”لیکن باس۔ یہ ڈیوک اور پیگی تو انہیں مشینری کے ذریعے چیک کر کے ان کا خاتمہ جلا کر راکھ کر دینے والی ریز سے کر دیں گے۔ پھر ہم کیا کریں گے“..... گائیکر نے کہا۔

”تم نے اپنے طور پر کام کرنا ہے۔ ڈیوک اور پیگی نے اپنے طور پر۔ تم نے انہیں خود ہی ٹریس کرنا ہے اور خود ہی ان کا خاتمہ کرنا ہے“..... کارس نے کہا۔

”لیکن کیسے باس۔ ہم کیا طریقہ کار اپنا میں انہیں ٹریس کرے کے لئے کیونکہ وہاں بے شمار سیاح ہوں گے“..... گائیکر نے کہا۔

”میں نے اس پر سوچا ہے۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ وہ یہ کہ بیٹی کے سینڈ ہیڈ کوارٹر کو اس جدید ترین مشینری کے باوجود ڈیوک اور پیگی پر اعتماد نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں خدشہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشینری کے باوجود ڈیوک اور پیگی تک پہنچ سکتی ہے اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہاں بھیجوں اس لئے تم وہاں جا کر ڈیوک اور پیگی کی گمراہی کرو تو یہ لوگ سامنے آ سکتے ہیں“..... کارس نے کہا۔

”لیکن باس۔ اس طرح ہم کھل کر کام نہیں کر سکیں گے“..... گائیکر نے کہا۔

”بہر حال میں نے تمہیں مشن بتا دیا ہے۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم کس انداز میں کام کرتے ہو اور کس میں نہیں۔ مجھے کامیابی چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم ناکام رہے تو ہو سکتا ہے کہ

ہم سب کے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں کیونکہ بیٹی کا طریقہ کار یہی ہے اور ناکامی کا مطلب موت ہی لیا جاتا ہے۔“
کارس نے یکاخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا ڈیوک اور پیگی کے فون نمبر آپ کے پاس ہیں“..... گائیکر نے پوچھا۔

”نہ صرف فون نمبر بلکہ ان کے وہاں ہیڈ کوارٹر کی تفصیل بھی سینڈ ہیڈ کوارٹر نے بھجوائی ہے۔ لیکن تم بغیر انتہائی اشد ضرورت کے ان سے رابطہ نہیں کرو گے اور نہ ہی ان کے کسی کام میں مداخلت کرو گے۔ تمہارا پیشل کوڈ انہیں بتا دیا گیا ہے۔ ریڈ دلف کے نام سے وہ تمہیں پہچانیں گے“..... کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک کاغذ نکال کر اس نے گائیکر کی طرف بڑھا دیا۔ گائیکر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر اسے تمہارے کے جیب میں رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے باس۔ گڈ بائی“..... گائیکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”گڈ بائی فار و کٹری“..... کارس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو گائیکر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آفس سے نکل کر راہداری سے ہوتا ہوا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ لفت کے ذریعے واپس گراونڈ فلور پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس کا ذہن مسلسل اس مشن کے بارے میں ہی سوچنے میں لگا ہوا تھا۔ وہ پلازہ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ میں موجود اپنی کا۔

ٹکراؤ پاکیشیا سائکرٹ سروس سے نہیں ہوا تھا اور پھر بس کارس نے اسے بتا دیا تھا کہ وہاں میک اپ چیک کرنے والی ریز فضا میں پھیلا دی گئی ہیں اس لئے اس نے ساتھیوں سمیت بغیر کسی میک اپ کے وہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل بخے کی آواز سنائی دی تو گائیکر نے میز پر پڑا ہوا ایک ریموٹ کنٹرول نما آله اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پر لیس کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بٹن کے پر لیس ہوتے ہی فلیٹ کا بیرونی دروازہ خود بخود کھل گیا ہو گا۔ چند لمحوں بعد ایک قوی ہیکل جبشی اندر داخل ہوا۔ اس نے ملٹی کلر بس پہننا ہوا تھا۔ گلے میں سرخ رنگ کا روپال تھا اور اس کے بال جبشیوں کے بالوں کی طرح باریک اور قدرے گھنٹھریا لے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس نے اپنے سر پر سیاہ رنگ کے پر گنوں کا بندل رکھا ہوا ہو۔ چہرہ بڑا اور آنکھیں سرخ تھیں۔

”کیا ہوا بس۔ کیا کوئی نیا مشن ملا ہے؟“..... گازک نے اندر داخل ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بیٹھو۔ ابھی سینڈی آ رہی ہے۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی۔“..... گائیکر نے کہا۔

”شراب لے لوں بس“..... گازک نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”ہاں لے لو“..... گائیکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو گازک نے

تک پہنچا اور چند لمحوں بعد کارس کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے اپنا ایک پرائیویٹ آفس بنایا ہوا تھا جس سے ملحقہ اس کی رہائش گاہ تھی۔ یہ لگنڈری فلیٹ تھا جس کے ایک کمرے کو اس نے آفس کے انداز میں سجا�ا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس پہنچ گیا اور اس نے کری پر بیٹھنے ہی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیے۔

”گازک بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”میرے آفس میں آ جاؤ۔ فوراً“..... گائیکر نے تیز اور قدرے تحکمانہ لمحے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور ٹوں آنے پر ایک بار پھر نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیے۔

”سینڈی بول رہی ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”گائیکر بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس میں آ جاؤ“..... گائیکر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے اپنے ساتھ اپنے سیکشن کے صرف دو افراد کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک گازک تھا جو افریقی جبشی تھا۔ قوی ہیکل گازک بے حد تیز اور پھر تیلا آدمی تھا اور نشانے بازی میں اس کا نام بطور مثال لیا جاتا تھا جبکہ سینڈی یورپین اڑکی تھی۔ وہ بھی بے حد پھر تیلی، ذہن، تیز اور مارشل آرٹ میں ماہر سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ آج سے پہلے گائیکر اور اس کے ساتھیوں کا

ریک میں موجود مختلف برانڈ کی بوتلوں میں سے ایک بڑی بوتل اٹھائی اور پھر کری پر بیٹھ کر اس نے بوتل کا ڈھلن ہٹایا اور بوتل کو منہ سے لگا کر شراب پینے لگا۔ تقریباً ایک چوتھائی بوتل جب خالی ہو گئی تو اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔ ”کیا مشن کا تعلق یہیں سے ہے باس“..... گازک نے پوچھا۔

”نهیں۔ شمالی افریقہ کے شہر اور گوجرانواہاڑا ہے باس“..... گائیکر نے کہا تو گازک بے اختیار اچھل پڑا۔

”لورگو۔ اوہ باس۔ کیا آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں؟“..... گازک نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”کیوں۔ وہاں کیا ہے۔ کوئی خاص بات“..... گائیکر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اوہ باس۔ اٹ از ونڈر فل۔ لورگو میں تو میرا بچپن گزرنا ہے اور وہاں میرے رشتہ دار اب بھی موجود ہیں۔ میرے کزن کا لورگو میں بہت بڑا ہوٹل، کلب اور جواخانہ بھی ہے۔ اس نے مجھے کئی بار وہاں آنے کی دعوت دی لیکن مجھے فرصت نہیں ملی“..... گازک نے مسرت بھرے لمحے میں کہا تو گائیکر کے چہرے پر بھی مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز

دوبارہ سنائی دی تو گائیکر نے آئے کا بٹن پر لیں کر دیا اور پھر چند لمほں بعد ایک درمیانے قد کی خوبصورت اور نوجوان یورپین لڑکی

اندر داخل ہوئی۔ اس نے گرے رنگ کی جیز کی پینٹ اور سرخ رنگ کے کھلے بازوؤں والی شرت پہن رکھی تھی۔ اس کے خوبصورت سنبھارے بال بڑی نفاست سے سرخ رنگ کے ربن سے بند ہے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔

”سوری باس۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہو گئی“..... لڑکی نے آفس میں موجود گازک کو دیکھتے ہوئے مخذرات آمیز لمحے میں کہا۔ ”نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کافی فاصلے سے آنا ہوتا ہے“..... گائیکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو لڑکی گازک کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”سینڈی۔ باس کی بات سن کر لطف آ گیا ہے“..... گازک نے بڑے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے جو تم اس قدر خوش دکھائی دے رہے ہو؟“..... سینڈی نے چونک کر اور حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”نیا مشن لورگو میں ہے۔ میرے آبائی شہر میں جہاں میرا بچپن گزرنا ہے“..... گازک نے اسی طرح مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”نیا مشن اور لورگو میں۔ وہاں کیا مشن ہو سکتا ہے؟“..... سینڈی نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جب باس کہہ رہا ہے تو کچھ نہ کچھ تو بہر حال ہو گا ہی کہی“..... گازک نے جواب دیا تو سینڈی نے اثبات میں سر ہلا

کے بلیک تھنڈر جیسی تنظیم اس سروس کو راستے میں روکنے کے لئے پسراججنش، بدمعاشوں اور پیشہ ور قاتلوں کی کئی ٹیموں کو سامنے لائیں۔ لیکن وہ سب ہلاک کر دیئے گئے یا ہو گئے حتیٰ کہ اس سروس نے جیسے ہی ڈاشو جزیرے کا رخ کیا بلیک تھنڈر نے ان کے خوف کی وجہ سے اپنا سیکشن ہیڈ کوارٹر خود ہی بلاست کر دیا۔..... گائیکرنے کہا تو گازک اور سینڈی دونوں کے چہرے حیرت کی شدت سے بگڑتے چلے گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واقعی ہمیں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔“..... سینڈی نے کہا۔

”سنجیدہ۔ صرف سنجیدہ۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ مشن ہماری زندگی کا سب سے کٹھن مشن ثابت ہو گا اور اگر ہم نے اس سروس کو شکست دے دی تو کاراکاز کا نام ہمیشہ کے لئے تاریخ میں روشن رہے گا اور ہم نے بہر حال انہیں شکست دینی ہے۔“..... گائیکرنے فیصلہ کن لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس۔“..... سینڈی نے کہا جبکہ گازک نے منہ سے کچھ کہنے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔ ”باس۔ ڈیوک اور پیگی تو جدید ریز کی وجہ سے انہیں ٹریس کر لیں گے اور ان پر جلا کر راکھ کرنے والی ریز فائر کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن ہم انہیں کس طرح ٹریس کریں گے۔“..... سینڈی نے کہا۔

”تمہارے انتظار کی وجہ سے میں نے گازک کو مزید تفصیل نہیں بتائی۔ پہلے مشن کی تفصیل سن لو پھر بات ہو گی۔“..... گائیکرنے کہا تو دونوں چونک کر گائیکر کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے بچ کسی شعبدہ باز کو تجسس بھری نظروں سے دیکھتے ہیں کہ نجا نے وہ کون سا شعبدہ دکھانے والا ہے۔

”یہ مشن سرکاری نہیں ہے بلکہ بلیک تھنڈر کا ہے۔ تمہیں معلوم نہ ہے کہ بلیک تھنڈر بھی انتہائی اہم مشنر کے سلسلے میں کاراکاز کو ہاڑ کرتا ہے۔ چنانچہ اس بار بھی بلیک تھنڈر نے کاراکاز کو ہاڑ کر رہے۔“..... گائیکر نے کہا اور پھر اس نے باس کارس سے ہونے والی تمام بات چیت پوری تفصیل سے دوہزادی۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریفیں تو میں نے بھی باس بہت سک رکھی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ایشیائی لوگ پاپیگینڈے کے ماحر ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک پسمندہ ملک کی سروس جس کے پاس جدید ترین مشینزی تو کیا جدید ترینسلح بھی نہ ہو کا اس طرح میں الاقوامی اہمیت حاصل کر لے کہ انتہائی ترقی یافتہ ممالک اور پرپاؤرز، انتہائی تربیت یافتہ اور میں الاقوامی شہرت یافتہ سروس کو چھوڑ کر بلیک تھنڈر کے مقابلے پر اس سروس کو لے آئیں۔“..... سینڈی نے کہا۔

”اس سروس کی کارکردگی کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتی ہو۔

”لیں باس“..... سینڈی نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ گازک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوے کے۔ میں تیار رہوں گا اور تمہارا فون ملتے ہی میں ایر پورٹ پہنچ جاؤں گا“..... گائیکر نے کہا اور پھر وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے ہڑے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

”جہاں تک میں نے سوچا ہے یہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مارے جائیں گے اس لئے ہم نے وہاں ڈیوک اور پیکی کے ہیڈ کوارٹر کے کسی آدمی کو اپنے ساتھ شامل کرنا ہے۔ جیسے ہی ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو گا ہم ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے“..... گائیکر نے کہا۔

”باس۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں لورگو میں داخل ہونے والے ہر آدمی کی نگرانی کراؤں گا۔ وہاں ایسی تنظیم ہے جو یہ کام انتہائی خفیہ طور پر کرتی ہے۔ اسے رقم دے کر ہم ہاڑ کر لیں گے۔ میرے کزن اس سلسلے میں کام دے سکتے ہیں اور پھر جسے مشکوک سمجھا جائے گا اسے گولی مار دی جائے گی“..... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وہاں پہنچ کر تمام حالات دیکھ کر لائیں آف ایکشن بنائی جائے گی۔ سینڈی، تم نے میرے، گازک اور اپنے وہ کاغذات ساتھ لینے ہیں جن پر ہمارے اصل چہروں کی تصویریں ہیں۔ ہم نے وہاں بغیر میک اپ کے جانا ہے ورنہ ہمیں بھی مشکوک سمجھ کر ڈیوک اور پیکی ہم پر راکھ کر دینے والی ریز فائر کر دیں گے۔ وہاں پہنچ کر رہائش گاہ اور گاڑیوں کا بندوبست گازک کرے گا۔ تمام ضروری اسلحہ بھی وہیں سے حاصل کیا جائے گا اور ہم نے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں بعد فلاٹ کر جانا ہے۔ تم طیارہ چارٹرڈ کرائیں“۔ گائیکر نے کہا۔

تھی۔ گواس نے عمران کی طرف سے دیئے گئے یوٹی باکس کو کھول کر چیک کر لیا تھا کہ میک اپ چینگ ریز واقعی کام کر رہی ہیں اور ان ریز کی ریخ لورگو شہر کے علاوہ تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر موجود چانگی قبے تک ہیں۔ چانگی قبے کو کراس کرتے ہوئے اس نے چینگ کی تھی اس لئے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان ریز کی ریخ چانگی تک موجود ہیں۔

ویسے جو لیا عمران کی ذہانت پر دل ہی دل میں عشق کر رہی تھی کہ اگر عمران اسے یہ ریز چیکرنہ دیتا اور اس کے ذہن میں ایسی ریز کی بات نہ آتی تو یقیناً ان کی جیپ کو لورگو شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی میزانلوں سے اڑا دیا جاتا۔ گو عمران نے اسے صرف تفصیلی رپورٹ دینے کے لئے یہاں بھیجا تھا لیکن جولیا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صرف رپورٹ پر ہی اکتفاء نہیں کرے گی بلکہ خود ہی ایکشن کر کے یہاں بلیک تھنڈر کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دے گی۔ اس کے بعد وہ کال کر کے عمران کو یہاں بلائے گی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اصل لیبارٹری جنگل میں ہے اور انہیں اس جنگل میں داخل ہونے سے روکنے کی غرض سے بلی نے یہاں پورا انتظام کیا ہے اس لئے وہ خود یہاں صفائی کر کے ہی عمران کو کال کرنا چاہتی تھی اور اس کے لئے سب سے پہلے ضروری تھا کہ وہ ان ریز کے مرکز کو ٹریس کریں کیونکہ جب تک یہ ریز ختم نہیں ہوں گی عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی یہاں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ

جولیا لورگو شہر کے ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ جوزف باہر گھومنے گیا ہوا تھا تاکہ اس بات کا پتہ چلائے کہ چینگ ریز کا مرکز کہاں ہے۔ جولیا اور جوزف جیپ پر کرامی سے یہاں پہنچے تھے۔ چونکہ ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے جاری کردہ کارڈ موجود تھے اس لئے ہوٹل میں انہیں ہاتھ لیا گیا تھا۔ جوزف کے لئے اس کے ساتھ والا کمرہ بک کرایا گیا تھا اور جولیا نے جوزف کو اپنا باڈی گارڈ ظاہر کیا گیا۔ دونوں نے اپنے نام بھی اصل لکھوائے تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ گزر ا تھا۔

جولیا نے سب سے پہلے اس کمرے میں کسی ڈکٹا فون کی موجودگی کو چیک کیا اور پھر جوزف کے کمرے کو بھی چیک کر لیا تھا لیکن یہاں ایسا کوئی آہ نصب نہ تھا اس لئے وہ مطمئن بیٹھی ہوئی

”تو پھر“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس احاطے میں مشیات کے خفیہ سٹورز ہیں اور یہ سٹورز یہاں کے ایک کلب سکائی نائٹ کے مالک اور جزل منجر روکھم کی ملکیت ہیں“..... جوزف نے کہا۔

”وہاں اردوگر اور بھی تو لوگ رہتے ہوں گے وہ بتا سکتے ہیں کہ جو سامان اس ہیلی کاپٹر پر یہاں لا یا گیا ہے وہ کہاں گیا ہے۔“
جولیا نے کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے میدم کہ دو بھاری کنٹینیزز دو بڑی چیزوں میں لاد کر اس احاطے سے سکائی نائٹ کلب میں لائے گئے اور پھر وہ یہاں سے اس طرح غائب ہو گئے کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں حتیٰ کہ اس کلب کے ویٹرز کو بھی ان کے غائب ہونے کا علم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں کسی خفیہ تہہ خانے میں رکھا گیا اور پھر رات کو خاموشی سے کسی خفیہ راستے سے یہاں سے لے جایا گیا ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ انہیں بھی تو خدشہ ہو گا کہ انہیں چیک نہ کر لیا جائے۔ حیرت ہے۔ تم نے اتنے کم وقت میں اتنی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں میدم۔ شک کرنے والے کسی کو بتانے کے قابل ہی نہیں رہے“..... جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اسی طرح کی قتل و غارت ہمیں مشکلوں بھی کر سکتی ہے۔“
کہا۔

کمرے میں بیٹھی یہی سب کچھ سوچ رہی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”لیں کم ان“..... جولیا نے کہا تو دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

”کچھ پتہ چلا جوزف“..... جولیا نے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو پتہ چل گیا ہے۔ مزید کے لئے کام کرنا ہو گا“
جوزف نے جواب دیا۔

”کیا معلوم ہوا ہے“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”میدم“..... جوزف نے کہا۔

”یہاں کمرے میں مجھے میدم مت کہو۔ مجھے اجنبیت کی بوآلی ہے۔ باہر ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں تم مجھے مس جولیا کہہ سکتے ہو“
جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں میدم۔ یہ مجبوری ہے ورنہ تباہی نے ہر طرف سے گھیر لینا ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے پھر تم میدم ہی کہہ لو“..... جولیا
مکراتے ہوئے کہا۔

”میدم۔ آج سے تین روز پہلے لورگو شہر کے مضافات میں واقع ایک احاطے میں ایک بڑا سامان بردار ہیلی کاپٹر اترا تھا۔ یہاں چند گھنٹے گزار کر وہ ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا“..... جوزف نے کہا۔

جولیا نے قدرے پریشان سے لبھے میں کہا۔

”میدم۔ جب ہم کام کریں گے تو ظاہر ہے مشکوک تو ہوں گے۔ یہاں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ہر کلب، ہوٹل اور ہر راستے پر غیر ملکیوں کی نگرانی کرتے پھر رہے ہیں“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تو اب سکائی ناٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر روہتم سے معلوم کیا جائے کہ وہ مشینزی کہاں پہنچائی گئی ہے“، جولیا نے کہا۔ ”لیں میدم اور چونکہ اس کے ساتھ ہی ہمیں میدان میں مسلسل کام کرنا پڑے گا اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ہوٹل کی بجائے کسی رہائش گاہ میں شفت ہو جائیں“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن ہم نے کھلے عام کام نہیں کرنا ورنہ ہم گھیرے میں لے لئے جائیں گے۔ اس روہتم کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا جائے ورنہ ہوٹل میں ہونے والی کارروائی سے پورا شہر چونک پڑے گا اور ہمارے ساتھ مسئلہ ہی یہی ہے کہ ہم میک اپ کر کے بھی اپنے آپ کو مزید مشکوک نہیں کر سکتے اس لئے جب تک ہیڈ کوارٹر لیں نہ ہو جائے اور میک اپ چینکنگ ریز کا خاتمه نہ ہو جائے ہمیں ہاتھ پیچا کر کام کرنا ہو گا“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میدم۔ ویسے آپ بھی باس سے کم ذہن نہیں ہیں اور اس لئے باس آپ کی تعریفیں کرتا رہتا ہے“..... جوزف نے کہا۔ ”اس کی عادت ہے کہ وہ ایسے ہی باتیں کرتا رہتا ہے۔ اب

615
ہمیں کیا کرنا ہے یہ بات سوچیں۔ ہم نے جتنی جلد ممکن ہو سکے اپنا کام کرنا ہے۔ وہاں عمران اور دوسرے ساتھی بھی ہماری رپورٹ کے منتظر ہوں گے“..... جولیا نے کہا۔

”آپ یہ ہوٹل چھوڑ دیں۔ میں نے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ وہاں جا کر آگے کی پلانگ کریں گے“۔ جوزف نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک مضافاتی چھوٹی سی کالونی میں بنی ہوئی ایک متوسط ٹائپ کے کوٹھی نما مکان میں موجود تھے۔

”آپ یہیں ٹھہریں میں اس روہتم کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے آتا ہوں“..... جوزف نے کہا۔ ”شام ہونے والی ہے۔ ہم نے آج رات ہی سارا کام تکمل کرنا ہے اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے کام کو نمٹاؤ“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میدم“..... جوزف نے کہا اور ہر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ جولیا کمرے میں بیٹھی رہی۔ پھر جوزف کی واپسی تقریباً دو گھنٹوں بعد ہوئی۔

”کیا معلوم ہوا“..... جولیا نے بے چین سے لبھے میں کہا۔

”روہتم کی رہائش گاہ میں دیکھ آیا ہوں۔ وہاں چار مسلح پہرے دار چوبیں گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ اس کی کار بھی بلبک پروف ہے اور مسلح گارڈ ہر

کریں کہ وہ فوراً رہائش گاہ پر پہنچ جائے۔۔۔ جوزف نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا وہ شادی شدہ ہے؟۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس کی ایک بیوی اور دو بچے ہیں۔ بچے چھوٹے ہیں۔۔۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اندھیرا ہوتے ہی ہم اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے۔۔۔ جولیا نے حتیٰ لمحے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں کیونکہ روکھم کا تعلق منتیات کے ایک میں الاقوامی گروپ سے ہے جبکہ یہاں اور بھی منتیات کا کام کرنے والے کئی گروپ موجود ہیں۔۔۔ جوزف نے جواب دیا تو جولیا اس کی کارکردگی پر حیران رہ گئی۔

”کمال ہے۔ تم تو تربیت یافتہ ایجنسیوں سے بھی دو قدم آگے ہو۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”میں بس کا غلام ہوں۔۔۔“ جوزف نے بڑےطمینان بھرے لمحے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”روکھم کس وقت رہائش گاہ میں پہنچتا ہے۔۔۔“ جولیا نے پوچھا ”وہ رات گئے واپس آتا ہے اور دوسرے روز شام کو کلب جاتا ہے۔۔۔“ جوزف نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ اس روکھم کا پرنسپل سیکرٹری رہا ہو۔

”اوہ۔ اس صورت میں تو خاصی دیر ہو جائے گی۔ ہمیں اسے کلب میں ہی چیک کرنا ہو گا تاکہ ہم راتوں رات اس مشینری کو تباہ کر سکیں۔۔۔“ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ اگر اجازت دیں تو میں یہ کام خود کر لوں۔۔۔“ جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”تو پھر ایک اور صورت بھی ہے کہ آپ اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں اور وہاں سے اسے کلب فون کر کے کوئی ایسی بات

”ایسے معاملات میں تبادل صورتیں سامنے رکھی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری بجائے ریڈ وولف کامیاب ہو جائے۔ مسئلہ تو بہر حال ان کا خاتمہ ہے۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”وہ کیسے کامیاب ہو گا۔ میک اپ ہم چیک کر رہے ہیں اور میک اپ چیک ریز کی رشح چانگی تک ہے اس لئے جیسے ہی یہ لوگ رشح میں داخل ہوں گے اطلاع ہمیں مل جائے گی اور پھر ان کی جیپ کو ہم پیش ریز فائز کر کے بلاست کر دیں گے۔ ریڈ وولف کیا کرے گا۔“..... پیگی نے کہا۔

”میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں۔“..... ڈیوک نے کہا تو پیگی چونک پڑی کیونکہ ڈیوک کے چہرے پر یکخت پھر میں سنجیدگی ابھر آئی تھی اور پیگی جانتی تھی کہ جب ڈیوک کے چہرے پر ایسی سنجیدگی طاری ہو تو وہ کسی بہت بڑی الجھن میں بتلا ہوتا ہے۔
”وہ کیا۔“..... پیگی نے چونک کر کہا۔

”ریڈ وولف اور اس کے ساتھی بھی بہر حال میک اپ میں ہوں گے اور ہم انہیں پاکیشیائی ایجنت سمجھ کر ان پر ایش ریز فائز کر کے مطمئن ہو جائیں گے جبکہ پاکیشیائی ایجنت بعد میں یہاں آئیں تو پھر۔“..... ڈیوک نے انتہائی پریشان سے لبھ میں کہا تو پیگی بے اختیار بنس پڑی۔

”کیا مطلب۔ تم نہ رہی ہو۔“..... ڈیوک نے غصیلے لبھ میں کہا۔

ڈیوک اور پیگی اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مشینری کو اس کے ساتھ آنے والے آپریٹر آپریٹ کر رہے تھے۔ پہلے تو کئی گھنٹوں تک وہ دونوں بھی وہاں بیٹھے رہے لیکن جب کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو وہ بور ہو کر اٹھ کر واپس آگئے۔ آپریٹر کو کہہ دیا تھا کہ کوئی مشکوک آدمی چیک ہوتے ہی انہیں فوری رپورٹ دی جائے۔

”سینڈ ہیڈ کوارٹر نے ریڈ وولف کو کیوں یہاں کال کیا ہے۔“..... پیگی نے کہا۔ وہ کافی دیر سے بیٹھی شراب کی چسلیاں لے رہی تھی۔
”سینڈ ہیڈ کوارٹر ان پاکیشیائی ایجنتوں سے بے حد ارجمند ہو رہا ہے اور ہر قیمت پر ان کا خاتمہ کرانا چاہتا ہے۔“..... ڈیوک نے بھی شراب کی چسلی لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ کام ہم کر رہے ہیں تو پھر۔“..... پیگی نے کہا۔

ہے۔ اس نیگرو کا انداز اس کے سامنے ماتحت جیسا ہے۔ میں نے اپنی فورس سے اس نیگرو کے بارے میں معلومات حاصل کیں کیونکہ فورس یہاں آنے والے تمام اجنبیوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھ رہی ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دونوں سیاح ہیں اور ان کے پاس میں الاقوامی سیاحتی ادارے کے خصوصی کارڈ ہیں۔ یہ دونوں ایک جیپ میں لورگو پہنچے ہیں اور پہلے یہ یہاں ایک ہوٹل میں مقیم تھے۔ اس نیگرو کا نام جوزف اور لڑکی کا نام جولیانا ہے۔ جولیانا ہوٹل کے کمرے تک محدود رہی جبکہ نیگرو جوزف مختلف گلوں اور ہوٹلوں میں پھرتا رہا۔ پھر اس جوزف نے مارشانا کالونی کی یہ کوٹھی ہائر کی اور یہ دونوں وہاں شفت ہو گئے۔ پھر جولیانا اسی کوٹھی تک محدود ہو گئی جبکہ جوزف سکائی نائٹ کلب چلا گیا۔ اس نے وہاں کے ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے کلب کے مالک اور جزل مینٹر روٹم کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ خاص طور پر اس کی رہائش گاہ کے بارے میں۔ پھر وہ اس کلب سے نکل کر روٹم کی ملکیہ مضافات کے ایک احاطے میں گیا۔ وہاں اس نے ایک نیگرو دربان کو بھاری رقم دے کر اس سے معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اس کوٹھی میں گیا اور پھر وہاں سے نکل کر وہ روٹم کی رہائش گاہ پر چلا گیا۔ اس نے اس رہائش گاہ کا چکر اس انداز میں لگایا جیسے چینگ کر رہا ہو اور پھر دوبارہ اس کالونی والی کوٹھی میں چلا گیا اور ابھی تک وہیں ہے۔..... سابو نے اس طرح تفصیل بتاتے

”میرے خیال میں تمہارے ذہن پر دباؤ ہے۔ ریڈ ولف اور اس کے ساتھی کم از کم پاکیشیانی نہیں ہوں گے یورپین یا ایکریمین ہوں گے اس لئے چیک ہونے پر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ پاکیشیانی ہیں یا نہیں“..... پیگی نے کہا تو ڈیوک نے بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ایک طویل سانس لیا۔

”تم درست کہہ رہی ہو۔ میرے ذہن پر واقعی دباؤ ہے۔“ ڈیوک نے شرمندہ سے لجھے میں کہا۔

”اتنا دباؤ ذہن پر مت ڈالو۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا جب ہو گا تو پھر تم کیا کرو گے“..... پیگی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیوک کوئی جواب دیتا سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجھ اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ ڈیوک بول رہا ہوں“..... ڈیوک نے کہا۔

”سابو بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے ایک مقامی آدمی کی آواز سنائی دی۔ چونکہ ڈیوک کے تحت سردار ما تو کی پوری فورس بھی کام کر رہی تھی اس لئے مقامی نام سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ سابو اسی فورس کا آدمی ہے۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“..... ڈیوک نے چونک کر کہا۔

”باس۔ ایک نیگرو کو میں نے مشکوک حرکات کرتے دیکھا ہے۔ میں نے اس کی زیوسکس سے گمراہی ہے تو یہ نیگرو مارشانا کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی میں گیا۔ وہاں ایک سو سیاح لڑکی بھی موجود

ہوئے کہا جیسے وہ سارا وقت جوزف کے ساتھ ساتھ رہا ہو۔
”گذشو۔ تم اور تمہاری فورس واقعی بہترین جا رہی ہے۔ لیکن کیا
اس کے مشکوک ہونے کے صرف یہی واقعات ہیں یا کوئی اور بات
بھی ہے؟“..... ڈیوک نے کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔
”تم نے فوری ایکشن لینا تھا“..... پیگی نے کہا۔
”کیا ایکشن لوں۔ تم نے سنا نہیں کہ ان کے پاس میں الاقوامی
سیاحتی ادارے کے کارڈز ہیں اور یہاں داخلے کے وقت ان کا
سیاحتی ادارے میں باقاعدہ اندر اراج ہوا ہو گا۔ اگر انہیں ہلاک کر دیا
گیا تو یہاں بہت بڑا طوفان کھڑا ہو جائے گا کیونکہ یہاں سب
سے زیادہ زرمبارہ سیاحت کی وجہ سے ہی کمایا جاتا ہے اور اسی لئے
سیاحوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور ابھی تک انہوں نے کوئی
خاص اقدام بھی نہیں کیا۔ پھر وہ دونوں یہاں موجود ہیں تو اس کا
مطلوب ہے کہ وہ دونوں میک اپ میں نہیں ہیں“..... ڈیوک نے
جواب دیا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ ویسے بھی اس مشینری کے بارے
میں صرف ہمیں علم ہے یا پھر رقم کو اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو
سکتا۔ البتہ جس انداز کی کارکردگی چاگو فورس کی سامنے آئی ہے اس
لئے انہیں لازماً اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی۔ باہر کے
آدمیوں کو اس بارے میں علم ہو ہی نہیں سکتا“..... پیگی نے کہا تو
ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد جب وہ
سونے کے لئے اٹھنے ہی والے تھے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک
نے رسیور اٹھا لیا۔

”جناب۔ جو خصوصی ہیلی کا پٹر یہاں آیا تھا وہ اسی احاطے میں
اترا تھا اور پھر اس احاطے سے مشینری سکائی نائٹ کلب کے تھے
خانوں میں پہنچائی گئی تھی اور وہاں سے ایک خفیہ راستے کے ذریعے
یہ مشینری آپ کے پاس بھجوادی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ نیگرو
اسی مشینری کے کھونج میں ان سب جگہوں پر کام کر رہا ہے۔“ سابو
نے کہا تو ڈیوک اور سامنے بیٹھی ہوئی پیگی دونوں بے اختیار چونکہ
پڑے۔ چونکہ لاڈر کا بٹن پہلے سے پریسٹھ تھا اس لئے دوسری
طرف سے آنے والی آواز سامنے بیٹھی ہوئی پیگی بھی بخوبی سن رہی
تھی اس لئے سابو کی بات سن کر دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اس مشینری کے بارے میں کسی کو
کیسے پتہ چل سکتا ہے؟“..... ڈیوک نے جیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”جناب۔ یہ میرا انداز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ غلط ہو۔ لیکن
بہرحال یہ آدمی اور لڑکی دونوں میرے خیال میں مشکوک ہیں“
سابو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم دونوں کی نگرانی جاری رکھو۔ اگر یہ لوگ کوئی
خاص اقدام اٹھائیں تو مجھے کال کرنا“..... ڈیوک نے کہا۔

”میں مشین سے نگرانی کر رہا ہوں اور اس کوٹھی سے ایک بلاک دور موجود ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اور روکھم کہاں ہے“..... ڈیوک نے پوچھا۔

”روکھم اپنے کلب میں موجود ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر یہ دونوں اس کی رہائش گاہ پر کیوں گئے ہیں“..... ڈیوک نے جیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اب اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں“..... دوسری طرف سے سابو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ روکھم کلب کے علاوہ بھی کوئی دھنده کرتا ہے“..... ڈیوک نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”لیں باس۔ روکھم یہاں نشیات کی ایک میں الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہے“..... سابو نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ ساری کارروائی نشیات کے اس دھنڈے کے سلسلے میں ہو رہی ہے“..... ڈیوک نے کہا۔

”اوہ۔ لیں باس۔ واقعی ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے“..... سابو نے کہا۔

”تم نگرانی جاری رکھو۔ میں روکھم سے بات کرتا ہوں“..... ڈیوک نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

”تمہیں اس بات کا خیال کیسے آیا کہ روکھم کا کوئی اور دھنڈہ بھی

”لیں۔ ڈیوک بول رہا ہوں“..... ڈیوک نے کہا۔

”سابو بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے سابو کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“..... ڈیوک نے سابو کی آواز سن کے اختیار چونک کر کہا۔

”جو زف اور جولیانا دونوں روکھم کی رہائش گاہ میں جبراً داخل ہو گئے ہیں اور اب بھی وہیں ہیں“..... سابو نے کہا۔

”جبراً داخل ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب“..... ڈیوک نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ دونوں وہاں گئے۔ چونکہ رہائش گاہ میں انہائی سخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں جبکہ گیٹ کے اندر بھی دو مسلح دربان ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ یہ دونوں رہائش گاہ کے گیٹ پر پہنچے اور انہوں نے کال بیل کا بٹن دبایا تو ایک مسلح دربان جیسے ہی باہر نکلا اس نیگر و جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر واپس اندر پھینک دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بھی اندر داخل ہو گئے اور پھاٹک بند کر دیا گیا۔ اندر سے فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی گئیں اور یہ دونوں ابھی تک اندر موجود ہیں“..... سابو نے جواب دیا۔

”تم کہاں سے نگرانی کر رہے ہو“..... ڈیوک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

ایک سوئیں لڑکی جبرا داخل ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو اطلاع مل چکی ہے؟..... ڈیوک نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میری رہائش گاہ پر۔ کیا مطلب؟..... دوسری طرف سے انہتائی حیرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”مجھے رپورٹ ملی ہے کہ نیگرو جس کا نام جوزف ہے اور ایک سوئیں لڑکی جس کا نام جولیانا ہے جن کی ہمارے آدمی مگرائی کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی رہائش گاہ میں جبرا گھس گئے ہیں اور ابھی تک اندر موجود ہیں۔..... ڈیوک نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ابھی میری والف کا فون آیا ہے۔ اس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ اس نے تو بتایا ہے کہ اس کی طبیعت ناساز ہے۔ لہذا میں جلدی گھر واپس آ جاؤں۔..... روکھم نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”آپ کا منتیات کے سلسلے میں کوئی مخالف گروپ تو نہیں ہے۔..... ڈیوک نے کہا۔

”دنیں۔ کیوں۔..... روکھم نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میرا خیال تھا کہ شاید یہ لوگ آپ کے کسی مخالف گروپ سے تعلق رکھتے ہوں۔ بہر حال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی والف کی گن پوانٹ پر آپ سے بات کرائی گئی ہواں لئے آپ بہر حال تھاٹر رہیں۔..... ڈیوک نے کہا۔

ہو سکتا ہے۔..... پیگی نے کہا۔

”سابو نے بتایا تھا کہ اس کی رہائش گاہ پر انہتائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور ایسے انتظامات صرف کلب کا جزل مینجر یا مالک نہیں کر سکتا۔..... ڈیوک نے نمبر پریس کرتے ہوئے جواب دیا تو پیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران ڈیوک نے انکوارری کے نمبر پریس کر دیئے تھے۔

”لیں۔ انکوارری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سکائی نائل کلب کے جزل مینجر روکھم کا فون نمبر دیں۔..... ڈیوک نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو ڈیوک نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوارری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سکائی نائل کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”ڈیوک بول رہا ہوں۔ روکھم سے بات کرائیں۔..... ڈیوک نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ روکھم بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیوک بول رہا ہوں۔ آپ کی رہائش گاہ میں ایک نیگرو اور

”لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوک نے اسے کہہ کر سیل فون آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”چلو پیگی۔ اب چل کر سوئیں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تھکاوت سی ہو گئی ہے“..... ڈیوک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سوئے کو گولی مارو۔ کسی ناٹ کلب میں چلتے ہیں“..... پیگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ کچھ تفریح بھی ہونی چاہئے۔ آؤ۔“ ڈیوک نے کہا تو پیگی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی آدمی بیچ لران کا خاتمہ لرتا ہوں“..... روہتم نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ان دونوں سے ہمیں خود پوچھ چکھ کرنی چاہئے۔ یہ روہتم تو انہیں ہلاک کر دے گا“..... پیگی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یہ لوگ لازماً اس کے مخالف گروپ کے لوگ ہیں۔ اس روہتم کا لمحہ بتا رہا تھا کہ ایسا ہی ہے۔ لیکن وہ ہم سے بات چھپا گیا ہے اس لئے ہمیں مداخلت کی ضرورت نہیں۔ روہتم کو اس لئے میں نے اطلاع دے دی ہے کہ وہ خود ان سے نہتے گا۔ البتہ سابو کو منع کرنا پڑے گا کہ وہ مداخلت نہ کرے“..... ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھوی اور اس میں موجود ایک جدید ساخت کا سیل فون نکال کر اس نے اس پر راتھ کرنا شروع کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ڈیوک سپیلینگ“..... ڈیوک نے سیل فون آن کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ سابو اٹنڈنگ یو“..... چند لمحوں بعد سابو کی آواز سنائی دی۔

”سابو۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی۔ میں نے روہتم کو کال کر کے الٹ کر دیا ہے۔ اب وہ خود ان سے نہتے گا“..... ڈیوک نے کہا۔

چار مسلح آدمیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا بلکہ کوٹھی میں موجود دوسراے ملازموں کو بھی ہلاک کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے بھی مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ چاروں ملازم مرد تھے اور اپنے انداز سے تربیت یافتہ لگتے تھے۔ پھر جوزف نے جب ماریا کے سامنے اس کے بچوں کی گرد نیس پکڑ کر کھینچیں تو ماریا کی حالت بے حد خراب ہو گئی جس پر جولیا نے کہا کہ وہ اگر اپنے شوہر کو اس انداز میں بلائے کہ اسے شک ن پڑ سکے تو اس کی اور اس کے بچوں کی جان بخش دی جائے گی جس پر ماریا بچوں کو بچانے کی غرض سے فوراً تیار ہو گئی اور پھر اس نے روٹھم کو فون کر کے کہا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اس لئے وہ جلد گھر پہنچے۔ اس کے بعد جولیا اور جوزف نے انہیں بے ہوش کر کے کمرے کے بیڈ پر ڈال دیا اور باہر سورچہ سنjal لیا۔ جوزف پھاٹک کے قریب بننے ہوئے گارڈ روم میں موجود تھا جبکہ جولیا برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔ کوٹھی میں چار مسلح افراد کے علاوہ چار اور ملازم بھی تھے جنہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جوزف اور جولیا جبراً اس کوٹھی میں داخل ہوئے تھے کیونکہ اس رہائش گاہ کے حفاظتی انتظامات ایسے تھے کہ کسی اور طرف سے اندر داخل ہونا ممکن ہی نہ تھا اس لئے انہوں نے کال بیل بجائی اور مسلح آدمی کے باہر آتے ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر اندر پھینک دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اندر داخل ہو گئے اور پھر انہوں نے انتہائی تیزی سے کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف ان

اچانک پھانٹ کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی جولیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ اسے کوئی کوئی طرف بھی بیک وقت دو کاریں رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اسی لمحے کاں بیل نج اٹھی تو جوزف گارڈ روم سے باہر آیا ہی تھا کہ جولیا ستون کی اوٹ سے نکل کر بچوں کے بل دوڑتی ہوئی جوزف کی طرف بڑھنے لگی۔ جوزف جو پھانٹ کھولنے جا رہا تھا جولیا کو اس طرح آتے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

”عقی طرف بھی دو کاریں رکنے کی آواز آئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ روہم کی بجائے اس کے آدمی آئے ہیں۔ میں عقی طرف ط رہی ہوں۔ تم انہیں سن جاؤ“..... جولیا نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزف کا جواب سنے بغیر بچوں کے بل دوڑتی ہوئی عقی طرف چلی گئی تو جوزف نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے اسے جولیا کے عقی طرف جانے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی ہو کیونکہ وہ جانتا کہ عقی طرف دروازہ تو موجود ہے لیکن وہ اندر سے بند قرار چار دیواری اتنی اوپنجی تھی اور اس پر خاردار تاریں بھی نصب تھیں جن سے الیکٹریک کرنٹ گزر رہا تھا اس لئے عقی طرف سے کسی کے اندر آنے کا کوئی راستہ اس کی نظر میں نہ تھا۔ بہر حال کندھے جھٹک کروہ مڑا اور اس نے پھانٹ کا بڑا کنڈا ہٹایا اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے اس نے پھانٹ کھول دیا۔ پھانٹ کھلتے ہی چار مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں لئے دوڑتے ہوئے اندر داخل

ہوئے ہی تھے کہ جوزف جو پھانٹ کے پٹ کے پیچھے تھا مزید اس کے پیچھے ہو گیا۔ چاروں مسلح افراد نے تیزی سے مڑ کر پھانٹ کی طرف دیکھا اور پھر بھاگتے ہوئے آگے بڑھے ہی تھے کہ ایک کار تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ کار میں دو آدمی تھے۔ کار جیسے ہی آگے بڑھ کر ان چاروں کے قریب رکی اس کے دروازے کھلے اور دونوں آدمی بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر آئے۔

”یہاں تو کوئی نہیں ہے“..... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”پھانٹ کس نے کھولا ہے“..... کار میں سے اتنے والے ایک آدمی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید پچھے کہتے یا کرتے۔ عقی طرف سے مشین پٹل کی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ تمام افراد تیزی سے دوڑتے ہوئے سائیڈ گلی کی طرف بھاگے تاکہ وہاں سے عقی طرف جاتے لیکن اس سے پہلے کہ وہ گلی تک پہنچتے جوزف کے ہاتھ میں موجود مشین پٹل نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں اور پلک جھکنے میں چھ کے چھ آدمی پہنچتے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ ان میں سے کئی نے اٹھ کر فائر کرنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ ساکت ہو گئے۔ پشت سے عین دل میں اتر جانے والی گولیوں نے انہیں زیادہ دیر تڑپنے کا بھی موقع نہ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے پھانٹ بند کر کے کنڈا لگایا اور پھر کسی جنگلی ہرن کی طرح قلاںچیں

تھی کہ وہ براہ راست اندر آگئے ہیں ورنہ اگر یہ باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیتے تو پھر ہم دونوں کا نقش نکلنا محال تھا۔..... جولیا نے چھانک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ہماری نگرانی ہو رہی ہے میڈم ورنہ روکھم کو صرف اپنی بیوی کی فون کال سے ہماری یہاں موجودگی کا علم نہیں ہو سکتا۔“..... جوزف نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر اب کیا کرنا ہے۔“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہمیں ان کی عقبی طرف موجود کار کے ذریعے یہاں سے نکل جانا چاہئے اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ ہم براہ راست کلب جا کر اس روکھم سے پوچھ چکھ کریں۔“..... جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ اگر ہماری نگرانی ہو رہی ہے تو ہمارے بارے میں اطلاع پہلے ہی وہاں پہنچ جائے گی۔ ہمیں پہلے اس نگرانی کرنے والے کو پکڑنا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”پھر آپ ہمیں ٹھہریں میں جا کر اسے گھیرتا ہوں۔“..... جوزف نے کہا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔ پہلے تم نے کوئی بات نہیں کی تھی۔“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”مجھے کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ میں نے صرف خیال ظاہر کیا

بھرتا ہوا وہ سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے لمجھے گلی کے کونے پر ہی وہ بے اختیار رک گیا کیونکہ جولیا دوڑتی ہوئی ادھر ام رہی تھی۔

”کیا ہوا۔“..... جولیا نے قریب آ کر پوچھا اور پھر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ گلی کے قریب ہی چھ لاشیں پڑی اسے نظر مگئی تھیں۔

”یہی میں آپ سے پوچھنے والا تھا۔“..... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لمجھے میں کہا۔

”عقیلی دروازہ انہوں نے باہر سے کھول لیا تھا۔ شاید اس کا کوئی خاص طریقہ ہے۔ پھر آٹھ مسلح افراد انہتائی محتاط انداز میں اندر آئے۔ آخری آدمی نے اندر سے دروازہ بند کیا۔ میں گلی کے کوئی والے ستون کی اوٹ میں ہو گئی تھی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ اندر آنے والے یہی آٹھ افراد ہیں تو میں نے فائر کھول دیا اور وہ آٹھوں چونکہ اکٹھے ہی آ رہے تھے اس لئے وہ آٹھوں آسانی سے فائرنگ کی زد میں آ کر ختم ہو گئے۔ اس دوران مجھے ادھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں اس لئے میں پریشان ہو گئی تھی۔“..... جو زف نے کہا پھر جوزف نے بھی بڑے سادہ سے لمجھے میں اس کی طرف ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ روکھم کو شک ہو گیا ہے جس کی بناء پر اس نے خود آنے کی بجائے مسلح افراد کو بھیج دیا۔ یہ تو ان کی حماقت

تھا۔ ویسے وہ آدمی اب لازماً یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئے گا۔ جوزف نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ویری گذ۔ ہمیں عقبی طرف سے نکل کر گھوم کر فرنٹ کی طرف آنا چاہئے“ جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے مڑے اور ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے عقبی طرف موجود دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ جوزف نے دروازہ کھولا اور پھر سر باہر نکال کر اس نے اوھر اوھر دیکھا اور اچھل کر باہر نکل آیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ عقبی طرف ایک کافی چوڑی گلی تھی جس میں دو کاریں موجود تھیں۔ ”اوہ۔ اوہ۔ ہمیں ان کاروں کی اوٹ میں رہنا چاہئے۔ نگرانی کرنے والا چینگ کے لئے لازماً اوھر آئے گا۔ جولیا نے یکخت ٹھیک کر کہا۔

”وہ اوھر کیوں آئے گا میڈم۔ وہ تو فرنٹ کی طرف سے چینگ کرے گا۔ جوزف نے حیران ہو کر کہا۔

”اس نے دیکھا ہو گا کہ تم نے چھانک بند کر دیا ہے۔ اب وہ فرنٹ سے اندر نہیں جا سکتا اس لئے لازماً وہ عقبی طرف سے آئے گا۔ جولیا نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آپ واقعی بارے کی طرح سوچتی ہیں،“ جوزف نے تحسین آمیز لمحے میں کہا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ ان کاروں کی اوٹ لے کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں

ایک نیگرو جس کے ایک ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ ساتھا تیزی سے گلی میں داخل ہو کر آگے آتا دکھائی دیا۔ وہ بڑے محتاط اور چوکنا انداز میں اوھر اوھر دیکھ رہا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ چھانک بھی بند ہے اور یہاں عقبی دروازہ بھی۔ اندر فائرنگ بھی ہوئی ہے۔ پھر کیا ہوا ان دونوں کا،“ اس آدمی نے کاروں کے قریب آ کر عقبی دروازہ بند دیکھ کر بڑبراتے ہوئے کہا کیونکہ جولیا نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا تھا۔ وہ آدمی واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ یکخت کار کی اوٹ سے جوزف کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر زمین پر جا گرا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جوزف نے اس کے سینے پر لات ماری اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے جا گرا اور ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ جولیا نے وہ ڈبہ اٹھا لیا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کوئی جدید ایجاد ہے اور اس میں موجود سکرین پر ہم دونوں کی باقاعدہ تصویریں موجود ہیں،“ جولیا نے کہا۔

”اسی نے روکھم کو اطلاع دی ہو گی،“ جوزف نے کہا۔

”لیکن یہ ہمارے پیچھے کب سے لگا ہوا ہے۔ یہ تو اس سے معلوم کرنا ہو گا۔“ جولیا نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے اس بے ہوش نیگرو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتے اچانک دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو جوزف نے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دے کر اس آدمی کو ایک طرف پھینکا اور اچھل کر وہ کار کی ڈگی پر سے ہوتا ہوا عقبی طرف کو دیکھ جبکہ جولیا نے بھی بجلی کی سی تیزی سے کار کی اوٹ لے لی تھی۔ اسی لمحے چار مسلح افراد گلی کی نکڑ پر ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر اسی طرح دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ وہ آدمی ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب اس سے مزید کچھ پوچھنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔

”آؤ۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ اس رو قم نے مزید آدمی بھیجے ہیں۔“..... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور گلی کی نکڑ کی طرف پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ ہاتھ میں موجود اس ڈبے کو اس نے بھاگنے سے پہلے زمین پر زور سے دے مارا تھا جس سے لہکا سادھا کہ ہوا اور اس ڈبے کے پر زے ہو گئے۔ جوزف اس کے عقب میں تھا اور پھر وہ سائیڈ گلی سے نکل کر دوڑتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف ان کی جیپ موجود تھی۔

”اب سکالی نائٹ کلب جانا ہے میڈم“..... جوزف نے جیپ کے قریب پہنچتے ہی کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جوزف نے ہاتھ ہٹائے اور اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ ایک کار کی ڈگی پر اس طرح ڈال دیا کہ اس کا اوپر والا جسم دوہرا ہو کر ڈگی کے ساتھ بیگ گیا تھا جبکہ نچلا جسم کار کی سائیڈ میں لٹک رہا تھا۔ جوزف نے ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے منہ پر یکخت زور دار تھپٹر مار دیا جبکہ اس کے نچلے جسم کو اس نے اپنے جسم کا وزن ڈال کر دبایا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ آدمی خرخراہٹ کی آواز نکالتے ہوئے ہوش میں آگیا۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... جوزف نے اس کے گلے پر موجود ہاتھ کو دباتے ہوئے کہا۔

”سابو۔ سابو“..... اس آدمی کے منہ سے ایک خرخراہٹ بھری آواز نکلی۔

”کس کو تم نے ہمارے بارے میں اطلاع دی ہے؟“..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاتھ ہٹا لو۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں“..... سابو نے رک رک کر کہا۔ اس کی حالت خاصی خستہ ہو رہی تھی کیونکہ جوزف کے ہاتھ کا انگوٹھا اس کی شہرگ پر تھا۔ جوزف نے انگوٹھا ہٹالیا۔

”باس۔ باس۔ ڈیوک کو۔ باس ڈیوک کو اطلاع دی ہے۔“..... سابو نے کہا تو ڈیوک کا نام سن کر ساتھ کھڑی جولیا چونک پڑی لیکن پھر

باؤ جو داں کی طرف سے کوئی کال نہ آ رہی تھی۔

جب اس کی بے چینی بہت زیادہ بڑھ گئی تو اس نے فون کا رسپور اٹھایا اور نمبر پرنس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب کافی دیر دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے اس کی رہائش گاہ سے کال اشٹ نہ کی تو اس کا چہرہ بڑی طرح بگڑ سا گیا۔ اس نے تیزی سے کریڈل دبایا اور پھر پہلے سے زیادہ تیزی سے نمبر پرنس کرنے شروع کر دیئے۔

”راجروں بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”روکھم بول رہا ہوں راجروں۔ تم میری رہائش گاہ کے قریب ہو۔ میری رہائش گاہ پر ایک جبشی مرد اور ایک غیر ملکی عورت جبراً داخل ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کے خاتمہ کے لئے جیری اور اس کے پورے گروپ کو بھیجا ہے لیکن ان کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی۔ تم خود وہاں جاؤ اور وہاں جو بھی صورت حال ہو اس کی مجھے فوری لینڈ لائن فون یا میل فون پر اطلاع دو“..... روکھم نے چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روکھم نے رسپور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”لیں۔ روکھم بول رہا ہوں“..... روکھم نے تیز اور انہتائی بے

روکھم اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے عالم میں کرسی پر بیٹھا پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بار بار فون کی طرف دیکھتا اور پھر بے چینی سے پہلو بدل لیتا۔ اس نے ڈیوک کی طرف سے کال ملنے کے بعد اپنے مخصوص گروپ کو کال کر کے حکم دیا تھا کہ وہ اس کی رہائش گاہ ریڈ کریں اور اگر اندر نیگر و جبشی مرد اور سوئس عورت موجود ہوں تو انہیں ہلاک کر دیں اور پھر کوٹھی سے اسے کال کریں لیکن اسے یہ حکم دیئے نصف گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا جبکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا مخصوص گروپ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کے اندر وہاں پہنچ جائے گا۔ گروپ کا انچارج جیری تھا اور جیری کو معلوم تھا کہ کوٹھی کے عقبی دروازے کو کس طرح اندر سے بند ہونے کے باؤ جو داں کے کھولا جا سکتا ہے اور پھر جیری اور اس کے ساتھی جن کی تعداد جیری سمیت چودہ تھی اچانک کوٹھی پر ریڈ کر چکے ہوں گے لیکن اس کے

چین سے لجھے میں کہا۔

پھر عقبی طرف سے وہ اندر داخل ہوئے ہوں گے مگر اس کے باوجود ان سب کا ایک مرد اور ایک عورت کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہو جانا اس کے لئے انتہائی دھماکہ خیز خبر تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی سمجھنہ آرہا تھا کہ یہ دونوں کون ہیں اور کیوں انہوں نے اس انداز میں یہ کارروائی کی اور وہ کیا چاہتے تھے۔ ان کا تعلق کس گروپ سے تھا یہ باتیں اس کے ذہن میں بار بار آ رہی تھیں لیکن ظاہر ہے اس کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ راجر اپنے تین ساتھیوں سمیت وہاں موجود تھا۔ وہاں واقعی قتل عام کیا گیا تھا۔ فرنٹ کی طرف سائیڈ گلی کے قریب چھ افراد کی لاشیں پڑی تھیں جن میں جیری کی لاش بھی شامل تھی اور ان لاشوں کی پوزیشن دیکھ کر صاف لگتا تھا کہ وہ سائیڈ گلی کی طرف جا رہے تھے کہ انہیں عقب سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا اور گولیاں مارنے والے کا نشانہ اس قدر درست تھا کہ اس کی چالائی ہوئی گولیاں پشت سے داخل ہو کر سیدھی دل میں اتری چلی گئیں جبکہ عقبی طرف آٹھ لاشیں موجود تھیں اور ان لاشوں کو دیکھ کر بھی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ سائیڈ گلی کی طرف جا رہے تھے۔ جب ان پر فائر کھولا گیا اور یہاں بھی ویسے بن درست نشانے سے کام لیا گیا تھا۔ روٹم نے اپنی بیوی اور دونوں بچوں کو چیک کیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔

”راجر بول رہا ہوں بس۔ آپ کی رہائش گاہ سے۔ یہاں جیری اور اس کے پورے گروپ کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ کے چار مسلح دربان اور چاروں ملازموں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ آپ کی مزہ اور آپ کے دونوں بچے کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔“..... راجر نے کہا تو روٹم بے اختیار اچھل پڑا۔

”بے ہوش ہیں۔ یا۔“..... روٹم نے چیخ کر کہا۔ ”بے ہوش ہیں بس۔ میں نے چیک کیا ہے۔“..... راجر نے کہا۔

”اوہ۔ تھینک گاؤ۔ تم وہیں ٹھہر و میں آ رہا ہوں۔“..... روٹم نے اطمینان بھرے لجھے میں کہا اور رسیور کو کریڈل پر پٹخ کر وہ بھل کی سی تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک خفیہ راستے سے نکل کر وہ باہر موجود اپنی کار تک پہنچا اور دوسرے لمحے اس کی کار انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ جیری اور اس کے پورے گروپ کی ہلاکت کی خبر نے اسے ہلاک کر رکھ دیا تھا۔

گواسے اپنی بیوی اور بچوں کے زندہ نجح جانے پر اطمینان ہو گیا تھا لیکن جیری اور اس کے ساتھیوں کی موت نے اسے واقعی حیران کر دیا تھا۔ جیری اور اس کے ساتھی تربیت یافتہ افراد تھے اور

بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور میری بیوی اور بچوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔۔۔ روختم نے کہا۔

”یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیوں ایسا ہوا اور کس نے کیا ہے۔۔۔ گیری نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔۔۔ مجھے ایک پارٹی کی طرف سے بتایا گیا کہ ایک جبشی اور ایک سوکس عورت میری رہائش گاہ میں جرأۃ داخل ہوئے ہیں اور اندر موجود ہیں جبکہ اس سے پہلے میری بیوی ماریا نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اس لئے میں جلد گھر آ جاؤں جس پر میں نے جیری اور اس کے گروپ کو وہاں بھیج دیا لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہاں یہ سب کچھ ہو چکا ہے لیکن حملہ آور موجود نہیں ہیں۔۔۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ تم معلوم کرو کہ یہ کام کس کا ہو سکتا ہے اور اس انداز کی کارروائی ہمارے خلاف کون کر سکتا ہے۔۔۔ روختم نے کہا۔

”ہمارا تو ایسا کوئی دشمن نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ اتنا بڑا اقدام نہیں اٹھا سکتا۔۔۔ گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ میں معلوم کرالوں گا۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اپنے آدمی بھیجو اور یہاں سے تمام لاٹیں اٹھوا لو۔۔۔ میں یہاں موجود ہوں۔۔۔ ماریا اور بچوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس لئے میں نے انہیں ہسپتال بھجوادیا ہے۔۔۔ روختم نے کہا۔

”جیری۔۔۔ تم ان تینوں کو جیپ میں ڈال کر ہسپتال لے جاؤ۔۔۔ میں اس دوران یہاں موجود لاٹیں اٹھواتا ہوں۔۔۔ یہ اچھا ہوا کہ ماریا بے ہوش ہے ورنہ اس قدر افراد کی لاٹیں دیکھ کر وہ دیے ہی خوف سے مر جاتی۔۔۔ روختم نے کہا۔

”یہاں اٹیشن ویگن موجود ہے۔۔۔ اس میں ان تینوں کو زیادہ اپنے انداز میں لے جایا جا سکتا ہے۔۔۔ جیری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ لے جاؤ۔۔۔ روختم نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون تھا۔۔۔ اس نے فون کا رسپیوں اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔۔۔ گیری بول رہا ہوں۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”روختم بول رہا ہوں گیری۔۔۔ روختم نے کہا۔

”اوہ۔۔۔ آپ باس۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرتے لمحے میں کہا گیا کیونکہ گیری منتظر کے ایک ریکٹ کا انچارج تھا جس کا کام عملی طور پر فیلڈ میں کام کرنا تھا اور چونکہ تمام کام ایک نظام اور روٹین کے تحت ہوتا تھا اس لئے اسے کال کرنے کی ضرورت روختم کو بہت کم پیش آتی تھی۔۔۔ یہاں لورگو میں سارا کام جیری اور اس کا گروپ کرتا تھا۔

”جیری اور اس کے پورے گروپ کو میری رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔ ساتھ ہی یہاں موجود چار مسلح دربان اور چار ملازم

”جیری بول رہا ہوں بس“..... دوسری طرف سے جیری کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا ہوا۔ ماریا اور پچھے ہوش میں آ گئے ہیں“..... روہتم نے پوچھا۔

”لیں بس۔ میں گولڈ شار ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ اب وہ فٹ ہیں۔ کیا انہیں رہائش پر لے آؤں“..... جیری نے کہا۔

”ہاں۔ لے آؤ۔ میں یہیں موجود ہوں“..... روہتم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل بجھنے کی آواز سنائی دی تو وہ خود ہی پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھانک کھولا تو اسٹیشن ویگن اندر داخل ہوئی۔ اس میں جیری کے ساتھ ماریا اور اس کے دونوں پچھے تھے۔

”وہ۔ وہ کہاں ہیں۔ وہ دونوں“..... ماریا نے ویگن سے پیچے اترتے ہی انتہائی خوفزدہ لمحے میں کہا۔

”خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ماریا۔ سب ٹھیک ہو چکا ہے۔ آؤ“..... روہتم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیری کے اسٹیشن ویگن واپس لے جانے کے بعد اس نے خود پھانک بند کیا اور ماریا اور دونوں بچوں کو لے کر اندر ورنی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ کال بیل بجھنے کی آواز سنائی دی تو روہتم کے ساتھ ماریا بھی اچھل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں وہ دوبارہ نہ آ گئے ہوں“..... ماریا نے خوفزدہ

”لیں بس۔ میں ابھی آدمی اور گاڑیاں بھجواتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روہتم نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”لیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”روہتم بول رہا ہوں۔ ڈیوک سے بات کراو“..... روہتم نے چونک کر کہا۔

”سوری سر۔ چیف اور اس کی والف کسی نائب کلب میں گئے ہوئے ہیں اور ان سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کس نائب کلب میں۔ کچھ بتا کر گئے ہیں“..... روہتم نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں جتاب“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوکے۔ پھر کل صبح بات ہوگی“..... روہتم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گیری کی بھیجی ہوئی گاڑیاں اور آدمی آ گئے تو روہتم نے خود کھڑے ہو کر نہ صرف تمام لاشیں اٹھوائیں بلکہ وہاں لگ جانے والے خون کے دھبے بھی صاف کر دیے۔ جب گاڑیاں اور آدمی لاشیں لے کر واپس چلے گئے تو وہ واپس کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ روہتم بول رہا ہوں“..... روہتم نے کہا۔

لنجھ میں کہا۔

”گھبراو امت۔ ہمارے ہی آدمی ہوں گے۔ میں معلوم کرتا ہوں“ روٹھم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ گارڈ اور ملازم کہاں ہیں“..... ماریا نے پوچھا۔
”میں نے انہیں چھٹی دے دی ہے۔ اب نئے لوگ آئیں گے۔ وہ تمہاری حفاظت نہیں کر سکے“..... روٹھم نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چھانک کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... اس نے چھوٹا چھانک کھولنے سے پہلے اونچ آواز میں پوچھا۔

”جیری ہوں بس“..... باہر سے جیری کی آواز سنائی دی تو روٹھم کا تیزی سے دھڑکتا ہوا دل مطمئن ہو گیا۔ اندر سے وہ بھکر خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن وہ اپنے خوف کو ماریا اور بچوں پر ظاہرنہ ہولنے دینا چاہتا تھا۔ اس نے چھوٹا چھانک کھولا اور باہر نکل آیا۔

”باس۔ عقبی طرف دو کاریں اور ایک اجبی آدمی کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس آدمی کو گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ وہاں ایک ڈبہ بھی نہ ہوا پڑا ہے جس کے اندر کوئی مشینری تھی اور اس کے پر زے وہاں بکھرے ہوئے ہیں“..... باہر موجود جیری نے کہا۔

”اجبی۔ مشینری۔ کیا مطلب۔ کون ہو سکتا ہے وہ“..... روٹھم نے چونک کر کہا۔

”میں تو اسے نہیں پہچان سکا بس۔ ویسے وہ نیگرو ہے“۔ جیری

نے جواب دیا تو ایک خیال کے آتے ہی روٹھم بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ نیگرو کہیں وہ آدمی نہ ہو جو حملہ آوروں کی نگرانی کر رہا تھا اور یہ ڈبہ یقیناً نگرانی کرنے والی مشینری ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ تم وہ لاش بھی لے جاؤ اور ڈبہ اور مشینری بھی سمیٹ کر لے جاؤ۔ کل اس بارے میں بات ہو گی“..... روٹھم نے کہا۔

”لیس بس۔ کاریں بھی لے جاؤں“..... جیری نے کہا۔

”ہاں۔ وہ اپنی ہی کاریں ہیں“..... روٹھم نے کہا تو جیری نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس اسٹیشن ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ روٹھم نے اندر داخل ہو کر چھانک بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندر وہی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک بار اسے خیال آیا تھا کہ وہ پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا کہ اب ان حملہ آوروں کے دوبارہ یہاں آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور ابھی وہ ماریا سے ان کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

تھا جبکہ دوسرا ویٹر زکو سروں دینے میں مصروف تھا۔

”سوئزر لینڈ سے مادام جینی، مارکم سے ملنے آئی ہے“..... جولیا
نے کاؤنٹر پر پہنچ کر بڑے شاہانہ انداز میں کہا تو سٹول پر بیٹھا ہوا
آدمی اس کا لہجہ اور انداز سن کر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

”باس تو اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں مادام“..... کاؤنٹر میں
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گئے ہیں“..... جولیا نے پوچھا۔

”تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا ہے مادام“..... کاؤنٹر میں نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ واپس آئیں گے“..... جولیا نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ ویسے تو وہ رات کو ڈیڑھ دو بجے جاتے ہیں لیکن
آج جلدی چلے گئے ہیں۔ اب کل شام کو ہی ان کی واپسی ہو
گی“..... کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کل ملاقات ہو جائے گی“..... جولیا نے کہا
اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ اس کے مڑتے ہی جوزف بھی مڑ گیا
اور تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے باہر آگئے۔

”ہم ون وے کے چکر میں پھنس گئے تھے ورنہ ہم اسے یہیں
پکڑ لیتے“..... جولیا نے پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جوزف اور جولیا دونوں سکائی نائل کلب کے ہال میں داخل
ہوئے تو ہال نیگر و افراد سے تقریباً بھرا ہوا تھا جبکہ خال خال غیر ملکی
بھی نظر آ رہے تھے لیکن یہ غیر ملکی بھی اپنے انداز سے نچلے طبقے
کے لوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ جولیا کو دیکھ کر ہال میں موجود افراد
میں سے کئی افراد کی نظریں جولیا پر جنم سی گئیں لیکن جولیا کے ساتھ
جوزف کو دیکھ کر ان کے ہونٹ بھیخ گئے تھے کیونکہ جوزف، جولیا کے
پیچھے بالکل اس انداز میں چل رہا تھا جس انداز میں وہ عمران کے
باؤی گارڈ کے طور پر چلتا تھا۔ گو جوزف جیسی ڈیل ڈول اور
قدوقامت کے افراد بھی یہاں خاصی تعداد میں موجود تھے لیکن
جوزف کا انداز اتنا مرعوب کن تھا کہ کسی نے اٹھ کر جولیا سے بات
کرنے کی کوشش بھی نہ کی تھی۔ جولیا کاؤنٹر پر پہنچی تو وہاں بھی دو
غندہ نما آدمی موجود تھے جن میں سے ایک اوپر سٹول پر بیٹھا ہوا

”توب کیا کریں کیا دوبارہ جائیں۔ وہاں تو انہوں نے خاصا ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہو گا“..... جولیا نے قدرے فکرمند سے لبھے میں کہا۔

”میڈم۔ ہم نے آج رات کو ہی سارا کام نہیں کیا۔“
لاشیں اٹھوا لی گئی ہوں گی اور وہاں کافی لوگ آئے ہوں گے۔
جوزف نے کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے جوزف کی
تائید کر رہی ہو۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ان کی کار دوبارہ اس
کالونی میں داخل ہوئی جس میں روہم کی رہائش گاہ تھی۔ یہاں
چونکہ تمام سڑکیں ورنے تھیں اس لئے انہیں کافی لمبا چکر کاٹ کر
آنا جانا پڑ رہا تھا۔ جوزف نے کار ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ
میں روکی تو جولیا چونک پڑی۔

”کیا ہوا۔ کوئی تو ابھی کافی دور ہے۔“..... جولیا نے کار رکتے ہی
چونک کر کہا۔

”آپ بیہیں بیٹھیں۔ میں حالات کا جائزہ لے کر واپس آتا
ہوں۔“..... جوزف نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

”یہاں واپس آنے میں تمہیں کافی دیر لگ جائے گی اس لئے
میں بھی وہاں پہنچ رہی ہوں اور سامنے موجود درختوں کی اوٹ میں
رہوں گی۔“..... جولیا نے بھی کار سے اترتے ہوئے کہا تو جوزف
نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ جولیا
اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کالونی کی
سڑکوں پر ٹریفیک خاصی تھی اور فٹ پاٹھوں پر لوگ بھی آ جا رہے
تھے جن میں کافی تعداد غیر ملکیوں کی بھی تھی اس لئے جولیا کی
طرف کسی نے خصوصی توجہ نہ دی اور وہ فٹ پاٹھ پر چلتی ہوئی آگے
وابستگی کے بارے میں جانتی تھی اس لئے مسکرا کر خاموش ہو گئی۔

”میڈم۔ ہم نے آج رات کو ہی سارا کام نہیں کیا۔“
خاصے لوگ مارے جا چکے ہیں اور نگرانی کرنے والا بھی ہلاک ہو
چکا ہے اس لئے صحیح ہوتے ہی ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔“
جوزف نے کہا۔

”وہاں ہماری کارروائی کے بعد اب کافی تعداد میں لوگ سیکورٹی
کے لئے موجود ہوں گے۔“..... جولیا نے کہا۔

”میڈم۔ جو کام کرنا ہے وہ کرنا ہے۔ وچ ڈاکٹر کارکوگی کہا کرتا
تھا کہ جب کام کرنا ہو تو پھر کر دو زیادہ مت سوچو یونکہ سوچنے سے
کام میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔“..... جوزف نے جواب دیا تو
جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تنویر کا بھی بھی قول ہے اس لئے وہ عمران سے لڑتا رہتا
ہے۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ کار میں بیٹھ
چکے تھے۔

”باس بہت عظیم ہے میڈم۔ ورنہ تنویر کی ہڈیاں بھی اب تک
گل سڑ چکی ہوتیں۔“..... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا
بے اختیار مسکرا دی۔ وہ چونکہ جوزف کی عمران کے ساتھ جذباتی
وابستگی کے بارے میں جانتی تھی اس لئے مسکرا کر خاموش ہو گئی۔

جبکہ مرد اجنبی تھا لیکن ماریا جس حالت میں تھی اس سے جولیا کو اندازہ ہو گیا کہ مرد روتھم ہی ہو سکتا ہے۔

”اس عورت کو اٹھا کر بیڈ پر ڈال کر اس پر کمبل ڈال دو۔“ - جولیا نے کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عورت کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا اور ایک طرف پڑا ہوا کمبل اٹھا کر اس پر ڈال دیا۔

”اسے اٹھا کر کری پر ڈال دو اور رسی تلاش کر کے اسے باندھ دو۔ ہاں۔ پانی بھی لیتے آنا تاکہ اسے ہوش میں لاایا جاسکے۔“ - جولیا نے کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا ایک کری پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف واپس آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں رسی کا بندل اور دوسرے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔ اس نے دونوں چیزیں قالین پر رکھیں اور پھر بے ہوش پڑے روٹھم کو اٹھا کر ایک خالی کری پر ڈال دیا۔ چونکہ روٹھم بے ہوش تھا اس لئے وہ بغیر بازو والی کری پر جنم نہ رہا تھا اور سائیڈ پر ڈھلنک سا جاتا تھا اس لئے جولیا نے اٹھ کر اسے سنبھالا تو جوزف نے رسی کی مدد سے اسے کری پر اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر جوزف نے پیچھے ہٹ کر قالین پر رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھلنک ہٹا کر اس نے ایک ہاتھ سے روٹھم کے جبڑے پھینچے اور دوسرے ہاتھ سے بوتل کا دہانہ اس کے کھلے ہوئے منہ میں ڈالا۔ تو بوتل کا پانی اس کے منہ سے نکل کر اس کے کپڑوں پر گرنے لگا۔

بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ روٹھم کی رہائش گاہ کے تقریباً سامنے پہنچی تو یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور جوزف پھاٹک کے پاس اس انداز میں کھڑا تھا جیسے کوئی کا مالک وہی ہو۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جولیا کو آنے کا اشارہ کیا تو جولیا تیزی سے سڑک کر کر کے پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔

”کیا ہوا ہے“..... جولیا نے تیز لمحے میں پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ میں نے عقی طرف سے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول فائر کئے اور پھر عقی دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ لاشیں وغیرہ یہاں سے ہٹا لی گئی ہیں۔ ایک کمرے میں ماریا اور ایک آدمی کرسیوں پر بے ہوش گرے پڑے ہیں۔ میز پر شراب کی بوتل بھی موجود ہے جبکہ ایک بیڈ روم میں دونوں بچے پیدا ہوئے ہوئے ہیں“..... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پھاٹک کر اس کے اندر داخل ہوئے تو جوزف نے پھاٹک بند کر دیا۔

”کیا اس روٹھم نے اتنی بڑی کارروائی کے باوجود بھی سیکورٹی کوئی انتظام نہیں کیا تھا“..... جولیا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس نے سوچا ہو گا کہ طوفان گزر چکا ہے“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوزف کی رہنمائی میں ایک بیڈ روم میں داخل ہوئی تو وہاں قالین پر ایک مرد اور عورت بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عورت ماریا تھی

”تم۔ تم کیا چاہتی ہو۔ تم مجھے بتاؤ۔ میں نے کیا جرم کیا ہے۔ میرا تو کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“..... روکھم نے تقریباً رو دینے والے لبھے میں کہا۔

”یہاں پیشل ہیلی کا پڑر پر مشینزی لائی گئی جو تمہارے منتیات کے گودام والے احاطے میں اتاری گئی اور پھر وہاں سے اسے تمہارے کلب کے تہہ خانوں میں پہنچا دیا گیا۔ پھر وہاں سے اس مشینزی کو خفیہ طور پر کہیں لے جایا گیا۔ تم نے بتانا ہے کہ یہ مشینزی کہاں فٹ ہے اور کس کی تحویل میں ہے لیکن یہ بتا دوں کہ ان باتوں کا علم ہمیں پہلے سے ہے۔ یہ باتیں تم سے اس لئے پوچھی جا رہی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ تم سچ بولتے ہو یا نہیں اور یہ سن لو کہ جیسے ہی تمہارے منہ سے جھوٹ نکلا تمہاری بیوی کی گردن کٹ گئی اور پھر اسی طرح تمہارے دونوں بچوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ تم سے اصل بات پھر بھی پوچھی جائے گی۔ بولو،“..... جولیا نے غارتے ہوئے لبھے میں کہا۔

”م۔ م۔ میں سچ بتاؤں گا۔ میری بیوی اور بچوں کو کچھ مت کہو۔“..... روکھم نے بے اختیار کا پنٹے ہوئے لبھے میں کہا۔

”تو پھر بولو۔ جلدی کرو وقت مت ضائع کرو،“..... جولیا نے تیز لبھے میں کہا۔

”یہ مشینزی ایک مین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر کی تھی۔ یہاں اس کا خاص ایجنسٹ ڈیوک موجود ہے۔ اس سے پہلے بھی میں یہاں اس

کچھ پانی روکھم کے حلق سے نیچے اتر گیا تو جوزف نے بوقت ہٹائی اور اسے بند کر کے ایک طرف رکھ دیا اور خود وہ جولیا کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

”تم بھی بیٹھ جاؤ،“..... جولیا نے کہا۔
”نہیں میڈم۔ آپ بس کی نمائندگی کر رہی ہیں اس لئے میں بیٹھ نہیں سکتا۔“..... جوزف نے سپاٹ لبھے میں جواب دیا تو جولیا صرف سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ چند لمحوں بعد روکھم کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اور پھر اس نے یک لخت آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جب وہ اس کوشش میں ناکام رہا تو اس کی دھنڈلی آنکھوں میں یک لخت شعور کی چمک ابھر آئی۔

”تم۔ تم اور یہاں۔ تم تو چلے گئے تھے۔ پھر۔ پھر کیا مطلب،“ روکھم نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انہیں دیکھ کر انہماں جیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”تم نے پہلے بھی تمہاری بیوی اور بچوں کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ صرف ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا جنہوں نے ہم پر حملہ کیا تھا اور اب بھی تمہاری بیوی اور دونوں بچے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں لیکن ایک لمحے میں تمہاری بیوی اور دونوں بچوں کی گرد نیں اس طرح کافی جا سکتی ہیں جیسے مرغیوں کی گرد نیں لکتی ہیں،“..... جولیا نے بڑے سفاک سے لبھے میں کہا۔

جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

”تم نے ڈیوک سے بات نہیں کی کہ عورت اور مرد تو یہاں موجود نہیں ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”میں نے فون کیا تھا لیکن وہ کسی نائٹ کلب چلے گئے تھے اور اس کے آدمی روبن نے بتایا کہ اب صحیح بات ہو سکتی ہے جس پر میں خاموش ہو گیا“..... روہنم نے جواب دیا۔

”کہاں رہتے ہیں وہ“..... جولیا نے پوچھا۔

”مم۔ مم۔ مجھے معلوم نہیں ہے“..... روہنم نے رک رک کر کہا۔

”جوزف۔ اس کی بیوی کی گردن کاٹ دو۔ اب یہ جھوٹ بول رہا ہے“..... جولیا نے کرسی کی سائیڈ پر کھڑے جوزف سے کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف نے بڑے سفاک لبجے میں کہا اور جیب سے خچر نکال کر وہ تیزی سے بیٹھ پر بے ہوش پڑی روہنم کی بیوی ماریا کی طرف بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ“۔ روہنم نے یکاخت نہیانی انداز میں چھختے ہوئے کہا۔

”بیٹھ کے پاس کھڑے رہو۔ اب یہ جھوٹ بولے تو گردن کاٹ دینا“..... جولی نے سپاٹ لبجے میں کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف نے جواب دیا تو روہنم نے تیز تیز لبجے میں اس عمارت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو لورگو شہر کے شمال مشرق میں واقع تھی۔ وہ ایکی عمارت تھی اور اس کی

کے لئے کام کرتا تھا۔ پھر ڈیوک اور پیگی آگئے اور مجھے انہوں نے وقتی طور پر فارغ کر دیا۔ یہ مشینزی ڈیوک کے لئے آئی تھی۔ وہ میں نے اپنے احاطے میں اتروائی اور پھر وہاں سے مشینزی میرے کلب کے تھہ خانوں میں پہنچائی گئی جہاں سے خفیہ راستے سے ڈیوک کے آدمی اسے لے گئے“..... روہنم نے جواب دیا۔

”کس کام کے لئے ہے یہ مشینزی“..... جولیا نے پوچھا۔

”ڈیوک نے بتایا تھا کہ میک اپ چیک کرنے اور ٹارگٹ کو جلا کر راکھ بنا دینے کے لئے یہ مشینزی استعمال ہوتی ہے۔ اسی سے مجھے بتایا تھا کہ مارتو ایریا میں بلیک تھنڈر کی جو لیبارٹری ہے اس پر ایشیا کے ایک ملک کے ایجنت حملہ کرنے آ رہے ہیں اور ان کے خاتمے کے لئے ڈیوک اور اس کی بیوی پیگی کو یہاں بھیجا گیا ہے اور مشینزی بھی اسی مقصد کے لئے بھجوائی گئی ہے تاکہ جیسے ہی پاکیشیائی ایجنت میک اپ کر کے یہاں پہنچیں یہ مشینزی انہیں مار کرے اور پھر انہیں دوسری مشین کے ذریعے ریز ڈال کر راکھ کر دیا جائے۔

ڈیوک کے مجرم یہاں پورے لورگو میں پھیلے ہوئے ہیں ڈیوک نے مجھے فون کر کے بتایا تھا کہ ایک قوی ہیکل جبشی اور ایک سوکس نژاد عورت یہاں میری رہائش گاہ میں داخل جراہ ہوئے ہیں

اور اندر موجود ہیں جس پر میں نے اپنے آدمیوں کو ان کی ہلاکت کے لئے بھیجا مگر پھر اطلاع ملی کہ میرے سب آدمی ہلاک ہو گئے ہیں تو میں یہاں آ گیا۔ اب پھر تم دونوں آگئے ہو“..... روہنم

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اب اس طرح بات کر رہا تھا جیسے اپنے کسی ساتھی کو سب کچھ بتا رہا ہو۔

”ڈیوک اور پیگی کے ساتھ کتنے افراد ہیں؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ ویسے میرا خیال ہے کہ دس بارہ افراد ڈیوک کے ساتھ ہیں اور دس بارہ پیگی کے ساتھ“..... روہنم نے جواب دیا۔

”ڈیوک کا فون نمبر کیا ہے؟“..... جولیا نے پوچھا تو روہنم نے فون نمبر بتا دیا۔

”جوزف۔ اسے آف کر دو“..... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو خیبر ہاتھ میں لئے روہنم کے قریب موجود تھا اور پھر جوزف نے بھلی سے بھی زیادہ تیزی سے ہاتھ میں موجود خیبر روہنم کی شمیرگ میں اتار دیا۔ روہنم بندھے ہونے کے باوجود کسی ذبح ہونے والے بکرے کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کی گردن سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ جوزف نے اس کی گردن میں دستے تک اترنا ہوا خیبر کھینچا اور اسے بڑے ٹھینکان سے اس کے لباس سے صاف کرنے لگا۔

”اس کی بیوی اور بچوں کے بارے میں کیا کرنا ہے؟“..... روہنم کے ساتھ ہوتے ہی جوزف نے پوچھا۔

”انہیں رہنے دو۔ یہ بے گناہ ہیں اور پھر ہمارے بارے میں

خاص نشانی یہ تھی کہ اس عمارت کی سائیڈ پر ایک اوپنچا مینار تھا جس کے اوپر میک اپ چیک کرنے والی مشینری اور دوسری مشینری کے آلات لگائے گئے تھے۔

”اس عمارت کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم کیونکہ پہلے یہاں ماتو قبیلے کا سردار ماتو رہتا تھا۔ لیبارٹری کی حفاظت اسی کے ذمے تھی۔ پھر ڈیوک اور پیگی کے آنے پر اسے لیبارٹری اریਆ میں بھجوa دیا گیا اور ڈیوک اور پیگی یہاں قابض ہو گئے۔ یہ مینار ماتو قبیلے کی عمارت کا خصوصی نشان ہوتے ہیں“..... روہنم نے جواب دیا۔

”تم کہہ رہے ہو کہ سردار ماتو کسی قبیلے کا سردار ہے جبکہ سردار ماتو لیبارٹری کی حفاظت پر بھی تعینات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک قبائلی سردار اس انداز میں کسی لیبارٹری کی حفاظت کر سکے؟“..... جواب نے کہا۔

”سردار ماتو کا قبیلہ اس لیبارٹری کے گرد موجود ہے اور اس بلیک تھنڈر نے باقاعدہ خریدا ہوا ہے۔ وہاں کی حفاظت کے لئے سردار ماتو کو باقاعدہ ایکریمیا بھجوa کر چار سالوں تک اسے ٹریننگ دلوائی گئی ہے۔ پھر اسے یہاں تعینات کیا گیا ہے۔ اب وہ لیبارٹری اریਆ میں چلا گیا ہے اور اس کی جگہ ڈیوک اور پیگی کو بھیجا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں بلیک تھنڈر کے سپر ایجنت ہیں“..... روہنم نے

گئی۔

”میدم۔ عقی سائید سے نکل چلیں۔ ہو سکتا ہے کہ فرنٹ پر کوئی گمراہ کرنے والا موجود ہو۔“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ۔“..... جولیا نے کہا اور سائید گلی کی طرف مڑ گئی۔ کوئی سے نکل کر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے جو وہاں سے کافی فاصلے پر موجود تھی۔

انہیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمیں اب فوری طور پر اس ڈیوک اور پیگنی کی رہائش گاہ میں موجود مشینزی کو تباہ کرنا ہے۔..... جولیا نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ اس وقت سور ہے ہوں گے اس لئے ہم آسانی سے اندر پہنچ جائیں گے۔“..... جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ وہ پرائیجنت ہیں تو لامحالہ انہوں نے وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ ہمارے لئے سب سے اہم اس کی مشینزی ہے اس لئے یہاں اس کوئی کی تفصیل سے تلاشی لو۔ یہ روکھم ٹھیکیت کے بڑے ریکٹ کا سربراہ تھا اور بقول اس کے ڈیوک کے آنے سے پہلے وہ یہاں بلیک تھنڈر کا نمائندہ بھی تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی میزاں گن یا وارلیس چارجر ڈائنا میٹ یا بھم موجود ہوں۔“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میدم۔“..... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صاف شدہ خبر اپنی جیب میں ڈالا اور پیروںی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بھی اس کمرے سے باہر آ گئی۔ پھر وہ برآمدے میں ہی رک گئی۔ ھوڑی دیر بعد جوزف واپس آ گیا لیکن وہ خالی ہاتھ تھا۔

”نہیں میدم۔ یہاں کوئی اسلحہ موجود نہیں ہے۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب تو وہاں پہنچ کر ہی کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔“..... جولیا نے کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ

Scanned and Uploaded By Nadeem

اپنا لباس اٹھایا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا بات ہے ڈیز“..... پیگی نے یکنخت اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”روبن نے کوئی مشکوک جوڑا پکڑا ہے۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔“

ڈیوک نے کہا اور واش روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

پیگی اسی طرح بیڈ پر بیٹھی رہی۔ جیسے بیٹھے بیٹھے سورہی ہو۔ اس کی

آنکھیں البتہ تھوڑی سی کھلی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اچانک وہ

ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا لباس اٹھایا۔

اسی لمحے ڈیوک واش روم سے باہر آ گیا۔ اس نے اپنا لباس پہنا ہوا تھا۔

”دکھپرو۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ میں بھی لباس تبدیل کر لوں۔“..... پیگی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لباس تبدیل کر کے آ جاؤ۔“..... ڈیوک نے کہا اور

دروازہ کھول کر وہ بیڈ روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک

کمرے میں پہنچا جہاں مشینری نصب تھی اور رو بن اور جیگر دونوں

وہاں موجود تھے۔ یہاں اس عمارت میں ڈیوک اور پیگی کے علاوہ

صرف رو بن اور جیگر تھے جو مشینری کے ساتھ ہی ایکریمیا سے

آئے تھے اور ان کی ڈیوٹی مشینری کو آپریٹ کرنے کی تھی لیکن

چونکہ دونوں چوبیں گھنٹے ڈیوٹی نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے

آپس میں دو شفیعیں بنالی تھیں۔ بارہ گھنٹے رو بن اور بارہ گھنٹے جیگر

ڈیوک اور پیگی دونوں مدھوشی کے عالم میں سوئے ہوئے تھے کہ ڈیوک کے ذہن میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں پڑنے لگیں۔

پہلے تو وہ اسے اپنا خواب سمجھا لیکن پھر اس کا شعور بیدار ہو گیا اور دوسرے لمحے وہ یکنخت ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ دروازہ مسلسل پھینکا

جا رہا تھا۔ ڈیوک اچھل کر بیڈ سے نیچے اترنا اور تیزی سے دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جسم پر سلپینگ سوت تھا۔

”کون ہے؟“..... ڈیوک نے اوپھی آواز میں پوچھا۔

”روبن ہوں باس۔ میں نے ایک مشکوک جوڑا پکڑا ہے۔“..... پھر

سے رو بن کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا۔

”میں آ رہا ہوں۔“..... ڈیوک نے اوپھی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹ آن کی تو بیڈ پر سوئی ہوئی پیگی تیز

لائٹ آن ہونے کی وجہ سے کسمانے لگی۔ ڈیوک نے جلدی سے

چاہئے اس لئے میں نے آپ کو جھگایا ہے۔..... روبن نے کہا۔

”کیا ان کے فوری ہوش میں آ جانے کا خطرہ تھا۔..... ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں بار۔ شاکم ریز کا شکار بغیر اینٹی کے کسی صورت بہتر گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔..... روبن نے جواب دیا۔

”تو پھر صحیح مجھے بتا دینا تھا۔ کیا ضروری تھا کہ تم ہمیں اس وقت ڈسٹرپ کرتے۔..... ڈیوک نے اس بار غصیلے لمحے میں کہا۔ اسی لمحے پیگی بھی اندر آگئی۔

”کیا ہوا ہے۔ کون لوگ ہیں یہ۔..... پیگی نے پوچھا۔

”ان احقوں نے اس طرح ہمیں جھگایا تھا جیسے ان پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ بقول ان کے کار میں ایک نیگر و مرد اور ایک غیر ملکی عورت بیٹھے مشکوک انداز میں اس عمارت کی نگرانی کر رہے تھے اور یہ انہیں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے یہاں لے آئے۔..... ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً وہی ہوں گے جو روہتم کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تھے اور اس کی اطلاع سابو نے دی تھی۔ لیکن پھر سابو نے دوبارہ کوئی اطلاع ہی نہیں دی۔..... پیگی نے چونک کر کہا۔

”اب اٹھ ہی گئے ہیں تو انہیں بھی دیکھ لیتے ہیں۔..... ڈیوک نے کہا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پیگی اس کے

دونوں مشینوں پر کام کرتے تھے۔ ویسے عام طور پر دن کے وقت جیگر کام کرتا تھا اور رات کو روبن مگر اس وقت وہ دونوں مشین روم میں موجود تھے۔

”کیا ہوا ہے۔ کون ہے وہ مشکوک جوڑا اور کہاں ہے۔..... ڈیوک نے اندر داخل ہوتے ہی دنوں سے مخاطب ہو کر کہا جواب اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

”باس۔ ایک جبشی مرد اور ایک غیر ملکی عورت کو مشکوک انداز میں اس عمارت کی نگرانی کرتے ہوئے چیک کیا گیا ہے تو ان پر شاکم ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جیگر انہیں ان کی کار سمیت اندر لے آیا ہے اور ان دنوں کو ساتھ والے بڑے کمرے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ان کی جیبوں سے مشین پسٹل اور سیل فون بھی نکلا ہے۔..... روبن نے کہا۔

”کیا وہ میک اپ میں ہیں۔..... ڈیوک نے پوچھا۔

”نہیں بار۔ وہ میک اپ میں نہیں ہیں۔..... روبن نے جواب دیا۔

”یہ دونوں وہی نہ ہوں جن کے بارے میں سابو نے اطلاع دی تھی کہ وہ روہتم کی رہائش گاہ میں جراں داخل ہو گئے ہیں لیکن پھر وہ یہاں کیسے آ گئے۔..... ڈیوک نے کہا۔

”باس۔ جیگر تو کہہ رہا تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کئے بغیر کوئی بڑا قدم نہیں اٹھانا

”ہونہے۔ ٹھیک ہے۔ انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دو اور پھر انہیں ہوش میں لے آؤ اور ہمارے لئے بھی کریاں منگواؤ۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”آپ آفس میں بیٹھیں میں جیگر کے ساتھ مل کر تمام بندوبست کرتا ہوں۔“..... روبن نے کہا۔

”انہیں ہوش میں ہمارے سامنے لانا پہلے نہیں۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”لیں باس۔“..... روبن نے کہا تو ڈیوک پیگی کو ساتھ لے کر واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں مالٹی بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی اس کے سیکشن انچارج کی آواز سنائی دی۔

”مالٹی۔ سابو کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے تمہیں۔“..... ڈیوک نے پوچھا۔

”باس۔ آپ اور اس وقت۔ نہیں باس۔ سابو نے مجھے کوئی رپورٹ نہیں دی۔“..... مالٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے اس نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے ایک جوڑے کو مشکوک سمجھ کر ان کی نگرانی کی تھی اور یہ جوڑا اسکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنگل مینجر روہتم کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا جس پر میں نے اسے مزید نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ہی روہتم کو اس

پیچھے تھی اور اس کے پیچھے روبن تھا جبکہ جیگر مشینزی کے پاس ہی رک گیا تھا۔ اس بڑے کمرے کے فرش پر ایک دیوہیکل نیگرو اور ایک سوئس نژاد عورت ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

”یہ میک آپ میں تو نہیں ہیں۔“..... پیگی نے پوچھا۔
”نہیں۔“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تو پھر کیا شک پڑا ہے ان پر۔“..... پیگی نے کہا۔

”میڈم۔ یہ دونوں کار میں بیٹھے اس انداز میں عمارت کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے اندر جانے کے لئے کوئی راستہ تلاش کر رہے ہوں۔ پھر ان کی جیبوں سے مشین پسل اور سیل فون بھی نکلے ہیں۔“..... روبن نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی یہ دونوں مشکوک ہیں۔ میرے خیال میں انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے۔“..... پیگی نے کہا۔

”یہ میرے خیال میں وہی ہیں جن کی اطلاع سابو نے دی تھی کہ وہ روہتم کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ اب ان کا یہاں پہنچ جانا خاصا خطرناک ہے۔ ان سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”باس۔ روہتم نے آپ کو کال بھی کی تھی لیکن آپ اس وقت نائٹ کلب جا چکے تھے اس لئے میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ اب صحیح بات ہو سکتی ہے۔“..... روبن نے کہا۔

رہے ہیں۔۔۔ ڈیوک نے کہا تو پیگی بے اختیار نہ پڑی۔

”یہ دونوں بہر حال میک اپ میں تو نہیں ہیں اور ہیں بھی غیر ملکی اس لئے ان کا کوئی تعلق پا کیشیائی ایجنٹوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ لوگ اس انداز میں کیوں یہاں کام کر رہے ہیں،۔۔۔ پیگی نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ روکٹم کے نشیات کے کاروبار کے کسی مخالف گروپ سے متعلق ہیں۔۔۔ ڈیوک نے کہا۔

”تو پھر یہاں یہ لوگ کیوں آئے ہیں،۔۔۔ پیگی نے کہا۔ ”یہی بات تو ان سے معلوم کرنی ہے،۔۔۔ ڈیوک نے کہا تو پیگی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تقریباً پچیس منٹ بعد روبن اندر داخل ہوا۔

”بندوبست ہو گیا ہے باس،۔۔۔ روبن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں ایک رپورٹ کا انتظار ہے۔ وہ مل جائے تو ہم آتے ہیں۔ انہیں ہوش تو نہیں دلایا،۔۔۔ ڈیوک نے کہا۔

”نو باس۔ دونوں ہی بے ہوش ہیں،۔۔۔ روبن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ان کا خیال رکھو۔ ہم آ رہے ہیں،۔۔۔ ڈیوک نے کہا تو روبن واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو ڈیوک نے اٹھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

کے کلب فون کر کے اطلاع دے دی تھی۔ اس نے بتایا کہ اس کی بیوی ماریا نے اسے فون کیا ہے کہ وہ جلد واپس آ جائے۔ اس کے بعد میں اور پیگی بیڈ روم میں چلے گئے۔ روبن بتا رہا ہے کہ روکٹم نے کال کی تھی لیکن اسے کہا گیا کہ صحیح مجھ سے بات ہو سکتی ہے۔ سابو نے البتہ کوئی رپورٹ نہیں دی۔ تم سابو سے رابطہ کر کے کہو کہ وہ مجھے کال کرے۔ میں آفس میں ہوں،۔۔۔ ڈیوک نے تیز بے میں کہا۔

”لیکن باس۔ اس وقت آپ آفس میں کیوں ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے،۔۔۔ مالٹی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ ”ہاں۔ روبن نے ایک جوڑے کو مشکوک مجھ کر بے ہوش کر دیا ہے اور پھر اس نے صحیح کا انتظار کئے بغیر مجھے اور پیگی کو اٹھا دیا ہے۔ اب میں نے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی جوڑا ہو جو روکٹم کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا لیکن ان سے پوچھ گچھ سے پہلے میں سابو سے تفصیلی رپورٹ لینا چاہتا ہوں۔“ ڈیوک نے کہا۔

”لیں باس۔ میں اس سے رپورٹ لے کر آپ کو کال کر ہوں،۔۔۔ مالٹی نے جواب دیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

”تم براہ راست میں فون پر سابو سے رپورٹ لے لیتے،۔۔۔ پیگی نے کہا تو ڈیوک بے اختیار نہ پڑا۔

”ماختوں پر رعب ڈالنا پڑتا ہے کہ ہم اس وقت بھی کام کر

ہٹایا اور بوقل کا دہانہ اس سوکس نژاد عورت کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوقل ہٹائی اور اسے نیگرو کی ناک سے لگا دیا اور پھر بوقل ہٹا کر اس نے اس کا ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ ڈیوک اور پیگی کی کرسیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ ڈیوک اور پیگی دونوں کی نظریں ان بے ہوش افراد پر جمی ہوئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد اس عورت کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور اس کے چند لمحوں بعد ایسے ہی آثار اس نیگرو کے جسم میں بھی پیدا ہو گئے۔ اس عورت نے ہوش میں آنے پر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمما کر رہ گئی۔ البتہ اب وہ حیرت سے ڈیوک، پیگی، رو بن اور اس کمرے کو دیکھ رہی تھی۔

”کون ہوتم اور میں کہاں ہوں؟“..... اس عورت نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کیا نام ہے تمہارا؟“..... ڈیوک نے سخت لجھے میں کہا۔

”میرا نام جولیانا ہے اور میں سیاح ہوں۔ میرے پاس میں الاقوامی ادارہ سیاحت کا کارڈ ہے اور یہ میرا گائیڈ اور باڈی گارڈ ہے جوزف۔ اس کے پاس بھی میں الاقوامی ادارہ سیاحت کا کارڈ موجود ہے۔ مگر تم کون ہو اور تم نے ہمیں یہاں اس انداز میں کیوں باندھا ہوا ہے؟“..... اس عورت نے تیز تیز لجھے میں بات کرتے

”لیں۔ ڈیوک بول رہا ہوں،“..... ڈیوک نے تیز لجھے میں کہا۔ ”مالٹی بول رہا ہوں بس۔ سابو کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا۔ نہ لینڈ لائن فون کال کا اور نہ میل فون کال کا،“..... مالٹی نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کیوں۔ اوہ۔ وہ یقیناً گھری نیند سو گیا ہو گا۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”لیں بس۔ سارا دن اس نے ڈیوٹی دی ہے اس لئے ایسا ہی ہو گا،“..... مالٹی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ صحیح ہے،“..... ڈیوک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”وہ واقعی سو گیا ہو گا۔ یہ تو اس احمق رو بن نے ہمیں جگایا ہے،“..... ڈیوک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ تربیت یافتہ نہیں ہیں اس لئے گھبرا گئے تھے۔“..... پیگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم کے ساتھ واٹے بڑے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں دونوں بے ہوش افراد رسیوں سے کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے جبکہ ان سے کافی فاصلے پر دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ڈیوک اور پیگی ان دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”اب انہیں ہوش میں لے آؤ،“..... ڈیوک نے رو بن سے کہا۔

”لیں بس،“..... رو بن نے کہا اور جیب سے ایک بوقل نکال کر وہ ان بے ہوش افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوقل کا ڈھکن

جولیانا کی کرسی کے عقب میں پہنچ گیا۔ پیگی اسے اس انداز میں دوڑتے دیکھ کر چونک پڑی جبکہ الماری کی طرف بڑھتا ہوا روبن بھی رک کر اور مڑ کر اسے دوڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔“..... ڈیوک نے جھک کر جولیا کی پشت اور جوزف کی پشت پر موجود رسیوں پر گہری نظریں ڈالتے ہوئے اس بار اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا تھا؟“..... پیگی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ ”اس جبشی کی بات سن کر مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ یہ تربیت یافہ ایجنت ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ انہوں نے رسیاں کھول لی ہوں کیونکہ روبن تو تربیت یافہ نہیں ہے۔“..... ڈیوک نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے پیگی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن تم انہیں زندہ کیوں رکھے ہوئے ہو۔ گولی مار کر ایک طرف پھینکو۔“..... پیگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ ابھی سب کچھ سچ بتا دے گی۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔“ ڈیوک نے جواب دیا جبکہ روبن اس دوران پھر الماری کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”اب میری طرف سے اجازت ہے جوزف“..... اچانک جولیا نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ہوئے کہا جس نے اپنا نام جولیانا بتایا تھا۔

”سیاح جیبوں میں مشین پسل ڈالنے نہیں گھومنے اس لئے جو چ ہے وہ بتا دو۔“..... ڈیوک نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”بین الاقوامی سیاح ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں ہمیں کسی بھی انداز کے خطرے سے نہ نہنا پڑ سکتا ہے اس لئے مشین پسل اپنی حفاظت کے لئے ہم ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر روٹم کی رہائش گاہ میں جبرا داخل ہوئے تھے۔ کیوں؟“..... ڈیوک نے پوچھا۔ ”ہم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی روٹم سے کیا تعلق؟“..... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔

”روبن۔ الماری سے خبر اٹھا لاؤ اور اس جولیانا کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ مسلسل جھوٹ بول رہی ہے۔“..... ڈیوک نے کہا۔

”لیں باس۔“..... روبن نے کہا اور مڑ کر ایک کونے میں رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”میڈم۔ مجھے صرف آپ کی اجازت درکار ہے۔“..... اچانک جولیا کے ساتھ خاموش بیٹھے ہوئے جوزف نے جولیا کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔“..... ڈیوک نے یکخت اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا

چونک کر کہا۔

”کس بات کی اجازت دے رہی ہو تم اے“..... ڈیوک نے ”مرنے سے پہلے دعا مانگنے کی۔ ظاہر ہے تم نے ہمیں مار ڈالنا ہے حالانکہ جو کچھ تم سمجھ رہے ہو وہ سب غلط ہے۔ ہم واقعی سیاح ہیں“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اطمینان، تمہارا حوصلہ اور ان حالات میں تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم عام سیاح نہیں ہو بلکہ تربیت یافتہ ایجنت ہو۔ بہر حال میرا وعدہ ہے کہ تم اگر سچ بتا دو کہ تم کون ہو تو میں تمہیں زندہ چھوڑنے کا بھی سوچ سکتا ہوں“..... ڈیوک نے کہا۔

”جو میں نے بتایا ہے وہی سچ ہے“..... جولیا نے جواب دیا۔ اس دوران روبن خخبر اٹھائے جولیا کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا لیکن جولیا تک پہنچنے سے پہلے وہ جیسے ہی جوزف کی کرسی کے قریب پہنچا اچانک تڑپڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی روبن چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور ایک دھماکے سے ڈیوک اور پیگی سے جا لکرایا۔ ڈیوک اور پیگی دونوں اچانک دھکا لگنے سے کرسیوں سمیت الٹ کر نیچے جا گرے اور پھر اس سے پہلے کہ اس اچانک افتاد سے وہ سنبھلتے ڈیوک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے پر کسی نے پورا پھاڑ دے مارا ہو۔ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکخت تاریک پڑ گیا۔

چند لمحوں بعد جب یہ تاریکی دور ہوئی تو ڈیوک کو ایک لمحے کے

لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم کسی پکے ہوئے چھوڑے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں لیکن پھر اس نے ایک جھکٹے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ محسوس کر کے دھماکہ سا ہوا کہ اس نے تو یہ سمجھا تھا کہ دماغ پر چھا جانے والی تاریکی صرف چند لمح رہی تھی لیکن جب اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو یہ محسوس کر کے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کہ وہ فرش پر پڑا ہونے کی بجائے اس کری پر بیٹھا ہوا تھا جس پر پہلے جولیانا بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کو رسی کی مدد سے کرسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر پیگی بھی رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی لیکن اس کی گردن ڈھلنی ہوئی تھی جبکہ سامنے رو بن کی لاش پڑی تھی۔ اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ سامنے کرسی پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ جوزف کمرے میں موجود نہ تھا۔

”تم واقعی انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک ہو ڈیوک۔ تمہیں میرے اندازے سے بہت پہلے خود خود ہوش آ گیا ہے“..... جولیا نے بڑنے نرم سے لمحے میں کہا۔

”یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ میں نے تو رسیاں چیک کی تھیں“۔ ڈیوک نے قدرے ہکلاتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”تم نے میرے ساتھی جوزف کی طاقت چیک نہیں کی تھی۔ یہ رسیاں توڑنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے اور اسی بات کی

Scanned and Uploaded By Nadeem

وہ مجھ سے اجازت طلب کر رہا تھا،..... جولیا نے جواب دیئے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

”دوسرے آدمی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دونوں مشینوں کو فائر کر کے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے“..... جوزف نے باقاعدہ جولیا کو روپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ڈیوک اور پیگی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ دونوں سپر ایجنت ہیں اس لئے یہ رسیاں کھول سکتے ہیں“ جولیا نے کہا۔

”اس عورت کو آپ نے کیوں زندہ رکھا ہوا ہے۔ اسے ختم کر دیں“..... جوزف نے کہا۔

”ابھی نہیں“..... جولیا نے جواب دیا تو جوزف خاموشی سے چلتا ہوا ان دونوں کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا تو ڈیوک نے اپنی انگلیوں کو ساکت کر لیا ورنہ وہ واقعی اس دوران گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تم کیا چاہتی ہو“..... ڈیوک نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب ان دونوں کو کسی اور انداز میں چکر دینا چاہتا تھا۔

”تمہارا نمبر ٹو کون ہے“..... جولیا نے پوچھا تو ڈیوک بے اختیار چونک پڑا۔

”نمبر ٹو۔ کیا مطلب“..... ڈیوک نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اور پیگی دونوں کے سیکشن کے افراد یہاں تمہارے تحت کام کر رہے ہیں۔ تمہارے آدمی سابو نے ہماری مشینی نگرانی کی تھی۔ ہم نے اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور اس کی مشین توڑ دی تھی“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نه میرا کوئی آدمی سابو ہے اور نہ ہی میرا کوئی سیکشن یا اور آدمی ہیں۔ ہمارا تعلق تو نشیات کے ایک بین الاقوامی ریکٹ بلیک ڈاٹ سے ہے“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تمہارے آدمی روبن نے تمہاری بے ہوشی کے دوران ہمیں تمہارے بارے میں اور مشینوں کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ تم دونوں کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے اور یہ دونوں مشینیں بھی بلیک تھنڈر کے سینکڑہ ہیڈ کوارٹر کے حکم پر یہاں بھجوائی گئی ہیں اور رو بن اور جیگر دونوں مشینوں کے آپریٹر ہیں اور مشینوں کے ساتھ ہی ایکریمیا سے آئے ہیں اور یہ دونوں مشینیں میک اپ چیک کرنے والی ریز اور ٹارگٹ پر فائر کر کے راکھ کر دینے والی ریز پر مشتمل ہیں اور ان کی ریخ لورگو شہر کے چاروں طرف دس کلومیٹر تک ہے اور تم دونوں یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آئے ہو اور پاکیشیائی ایجنت ظاہر ہے میک اپ میں ہی یہاں آ سکتے ہیں“..... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”دنبھیں۔ اس نے غلط بتایا ہے۔ میرا یا پیگی کا کوئی سیکشن نہیں

ہے”..... ڈیوک نے کہا۔

”جوزف۔ پیچھے سے سائیڈ پر ہو جاؤ۔ میں ان دونوں کو ختم کرنے والی ہوں“..... جولیا نے جیب سے مشین پٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ“..... ڈیوک نے یکخت ہندیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا کیونکہ اس کے طویل تجربے نے اسے بتا دیا تھا کہ جولیا اب فائز کھولنے ہی والی ہے۔ اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والے مخصوص تاثرات اور چہرے پر پھیل جانے والی سفاکی نے اس کے ذہن کو واقعی جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ ”میرے نمبر ٹو کا نام ماٹی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اور گو میں سے اس کے تحت آٹھ آدمی ہیں جبکہ پیگی کے ماتحت کا نام پنس ہے اور اس کے بھی آٹھ ساتھی ہیں اور یہ سب ماٹی کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کی مخصوص فورس چاگو بھی ماٹی کے تحت کام کر رہی ہے“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تم نے اپنی اور پیگی کی زندگی بچالی ہے۔ ہم نے واپس چکا جانا ہے۔ ہمارا پاکیشائی ایجنٹوں سے کوئی تعلق نہیں۔ روہنم کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ روہنم نے تمہارا نام لیا تھا کہ تم اس کے سربراہ ہو اس لئے ہم یہاں آ گئے تھے۔ اب تم تفصیل سے ہمیں بتاؤ کہ ماٹی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا فون نمبر بتاؤ اور اسے فون کر

کے کہہ دو کہ وہ ہمارے خلاف کام کرنا بند کر دے“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فون کر دیتا ہوں۔ میرا فشایت سے کوئی تعلق نہیں ہے“..... ڈیوک نے کہا۔ اسے دل ہی دل میں سرت ہو رہی تھی کہ اس کی جان فتح رہی ہے اور پھر اس نے ماٹی کے ہیڈ کوارٹر کی تفصیل اور اس کا فون نمبر بتا دیا۔

”جوزف۔ جا کر کارڈ لیں فون پیس لے آؤ“..... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں میدم“..... جوزف نے کہا اور اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم نے ہماری مشینیں کیوں تباہ کر دیں۔ وہ تمہارے خلاف تو استعمال نہیں ہو رہی تھیں“..... ڈیوک نے کہا۔

”ہمارا خیال تھا کہ یہ مشینیں یہاں ہمارے خلاف کام کر سکتی ہیں۔ یہ تو بعد میں جیگر نے بتایا کہ یہ مشینیں کس ٹائپ کی تھیں“۔ جولیا نے جواب دیا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈ لیں فون پیس موجود تھا۔

”اس کے باتے ہوئے نمبر پر لیں کر کے فون پیس اس کے کان سے لگا دو“..... جولیا نے کہا اور اسی لمحے ڈیوک کے دل میں سرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ جیسے ہی جوزف اس کے عقب سے ہٹا

تھا اس نے دوبارہ گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی اور اب گانٹھ اس کی انگلیوں کی گرپ میں آ گئی تھی اور اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ گانٹھ کو کیسے کھولا جا سکتا ہے کیونکہ ہر قسم کی گانٹھیں کھولنے کی اس نے باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی تھی جبکہ اس دوران جوزف نے نمبر پر لیں کر کے فون اس کے کان سے لگا دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے لاڈوڑ کا بٹن بھی پر لیں کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجھنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگ گئی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ مالٹی بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی مالٹی کی آواز سنائی دی۔

”ڈیوک بول رہا ہوں مالٹی“..... ڈیوک نے کہا۔

”لیں باس۔ اس پکڑے جانے والے جوڑے سے کچھ معلوم ہوا ہے“..... مالٹی نے کہا۔

”ان دونوں کا کوئی تعلق پاکیشیائی ایجنٹوں سے نہیں ہے۔ یہ روختم کے پیچھے آئے تھے اس لئے میں نے انہیں واپس بھجوادیا ہے۔ تم بھی اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اب ان کی نگرانی نہ کی جائے“۔ ڈیوک نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جوزف نے فون آف کر کے اسے پیچھے ہٹا لیا اور پھر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ڈیوک نے گانٹھ کھول لی۔ گانٹھ کھولتے ہی رسیار ڈھیلی پڑ گئیں اور ڈیوک

اپنے بازوؤں کو رسیوں سے نکالنے ہی لگا تھا کہ تر تر تراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے سینے میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔

”تمہارا کیا خیال تھا۔ میں تمہاری طرف سے غافل ہوں“۔ ڈیوک کے کانوں میں جولیا کی آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔ اس کا سانس اس کے حلق میں کسی ٹھوں پتھر کی طرح پھنس سا گیا تھا۔

آلہ رکھا ہوا تھا جس کی مدد سے لورگو شہر سے باہر یا باہر سے لورگو شہر میں ہونے والی فون کالوں کو کچھ کیا جا سکے اور گازک اس آئے پر تعینات تھا تاکہ وہ کالیں چیک کرتا رہے اور مشکوک کالز کے ضمیع کو اس آئے کی مدد سے ٹریس کر سکے لیکن پورا دن گزر گیا۔ پھر رات بھی گزر گئی لیکن نہ ہی کوئی مشکوک کال چیک ہوئی اور نہ ہی ماشاتو نے انہیں کسی قسم کی اطلاع دی۔ اب صبح ہو گئی تھی اور ناشتہ کرنے کے بعد گائیکر اور سینڈی دوبارہ اس آفس نما کمرے میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔

”اس طرح کام نہیں ہو گا گائیکر“..... سینڈی نے کہا۔

”تو پھر کس طرح ہو گا تم بتاؤ“..... گائیکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہمیں باہر نکل کر خود پچھ کرنا ہو گا“..... سینڈی نے کہا۔

”کیا کریں۔ یہاں ہر کلب میں سینکڑوں سیاح موجود ہیں اور ہم کس کس کو چیک کریں اور کیسے چیک کریں“..... گائیکر نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں ماشاتو کام نہیں کر رہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بیٹی نے ایسی جدید مشینری یہاں پہنچا دی ہو اور ابھی تک کسی کے میک اپ کو چیک ہی نہ کر سکے ہوں“..... سینڈی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے موجود فون کی گھنٹی نج اٹھی تو گائیکر نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس تھا۔ گازک علیحدہ کمرے میں موجود تھا۔ گائیکر نے وہاں ایک ایسا

نے لاڈر کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”لیں۔ گائیکر بول رہا ہوں،“..... گائیکر نے کہا۔

”ماشاتو بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے ماشاتو کی آواز سنائی دی اور گائیکر اور سینڈی دونوں کے چہروں پر یکخت امید کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... گائیکر نے کہا۔

”جناب۔ یہاں بہت بڑی واردات ہو گئی ہے۔ ڈیوک اور پیکنیک کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کے ہیڈکوارٹر میں موجود مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ مشینری کے دونوں آپریٹرز روبن اور جیگر بھی ہلاک کر دیے گئے ہیں“..... ماشاتو نے کہا اور جیسے جیسے وہ بولتا جا رہا تھا ان دونوں کے چہرے تاریک پڑتے چلے جا رہے تھے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا مشینری نے ان کے میک اپ چیک نہیں کئے تھے“..... گائیکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں جناب۔ اس کے ساتھ ساتھ سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جزل میخ رونگوم کو جس کے ذریعے مشینری ڈیوک کے ہیڈکوارٹر پہنچائی گئی تھی۔ اس کی رہائش گاہ پر اسے ہلاک کر دیا گیا ہے“..... ماشاتو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ سب کام کس نے کئے ہیں“..... گائیکر نے تلخ لبجے میں کہا۔

”دنیں جناب۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ پہلے ایک نیگر مرد اور ایک سوکس نژاد عورت کی اطلاع روکھم کو دی گئی۔ پھر مزید معلوم ہوا کہ روکھم کی رہائش گاہ پر اس کے چودہ تربیت یافتہ افراد، چار ملازم اور چار مسلح دربانوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس اطلاع کے ملنے پر روکھم اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا اور اس نے تمام لاشیں اٹھوادیں۔ آج صبح اس کی بیوی ماریا نے پولیس کو کال کیا۔ تب روکھم کی ہلاکت کا پتہ چلا۔ اس پر مجھے ڈیوک کا خیال آیا تو میں نے وہاں آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی قتل عام ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی ایک مرد اور ایک عورت کی ہے لیکن وہ کون ہیں یہ کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ڈیوک کے سیکشن کے انچارج مالٹی کو بھی اس کا علم ہے۔ البتہ ڈیوک نے مالٹی کو خود فون کر کے بتایا تھا کہ اس کے آدمیوں نے رات گئے ایک عورت اور ایک مرد کو بے ہوش کر کے گرفتار کیا ہے۔ اب ان سے پوچھ چکھ کی جا رہی ہے۔ پھر ڈیوک نے دوبارہ فون کر کے اسے بتایا کہ مرد اور عورت کا پاکیشیائی ایجنسٹوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے انہیں زندہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان سب کی موت کی خبر ملی۔“ ماشاتو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں پاکیشیائی ایجنسٹ تھے۔ انہوں نے یہ ساری کارروائی کر کے اپنا راستہ کھول لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم چیکنگ جاری رکھو“..... گائیکر نے کہا اور اس کے

سے کال کی گئی ہے۔..... گازک نے اسی طرح جھکے جھکے جواب دیا۔
اس کی نظریں آله پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں
جس پر لورگو شہر کا نقشہ موجود تھا اور ایک سرخ رنگ کا نقطہ سکرین پر
حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد نقطہ ایک جگہ رک
گیا اور جانے بھنٹنے لگا تو گازک سکرین کے اور نزدیک ہو گیا۔

”مگرین کالونی۔ کوئی نمبر بارہ“..... گازک نے کہا اور پھر سیدھا
ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آلے کے مختلف بٹن پر لیں
کرنے شروع کر دیئے۔

”باس۔ کال ٹیپ ہو چکی ہے۔ آپ بھی سن لیں“..... گازک
نے کہا تو گائیکر اور سینڈی جواب تک کھڑے تھے سائیڈ پر موجود
کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ہاں سناؤ“..... گائیکر نے کہا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ جولیانا سپیلینگ“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”یہ۔ پنس آف ڈھمپ اشنڈنگ یو“..... چند لمحوں بعد ایک
مردانہ آواز سنائی دی تو گائیکر بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ۔ یہ عمران ہے۔ وہی اپنے آپ کو پنس آف ڈھمپ
کھلواتا ہے۔“..... گائیکر نے کہا۔

”یہاں ہم نے لائن کلیسٹر کر دی ہے۔“..... جولیانے کہا۔

”سنگ ریز کا کیا ہوا ہے۔“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
”ریز آف کر دی گئی ہیں۔ کنگ اور کوئین دونوں کو فل آف کر

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ڈیوک اور پیگی تو سپر ایجنٹ تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔“
سینڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بنگرو تو یقیناً مقامی ہو گا لیکن یہ غیر ملکی سوسی عورت اس کی
موجودگی کی سمجھے مجھے نہیں آئی۔ اگر یہ میک اپ میں ہوتی تو لامحالہ
ڈیوک اسے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی چیک کر چکا ہوتا لیکن ان
دونوں نے جو کارروائی کی ہے اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ
دونوں انتہائی تیز اور مجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے ایک رات
میں اس انداز میں یہ ساری کارروائی مکمل کی ہے کہ کسی کو معمولی سر
شبہ بھی نہیں ہو سکا۔“..... گائیکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
سینڈی اس کی بات کا کوئی جواب دیتی اچانک گازک دوڑتا ہوا
کمرے میں داخل ہوا۔

”باس۔ باس۔ ایک مشکوک فون کال ہے۔ آئیں“..... گازک
نے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا تو گائیکر اور سینڈی
بھی بھل کی سی تیزی سے اٹھ کر دوڑتے ہوئے اس کمرے کی طرف
بڑھ گئے جہاں فون کالیں کچ کرنے والا آله رکھا ہوا تھا لیکن جب
وہ کمرے میں پہنچ تو آله خاموش تھا لیکن گازک اس پر جھکا ہو
تھا۔

”کیا کال ہوئی ہے۔“..... گائیکر نے پوچھا۔

”ایک منٹ باس۔ میں چیک کر لوں کہ یہاں لورگو میں کہاں

مورچہ بندی کر لیتے ہیں اور پھر جیسے ہی یہ سب اکٹھے ہوں ان کی جیپ یا جیپوں کو ہم میز انکوں سے اڑا دیں گے۔ گائیک نے کہا۔
”لیکن کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ ان دونوں کا بیہس پہلے خاتمه کر دیا جائے۔“..... سینڈی نے کہا۔

”یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ کال کر کے وہ جگہ بدل دیں اور پھر ہم الجھ جائیں جبکہ وہاں یہ چھپ نہ سکیں گے۔“..... گائیک نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ چلو پھر۔“..... سینڈی نے کہا۔

”گازک۔ تم بھیں رہو گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ کوئی فون کال کریں۔ تم نے ہمیں اطلاع دیتی ہے۔“..... گائیک نے کہا۔

”دوسرا کال۔ کیا مطلب باس؟“..... گازک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ایجنت ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عین آخری لمحات میں یہ دوبارہ کال کر کے سارا معاملہ ہی بدل دیں اور ہم وہاں احمق بننے کھڑے ان کا انتظار کرتے ہی رہ جائیں۔“ گائیک نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی۔ تم ان سے کم عقل مند نہیں ہو گائیک۔ گذ شو۔“..... سینڈی نے تھیس آمیز لہجے میں کہا۔

”یہ بایس۔ میں چیک کرتا رہوں گا۔“..... گازک نے جواب دیا تو گائیک اور سینڈی مژ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر

دیا گیا ہے۔ البتہ ان کے دربان موجود ہیں لیکن ان کی تعداد کافی ہے اس لئے ہم ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔“..... جولیا نے کہا۔

”تم کہاں ہو اس وقت؟“..... پرنس آف ڈھپ نے پوچھا۔
”میں اور جوزف یہاں موجود ہیں۔ اگر تم کہو تو ہم واپس آ جائیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں چانگی پہنچ جاؤ۔ وہاں چیک پوسٹ سے آگے رک جانا۔ ہم تمہیں پک کر لیں گے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”ہمیں وہاں پہنچنے میں چار گھنٹے لگ جائیں گے۔ ہم ٹرم پار جیپ میں آ رہے ہیں۔“..... پرنس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اوکے۔“..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنا بند ہو گئی تو گازک نے ہاتھ بڑھا کر آ لے کوآف کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گذ گازک۔“..... تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ ویری گذ۔“..... گائیک نے اٹھ کر باقاعدہ اس کے کاندھے پر تھیک دیتے ہوئے کہا تو گازک کے چہرے پر چمک سی آ گئی۔

”اب کیا پروگرام ہے۔ انہیں گرین کالونی میں ہی کور کر لے جائے۔“..... سینڈی نے کہا۔

”چانگی چیک پوسٹ یہاں سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے اور یہ ہم سے تین گھنٹے بعد وہاں پہنچیں گے۔ ہم ابھی وہاں جا کر

بعد وہ دونوں جیپ میں سوار ہو کر اس عمارت سے باہر آ گئے۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر گائیکر جبکہ سائیڈ سیٹ پر سینڈی موجود تھی۔ عقبی سیٹوں کے نیچے ایک سیاہ رنگ کا تھیلا پڑا ہوا تھا جس میں انہائی طاقتور میزائل گنیں اور طاقتور میزائلوں کی پوری بیلٹ موجود تھی۔ ان کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی چانگی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ان دونوں کے چہرے اپنی کامیابی کے خیال سے چمک رہے تھے۔

جو لیا گرین کالونی کی ایک کوٹھی کے کمرے میں اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ کوٹھی انہوں نے ہائز نہ کی تھی بلکہ اس کوٹھی کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود تھا جس کے نیچے فون نمبر درج تھے۔ چونکہ یہاں سیاحوں کو رہائش گاہیں کرائے پر دی جاتی تھیں اس لئے رہائش گاہیں مکمل طور پر فرنشہد ہوتی تھیں اس لئے جو لیا نے یہیں رہنے کا فیصلہ کیا اور پھر جوزف نے عقبی طرف سے اندر جا کر نہ صرف چھاٹک کھول دیا بلکہ باہر موجود کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی اتار کر اندر پھینک دیا تھا۔ جو لیا چھاٹک کھلتے ہی جیپ اندر لے آئی اور پھر جوزف نے چھاٹک بند کر دیا۔ چونکہ انہوں نے ساری رات تیز کارروائی کی تھی اس لئے جو لیا کو اس وقت سخت نیند آئی ہوئی تھی لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جوزف بھی اس کے ساتھ ہی جاگتا رہا ہے اس لئے اس نے

اور پھر وہ سب اکٹھے ہی لورگو پہنچ کر آگے لیبارٹری کی تباہی کے لئے کام کر سکیں۔ جولیا نے اونکے کہہ کر سیل فون آف کر دیا لیکن سیل فون آف ہوتے ہی سیل فون کے کونے پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بھجنے لگ گیا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس بلب کے جلنے بھجنے کا مطلب تھا کہ یہ کال نہ صرف کہیں سنی گئی ہے بلکہ اسے ٹیپ بھی کیا گیا ہے اور اس بات نے جولیا کو بوکھلا دیا تھا۔ اس خصوصی سیل فون میں ایسا نظام موجود تھا کہ اگر کال کہیں سنی جاتی تو سرخ بلب جل اٹھتا اور اگر کال کو ٹیپ کیا جاتا تو بلب مسلسل جلنے کی بجائے جلنے بھجنے لگ جاتا تھا۔ جولیا نے تیزی سے ایک اور بٹن پر لیں کر دیا تو بلب جلنے بھجنا بند ہو گیا۔

”جوزف“..... جولیا نے اوپھی آواز میں کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف کی آواز دروازے سے ہی سنائی دی۔
”ارے۔ تم آرام کرنے نہیں گئے۔ ساری رات جاگتے رہے ہو۔“
جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”مجھے بس نے آپ کے ساتھ بھیجا ہے میڈم اور غلام کا کام حفاظت کرنا ہے اور حفاظت کرنے والا ستانہ نہیں ہے“..... جوزف نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک گمراہانہ لیا۔

”عمران واقعی انتہائی خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسے ساتھی نصیر ہو گئے ہیں“..... جولیا نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

جوزف کو آفر دی تھی کہ وہ سو جائے جبکہ وہ پھرہ دے گی لیکن جوزف نے سونے سے انکار کر دیا اور پھر اس کے اصرار پر جولیا اندر بیڈ روم میں جا کر سوگئی جبکہ جوزف باہر پھرہ دیتا رہا۔ چونکہ جولیا بے حد تھکی ہوئی تھی اس لئے وہ بہت گہری نیند سوئی اور پھر صحی کافی دیر سے اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اٹھ کر پہلے غسل کیا اور پھر وہ باہر آگئی۔ اب وہ اپنے آپ کو خاصا فریش محسوس کر رہی تھی۔ پھر جولیا جیسے ہی شنگ روم میں جا کر بیٹھی جوزف نے باقاعدہ ناشستہ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ جولیا کے جیران ہونے پر جوزف نے بتایا کہ وہ رانا ہاؤس میں ناشستہ اور کھانا خود تیار کرتا ہے اور یہاں کچن میں چونکہ ضرورت کی ہر چیز پہلے سے موجود تھی اس لئے اس نے جولیا کے لئے بھی ناشستہ تیار کر دیا تھا۔

”یہ لورگو کا نقشہ ہے۔ میں نے بطور سیاح ایک بک شال سے خریدا تھا“..... جوزف نے جواب دیا۔

”اس کا کیا کرو گے“..... جولیا نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔ ”اسے میں اس سیل فون میں فیڈ کروں گا اور پھر آسانی سے پتہ چل جائے گا کہ ہماری کال اگر لورگو میں سنی گئی ہے تو کہاں اور اگر لورگو میں نہیں سنی گئی تو پھر مزید سوچیں گے“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر انہاتی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا مطلب۔ کیا اس سیل فون میں ایسا سٹم ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”لیں میڈم۔ میں نے بتایا تو ہے کہ اس میں خاصے سٹم موجود ہیں“..... جوزف نے کہا۔

”تمہیں ایسے پیچیدہ آلات کی سمجھ کیسے آ جاتی ہے“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”رانا ہاؤس میں ایسے سٹم موجود ہیں کہ آپ شاید تصور بھی نہ کر سکیں اس لئے باس نے اس معاملے میں مجھے باقاعدہ ٹریننگ دی ہے“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا جبکہ جوزف سامنے کری پر بیٹھ گیا اور اس نے سیل فون نکال کر اپنے سامنے رکھا اور پھر نقشہ کھول کر اس نے میز پر پھیلا دیا۔ اس کے بعد اس نے سیل فون کے مختلف بٹن پر لیں کئے

”یہ غلام کی خوش قسمتی ہے میڈم کہ اسے پنس جیسا آقا نصیب ہو گیا ہے“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ ”میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں نے ابھی عمران کو فون کال کی ہے اور یہ کال نہ صرف کہیں سنی گی ہے بلکہ ٹیپ بھی کی گئی ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کہاں یہ کال سنی گئی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں میڈم“..... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لبھے میں کہا۔

”کیسے معلوم کرو گے“..... جولیا نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”یہ سیل فون رانا ہاؤس سے لایا گیا ہے میڈم اور یہ پیشل سیل فون ہے۔ اس میں ایسی خصوصیات موجود ہیں کہ آپ اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں۔ میں ابھی آ رہا ہوں“..... جوزف نے کہا اور مژکر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”حیرت ہے۔ عمران نے اس کی کس انداز میں ٹریننگ کی ہے کہ یہ اس قدر جدید آلات کو بھی اس انداز میں سمجھتا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دری بعد جوزف اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک تھہ شدہ کاغذ تھا۔

”یہ کیا ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

اور پھر سیل فون کو اٹھا کر اس نے اس کی ایک سائیڈ کو نقشے پر اس طرح رکھنا شروع کر دیا جیسے کیمرے سے اس نقشے کی فلم تیار کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سیل فون سیدھا کیا اور پھر اس کے مختلف بٹن پر لیں کر دیئے۔ اس نے یہ تمام کام اس قدر تیزی اور صہارت سے کیا کہ جولیا حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ آج تک وہ یہی بھجتی رہی تھی کہ جوزف بس افریقی وجڈاکٹروں اور افریقی رسم و رواج کا ہی ماہر ہے لیکن آج وہ اسے اس انداز میں کام کرتے دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ اسے جوزف سے زیادہ عمران کے بارے میں سوچ کر حیرت ہو رہی تھی جس نے جوزف جیسے آدمی کی اس انداز میں ٹریننگ کی تھی۔ جوزف نے جیسے ہی سیل فون کے مختلف بٹن پر لیں کئے سیل فون کے نچلے حصے کے ایک بڑے چوکھے میں سکرین سی روشن ہو گئی اور جولیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس پر لوگوں کا نقشہ موجود تھا۔

”ویری گڈ جوزف۔ تم واقعی ماہر انجینئر ہو“..... جولیا نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”میں بس کا غلام ہوں میڈم اور بس“..... جوزف نے جواب دیا اور ایک بار پھر سیل فون کے دو بٹن پر لیں کئے تو سکرین پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ نمودار ہوا اور تیزی سے چلتا ہوا نقشہ پر ایک کونے میں جا کر رک گیا۔ جوزف نے اس جگہ کو جہاں نقطہ ٹھہرا تھا غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”ایگل ہاؤس مار جو نا روڈ“..... جوزف نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پر لیں کر کے سیل فون کی سکرین کو آف کر دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہماری کال ایگل ہاؤس مار جو نا روڈ پر کچھ کی گئی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میڈم“..... جوزف نے جواب دیا۔

”کیا تم نے یہ جگہ دیکھی ہوئی ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

”میں تلاش کر لوں گا اور یہ بھی بتا دوں کہ جس طرح ہم نے اس جگہ کو ٹریں کر لیا ہے اس طرح جن لوگوں نے کال کچھ کی ہے انہوں نے بھی ہماری یہ جگہ ٹریں کر لی ہے“..... جوزف نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”یہ کیسے معلوم ہو گیا تمہیں۔ میں تو اسے بس عام سا سیل فون کچھ رہی تھی۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ اگر کہیں اس سیل فون کی کال سنی جائے گی یا شیپ کی جائے گی تو یہ بلب کاش دے گا“..... جولیا نے کہا۔

”میڈم۔ جو نقطہ نقشے میں نظر آ رہا تھا اگر وہ جلتا بحثتا تو اس کا مطلب تھا کہ لوکیشن چیک نہیں کی گئی اور اگر نقطہ مسلسل جلتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ لوکیشن چیک کی گئی ہے“..... جوزف نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہم یہاں خطرے میں ہیں“..... جولیا نے یکخت اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔

”لیں میڈم۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔ ہم سے واقعی حماقت ہوئی ہے۔ جب ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ کال چیک کی گئی ہے تو ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے تھا۔“ جولیا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جیپ میں بیٹھ کر اس کوٹھی سے نکل گئے۔

”اب اس ایگل ہاؤس کو نتاش کرو۔“..... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ چونکہ نقشے کو دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے ذہن میں نقشہ پوری طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے جس پر رہائش گاہیں موجود تھیں اور پھر ایک جگہ جوزف نے جیپ روک دی۔

”میڈم۔ سامنے عمارت میرے خیال میں ایگل ہاؤس ہے کیونکہ اس کے اوپر ایگل بننا ہوا ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہو گی۔ تم یہاں ٹھہر وہ میں اندر چینگ کرتی ہوں۔“ جولیا نے کہا۔

”نہیں میڈم۔ آپ بھیں ٹھہریں۔ میں اندر ٹرائی کرتا ہوں۔“..... جوزف نے کہا اور جیپ سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا ہونٹ بھینچے جیپ کی سائید سیٹ پر ہی بیٹھی رہی۔ اس کی نظریں اس عمارت کے پھاٹک پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے پھاٹک کو کھلتے دیکھا تو وہ چونک

پڑی۔ بڑا پھاٹک کھلا اور جوزف باہر آگیا تو جولیا تیزی سے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کھک گئی اور اس نے جیپ شارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ جب وہ جیپ لے کر عمارت کے اندر پہنچی تو اس کی ناک سے ہلکی سی نامانوسی بولکرائی تو وہ سمجھ گئی کہ جوزف نے اندر پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہے جس کا اثر اب ختم ہو چکا ہے۔ البتہ ہلکی سی بوفضا میں موجود تھی۔ جوزف اس دوران پھاٹک بند کر کے جیپ کے قریب پہنچ گیا۔

”اندر ایک آدمی ہے جو ایک جدید ساخت کے کال پھر کے سامنے موجود ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”اچھی طرح پوری کوٹھی چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ یہی تھہ خانے ہوں۔“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میڈم۔“..... جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جولیا ایک کمرے میں داخل ہوئی تو یہاں واقعی میز پر ایک کھنی بڑا ٹانسیٹر نما آلة موجود تھا جس کے سامنے کری پر ایک دیوبیکل نیگرو ڈھلکے ہوئے انداز میں پڑا تھا۔ میز پر شراب کی ایک بڑی بوتل بھی پڑی تھی جو آدمی سے زیادہ شراب سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے سرسری کی نظریں کمرے پر ڈالی اور پھر دوسرے کمرے میں آگئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا گیا تھا۔ یہاں بھی میز پر شراب کی بوتل اور دو گلاس پڑے تھے۔ جولیا نے ایک گلاس کو اٹھا کر اس کے کناروں کو غور سے دیکھا۔

جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نیگرو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے بے اختیار کری سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہونے کے بعد اس نے ہونٹ بھینچ کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس کی نظریں سامنے کری پر بیٹھی ہوئی جولیا اور اس کے ساتھ کھڑے جوزف پر جم سی گئیں۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... جولیا نے بڑے سرد لمحے میں پوچھا۔ ”تم کون ہو اور تم یہاں کیسے آ گئے ہو؟“..... اس نیگرو نے جولیا کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا تو جولیا کی کری کے ساتھ کھڑا جوزف یکخت بھلی کی سی تیزی سے اگے بڑھا اور دوسرے لمحے کرہ اس نیگرو کے حلق سے نکلنے والی قیچی سے گونخ اٹھا۔ جوزف نے بھلی کی سی تیزی سے اپنی ایک اکٹھی ہوئی انگلی اس کی آنکھ میں مار دی تھی۔

”اب اگر میڈم کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا“..... جوزف نے غراتے ہوئے لمحے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خون آلو دانگلی کو اس نیگرو کے لباس سے صاف کیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر جولیا کی ری کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ نیگرو اب کراہا رہا تھا۔ اس کی اکتوتی کو گھری سرخ ہو گئی تھی اور چہرہ تکلیف کی شدت سے منخ سا ہو یا تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہاں ایک عورت بھی رہی ہے۔“ - جولیا نے بڑھاتے ہوئے کہا اور گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔ پھر وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گئی جہاں وہ نیگرو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بندیل تھا۔ ”کوئی خالی پڑی ہے میڈم“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب اسے کری سے باندھ دو۔ اب باقی باقی میں بتائے گا“..... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے رسی کا بندیل کھولا اور اس نیگرو کو رسی کی مدد سے کری کے ساتھ اچھی طرح جگڑ دیا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... جولیا نے کہا۔ وہ اسی نیگرو کی سایہ میں موجود کری پر بیٹھ گئی تھی۔ جوزف نے اس نیگرو کو باندھنے کے ساتھ ساتھ اس کی کارخ بھی تبدیل کر دیا تھا اس لئے اب اس نیگرو کا رخ جولیا کی طرف تھا۔ جوزف نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اس کے دہانہ اس نیگرو کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال کر وہ پیچھے ہٹا اور جولیا کی کری کے قریب کھڑا ہو گیا۔

”یہاں سے چانگی چیک پوسٹ کا راستہ کتنا ہو گا؟“..... اچانک جولیا نے پوچھا۔ ”دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے میڈم وہاں تک پہنچنے میں۔“

تمہیں لے ڈوبے گی۔۔۔ جولیا نے سرد لبجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق کاراکاز سے ہے۔ ہمیں بلیک تھنڈر نے یہاں پاکیشیائی ایجنسٹوں کے خلاف ہار کیا ہے۔ گائیکر انچارج ہے۔ اس کے ساتھ اس کی نائب سینڈی اور میں یہاں آئے ہیں۔ یہاں ہمیں رپورٹ ملی کہ یہاں بلیک تھنڈر کے لئے کام کرنے والے ڈیوک اور اس کی بیوی پیگی اور سکالی نائٹ کلب کے مالک اور جزل مینجر روٹم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پھر ایک فون کال میں نے کچ کر کے ٹیپ کر لی۔ اس کے بعد گائیکر اور سینڈی چانگی چلے گئے ہیں۔ میں یہاں اس لئے رک گیا ہوں تاکہ اگر دوبارہ کال ہوتا تو میں انہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے سکوں“۔۔۔ گازک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”دوسرا کال کیا ضروری تھی؟“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”باس گائیکر کا خیال تھا کہ پاکیشیائی ایجنسٹ بے حد ہوشیار ہیں۔ وہ اچانک پلانگ بدلتے ہیں“۔۔۔ گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس نمبر پر تم نے اطلاع دیتی تھی؟“۔۔۔ جولیا نے پوچھا تو گازک نے نمبر بتا دیئے۔

”کیا ان کے پاس بھی ایسا ہی کال کچھ ہے؟“۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ عام فون ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر مجھے یہاں رہنے کی

”بولو۔ کیا نام ہے تمہارا؟“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”گازک۔ گازک“۔۔۔ نیکرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے فون کال ٹیپ کی تھی؟“۔۔۔ جولیا نے کہا تو گازک بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو تم نے وہ کال کی تھی۔ مم۔ مم۔ مگر تم وہاں کہ نہیں جہاں تمہیں بلاپایا گیا تھا“۔۔۔ گازک نے حیرت بھرے ہے میں کہا۔

”تمہارے ساتھی جن میں ایک عورت بھی ہے وہ کب وہاں جانے کے لئے یہاں سے روانہ ہوئے ہیں؟“۔۔۔ جولیا نے کہا تو گازک کی اکلوتی آنکھ میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ گائیکر اور سینڈی وہاں گئے ہیں؟“۔۔۔ گازک نے حیرت بھرے ہوئے میں کہا۔

”تم نے پھر سوال کر دیا ہے۔ کیا تم اندھے ہونا چاہتے ہے حالانکہ ہم تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر واپس جانے کا سوچ رکھے ہیں کیونکہ تم ہمارے لئے چھوٹی چھلی ہو؟“۔۔۔ جولیا نے غرتنے ہوئے لبجے میں کہا۔

”مم۔ میں واقعی چھوٹی چھلی ہوں۔ پلیز مجھے کچھ نہ کہو“۔۔۔ گازک نے کہا۔

”تو پھر تفصیل بتاؤ کہ گائیکر اور سینڈی کون ہیں۔ یہ سن لو کہ ہمیں معلوم ہے تو ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں اس لئے غلط بیالا

گائیکر اور سینڈی کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جب سے اس کی ایک آنکھ نکلی تھی وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا اور پھر جب جولیا نے اسے چھوٹی چھلی قرار دے کر زندہ رکھنے کی خوشخبری سنائی تو وہ اب اس طرح تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا جیسے وہ گائیکر اور سینڈی کی بجائے ان کا ساتھی ہو۔

”تم نے ہاتھ کھول لئے ہیں لیکن ابھی رسیاں کھلونی باقی ہیں۔“ اچانک جولیا نے کہا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میڈم۔ واقعی اس نے ہاتھ کھول لئے ہیں۔“ جوزف نے گازک کے عقب میں جا کر انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔ ”ہاں۔ اس کے بازوؤں کی معمولی سی حرکت میں نے مارک کر لی تھی۔“..... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسل نکال لیا۔ ”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے۔“..... گازک نے یکنہت رو دینے والے لبجے میں کہا۔

”تم نے یہ حرکت کر کے اپنی ذہنیت ظاہر کر دی ہے ورنہ ہم تمہیں بے ہوش کر کے چلے جاتے۔“..... جولیا نے سرد لبجے میں کہا۔ جوزف، جولیا کے مشین پسل نکالتے ہی ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گازک کے حلق سے نکلنے والی چیز سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اسے زیادہ چیختنے اور تڑپنے کا موقع ہی نہ ملا اور اس کی اکلوتی

کیا ضرورت تھی۔“..... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے اٹھا کر ساتھ بھی تو لے جا سکتے تھے۔“..... جولیا نے کہا۔

”اس کی رشح زیادہ نہیں ہے۔“..... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ فون نکالو اور اس پر اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے اس کی بات کرو اور سنو گازک۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گائیکر کو بتاؤ کہ دوبارہ کال ہوئی ہے جس کے مطابق اب پاکیشیائی ایجنسٹ ہیلی کا پڑ پر یہاں پہنچ رہے ہیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”اس طرح وہ راستے سے ہی واپس آ جائیں گے میڈم اور ہم اتنی دیر تک یہاں نہیں رہ سکتے۔ ادھر باس بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔“..... جوزف نے جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ پاکیشیائی تھا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے ذہن میں یہ خیال نہ آیا تھا۔“ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گائیکر اور سینڈی کس چیز پر گئے ہیں۔“..... جولیا نے گازک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جیپ پر۔“..... گازک نے جواب دیا۔

”کیا تفصیل ہے اس جیپ کی؟“..... جولیا نے پوچھا تو گازک نے تفصیل بتا دی اور پھر جولیا کے مزید پوچھنے پر اس نے

گائیکر اور سینڈی کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جب سے اس کی ایک آنکھ نکلی تھی وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا اور پھر جب جولیا نے اسے چھوٹی چھلی قرار دے کر زندہ رکھنے کی خوشخبری سنائی تو وہ اب اس طرح تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا جیسے وہ گائیکر اور سینڈی کی بجائے ان کا ساتھی ہو۔

”تم نے ہاتھ کھول لئے ہیں لیکن ابھی رسیاں کھلونی باقی ہیں۔“ اچانک جولیا نے کہا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میڈم۔ واقعی اس نے ہاتھ کھول لئے ہیں۔“ جوزف نے گازک کے عقب میں جا کر انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔ ”ہاں۔ اس کے بازوؤں کی معمولی سی حرکت میں نے مارک کر لی تھی۔“..... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسل نکال لیا۔ ”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے۔“..... گازک نے یکنہت رو دینے والے لبجے میں کہا۔

”تم نے یہ حرکت کر کے اپنی ذہنیت ظاہر کر دی ہے ورنہ ہم تمہیں بے ہوش کر کے چلے جاتے۔“..... جولیا نے سرد لبجے میں کہا۔ جوزف، جولیا کے مشین پسل نکالتے ہی ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ٹریگر دبادیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گازک کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اسے زیادہ چیختنے اور تڑپنے کا موقع ہی نہ ملا اور اس کی اکلوتی

کیا ضرورت تھی۔“..... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تم اسے اٹھا کر ساتھ بھی تو لے جا سکتے تھے۔“..... جولیا نے کہا۔

”اس کی رشح زیادہ نہیں ہے۔“..... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ فون نکالو اور اس پر اس کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کر کے اس کی بات کرو اور سنو گازک۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گائیکر کو بتاؤ کہ دوبارہ کال ہوئی ہے جس کے مطابق اب پاکیشیائی ایجنسٹ ہیلی کا پٹر پر یہاں پہنچ رہے ہیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”اس طرح وہ راستے سے ہی واپس آ جائیں گے میڈم اور ہم اتنی دیر تک یہاں نہیں رہ سکتے۔ ادھر باس بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔“..... جوزف نے جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ پاکیشیائی تھا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے ذہن میں یہ خیال نہ آیا تھا۔“ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گائیکر اور سینڈی کس چیز پر گئے ہیں۔“..... جولیا نے گازک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جیپ پر۔“..... گازک نے جواب دیا۔

”کیا تفصیل ہے اس جیپ کی؟“..... جولیا نے پوچھا تو گازک نے تفصیل بتا دی اور پھر جولیا کے مزید پوچھنے پر اس نے

آنکھ بے نور ہو گئی۔

”آپ کی نگاہ تو مجھ سے بھی تیز ہے میدم۔ میں نے اس کی حرکت مارک نہیں کی تھی“..... جوزف نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔ ”تم نے اس انداز میں اسے دیکھا نہ ہو گا۔ بہر حال اب ہمیں عمران کو اس سلسلے میں بریف کرنا ہو گا۔ فون مجھے دو“..... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون جیب سے نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

گائیکر اور سینڈی جیپ میں بیٹھے چانگی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک جیپ کے ڈلیش بورڈ میں سے ٹرانسیمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دی تو گائیکر اور سینڈی دونوں چونک پڑے۔ گائیکر نے جیپ کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈلیش بورڈ میں نصب مخصوصی کپر آن کر دیا۔ ”ہیلو۔ ہیلو۔ جولیانا کالنگ“..... بار بار ایک نسوائی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”کیا تم نے کال کپر کو پہلے سے زیر و فریکونی پر ایڈ جسٹ کیا ہوا تھا“..... سینڈی نے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال تھا کہ اگر دوبارہ کال ہو تو ہم خود ہی اسے سن لیں۔ ہو سکتا ہے کہ گازک پوری تفصیل نہ بتا سکے“..... گائیکر نے جواب دیا۔

”لیں۔ پنس آف ڈھمپ ائنڈنگ یو“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پنس۔ آپ اس وقت کہاں ہیں“..... جولیا نے پوچھا۔

”ہم کرامی سے باہر آ چکے ہیں اور دو گھنٹے بعد چانگی چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے۔ کیوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
بولنے والے کے لبھے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔

”ہم ابھی لورگو میں ہی ہیں۔ میں نے پہلے جو کال تمہیں کی تھی وہ یہاں ایک گروپ نے کیج کر لی تھی۔ جوزف کی مہارت کی وجہ سے ہم نے اس کا پوائنٹ چیک کر لیا اور پھر ہم وہاں پہنچے تو یہاں ایک گازک نامی نیگرو موجود تھا اور وہاں ایک انتہائی جدید ساخت کا کال کچر موجود تھا“..... جولیا نے کہا تو گائیکر اور سینڈی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ پھر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں نے اس سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان کا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم کاراکاز سے ہے اور بیٹی نے انہیں یہاں ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے ہاتھ کیا ہے۔ اس نیگرو کے ساتھ ایک مرد گائیکر اور ایک عورت جس کا نام سینڈی ہے آئے ہوئے ہیں اور پہلی کال کیج ہونے کے بعد یہ دونوں اس نیگرو گازک کو وہاں چھوڑ کر خود چانگی چیک پوسٹ پر گئے ہیں تاکہ ہماری جیپوں کو میزانلوں سے اڑا دیا جائے“..... جولیا نے کہا تو گائیکر نے بے

اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا حلیئے ہیں ان کے اور ان کے بارے میں مزید تفصیلات کیا معلوم ہوئی ہیں“..... پنس آف ڈھمپ نے کہا تو جولیا نے نہ صرف جیپ کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی بلکہ گائیکر اور سینڈی کے حلیئے اور قدو مقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”اب تمہارا کیا پروگرام ہے“..... پنس آف ڈھمپ نے پوچھا۔

”جیسے تم کہو“..... جولیا نے کہا۔

”تم وہیں رکو۔ ہم راستے میں خود ہی ان سے نہ لیں گے۔ تم کہاں موجود ہو“..... پنس نے کہا تو جولیا نے اسے ایگل ہاؤس مارجونا روڈ کا ایڈریس بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ جوزف کی کیا پوزیشن ہے“..... پنس نے پوچھا۔

”وہ بے حد شاندار جا رہا ہے“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ایسا کرو کہ اس کی قوت شامہ کو استعمال کر کے چانگی پہنچ جاؤ۔ تمام کام آسانی سے ہو جائے گا“..... پنس نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی گائیکر نے بھی کال کچر آف

کر دیا۔

”کیا سوچا ہے؟..... سینڈی نے چونک کر پوچھا۔

”ان دونوں پارٹیوں کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ وہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد ایک دوسرے سے ملیں گی اور ان کے مطابق چونکہ ہم نے ان کی پہلی کال سنی ہوئی ہے اس لئے ہم ان کا خاتمه چانگی چیک پوسٹ کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ چانگی چیک پوسٹ تک پہنچنے تک یہ بے فکر رہیں گے جبکہ ہم چانگی چیک پوسٹ سے آگے جا کر کسی موڑ پر پکشناگ کر لیں گے اس طرح پہلے اس پنس اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه ہو جائے گا۔ پھر چانگی چیک پوسٹ سے واپس آ کر اس جولیانا اور جوزف کا خاتمه کر دیں گے۔“ گائیک نے کہا۔

”لیکن ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہ لوگ کون سی جیپ میں آ رہے ہیں؟..... سینڈی نے کہا تو گائیک چونک پڑا۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔

”اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ ہماری جیپ کی تفصیلات ان تک پہنچی ہیں۔ ان کی جیپ کی تفصیلات کا تو ہمیں علم نہیں ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ پنس کے ساتھ کتنے لوگ ہیں؟..... گائیک نے کہا۔

”چیک پوسٹ پر تو یہ رکیں گے۔ وہاں چیکنگ کر لیں گے۔“ سینڈی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ لوگ وہاں حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔“

”یہ سب کیا ہے۔ یہ لوگ تو ہماری رہائش گاہ پر بھی پہنچ چکے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں کیسے پتہ چلا اور پھر گاڑک تو خاصاً تربیت یافتہ اور تیز آدمی ہے۔ وہ کیسے ان کے ہاتھ لگ گیا؟۔“ سینڈی نے چیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس بات سے تم ان کی کارکردگی کو سمجھ سکتی ہو۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے کال کچر کو زیروفری کوئی پر ایڈ جسٹ کر رکھا تھا تاکہ اگر دوبارہ کال ہو تو ہم خود بھی اسے سن سکیں اور ہم نے یہ کال سن لی ورنہ ہم تو پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھوولی میں جا گرتے۔“ گائیک نے کہا۔

”یہ قوت شامہ کے استعمال سے پنس کا کیا مطلب تھا؟“ سینڈی نے کہا۔

”یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ بہر حال اب ہم نے ان کو ٹریپ بھی کرنا ہے اور ان کا خاتمه بھی کرنا ہے اور ہمارے پاس کافی وقت موجود ہے۔“ گائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کی سیٹ سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

”ہمیں اس جیپ کو کہیں چھوڑنا ہو گا۔ اس کی تفصیلات ان تک پہنچ چکی ہیں۔“ سینڈی نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اس طرح یقینی طور پر کام ہو جائے گا۔“ گائیک نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

اب یہی صورت ہو سکتی ہے۔۔۔ گائیکر نے کہا۔

”کیا۔۔۔ سینڈی نے چونک کر کہا۔

”ہم یہ جیپ روڈ کے قریب سائید پر روک دیں گے۔ چونکہ اس جیپ کے بارے میں تفصیلات ان تک پہنچ چکی ہیں اس لئے اس جیپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ رک جائیں گے اور چینگ کریں گے۔ اس طرح ہمیں حتیٰ طور پر معلوم ہو جائے گا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔۔۔ گائیکر نے کہا۔

”اوہ واقعی۔ تمہاری یہ تجویز درست ہے۔۔۔ سینڈی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”اس جولیانا اور جوزف سے بعد میں جا کر نمٹا جا سکتا ہے اور اگر ان دونوں کے درمیان مزید کوئی کال ہوئی تو وہ بھی ہم سن لیں گے۔۔۔ گائیکر نے کہا تو سینڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گائیکر نے جیپ آگے بڑھا دی۔ چانگی چیک پوسٹ پر انہوں نے صرف جیپ میں بیٹھے اپنے خصوصی کارڈ دکھائے اور انہیں آگے کرامی جانے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ سے کافی فاصلے پر ایک موڑ آتا تھا۔ گائیکر نے اسی موڑ پر کافی پہلے جیپ کو سائید پر کر کے روک دیا۔

”تم میزائل گن لے کر سڑک کی دوسری طرف کسی درخت پر بیٹھ جاؤ۔ میں اسی طرف بیٹھوں گا۔ پھر جیسے ہی میں فائر کھولوں تم نے بھی فائر کھول دینا ہے۔ انہیں کسی صورت بھی نج کرنہیں جانا

چاہئے۔۔۔ گائیکر نے کہا۔

”لیکن اس دوران اگر کوئی ٹرانسمیٹر کال آئی تو ہم کیسے سینیں گے۔۔۔ سینڈی نے کہا۔

”اب کال ہوئی بھی سہی تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آنا تو بہر حال انہوں نے ہے ہی۔۔۔ گائیکر نے کہا۔

”تو پھر کال کچھ آف کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جب یہاں پہنچیں تو کال آنا شروع ہو جائے۔ اس طرح وہ چوکنا ہو جائیں گے۔۔۔ سینڈی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ گائیکر نے کہا اور کال کچھ آف کر کے وہ جیپ سے بیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے سینڈی بھی بیچے اتر گئی۔ پھر جیپ کا عقبی دروازہ کھول کر انہوں نے عقبی طرف پڑے ہوئے بڑے سے تھیلے میں سے میزائل گنیں نکال لیں۔ ان میزائل گنوں میں میزائلوں کی پوری بیلٹ چلتی تھی اس لئے اس گن سے مسلسل دس میزائل فائر کئے جاسکتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مشین گنیں بھی نکالیں اور پھر ایک ایک مشین گن کا ندھے سے لٹکا کر اور میزائل گنیں ہاتھوں میں اٹھائے سینڈی تو سڑک کراس کر کے دوسری طرف کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں چلی گئی۔ جبکہ گائیکر کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ گیا۔

اس نے ایک ایسے درخت کا انتخاب کیا جو خاصاً گھنا بھی تھا اور جس پر بیٹھ کر وہ سڑک کو نہ صرف پوری طرح موڑ تک چیک کر سکتا تھا

بلکہ خود بھی دوسروں کی نظروں سے محفوظ رہ سکتا تھا اور پھر اس درخت پر چڑھ کر اس نے ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا اور اس انداز میں درخت کی موٹی ٹہنی پر بیٹھ گیا کہ آسانی سے میزائل گن اور مشین گن استعمال کر سکے۔ اب ظاہر ہے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کا انتظار تھا۔

جولیا نے عمران کو کال کر کے فون آف کیا لیکن اس کے چہرے پر شدید لمحص کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے پہلے اسے وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر جوزف کی قوت شامہ کے استعمال کی ہدایت دے کر چاگنگی آنے کا کہہ دیا۔ جولیا نے ایک بار تو سوچا کہ عمران سے تفصیل معلوم کر لے لیکن پھر اس نے اس لئے ارادہ بدل دیا تھا کہ عمران کے ساتھ لامحالہ صالحہ اور دوسرے ساتھی موجود ہوں گے اور جولیا ان کے سامنے شرمندہ نہ ہونا چاہتی تھی لیکن حقیقت یہی ہے کہ باوجود کوشش کے وہ عمران کی بات سمجھنے سکی تھی اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس طرح لمحچنے سے بہتر تھا کہ وہ اس سے وضاحت مانگ لیتی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے عمران کو دوبارہ کال کرنے کا فیصلہ کیا اور دوبارہ ٹرائیمیر کی طرف ہاتھ لٹھایا ہی تھا کہ جوزف جو دروازے سے باہر کھڑا تھا قیزی سے

اندر داخل ہوا۔

”میڈم۔ آپ بس کو دوبارہ کال کر رہی ہیں شاید“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کا انداز اور چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں میڈم کم آپ بس کی کسی بات پر الجھگئی تھیں“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری ریڈنگ واقعی درست ہے۔ عمران نے پہلے مجھے اور اس کے ساتھیوں کے خلاف وہاں ٹریپ بچھا دینا ہے اس لئے یہاں رکنے کا کیا اور پھر تمہاری قوت شامہ استعمال کر کے وہاں آنے کا کہا۔ اس کا کیا مطلب ہوا“..... جولیا نے الجھے ہوئے لمحے میں کہا۔

”میں بس کا غلام ہوں میڈم۔ آپ مجھ سے پوچھ لیا کریں“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا مطلب۔ تم سے کیا پوچھ لیا کروں اور کیوں“..... جولیا نے حیرت اور قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میڈم۔ بس کا مطلب تھا کہ میں اس گائیکر اور سینڈی کی سو نگھتا ہوا چاٹنگی چیک پوسٹ پر پہنچوں اور ان کا سراغ لگا کر ان کا خاتمه کر دوں“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”مگر کیوں۔ اس کی وجہ جبکہ وہ خود ان کا خاتمه وہاں کر سکتے

ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”میڈم۔ بس اپنا ارادہ بغیر کسی وجہ کے تبدیل نہیں کیا کرتے۔

انہوں نے پہلے ہمیں یہاں رکنے کا کہا لیکن پھر ارادہ بدلتا دیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کی بوسونگھتے ہوئے ان سے مکرائیں۔ اس کا

مطلوب ہے کہ بس کو اس دوران علم ہو گیا کہ کال کہیں سنی جا رہی ہے اور اس صورت میں گائیکر اور سینڈی دونوں الرٹ ہو چکے ہوں

گے اور چونکہ وہ تربیت یافتہ ہیں اس لئے لامحالہ انہوں نے بس اور اس کے ساتھیوں کے خلاف وہاں ٹریپ بچھا دینا ہے اس لئے اس نے ہمیں حکم دیا کہ چونکہ بس کی طرح ہم نے بھی انہیں نہیں دیکھا ہوا اس لئے ہم سونگھنے کی قوت استعمال کر کے ان کو آسانی

سے ٹریپ کر سکتے ہیں اور اگر وہ کال سن رہے ہوں گے تو جس طرح آپ قوت شامہ کے الفاظ کا مطلب نہیں سمجھ سکیں اس طرح وہ بھی نہ سمجھ سکتے ہوں گے اور مار کھا جائیں گے“..... جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اس طرح حیرت بھری لظوؤں سے جوزف کو دیکھنے لگی جیسے وہ جوزف کی بجائے کسی اور کو دیکھ رہی ہو۔

”حیرت انگیز۔ تم تو عمران سے بھی زیادہ ذہین ہو“..... جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وہ نہیں میڈم۔ بس عظیم ہے اور میں تو صرف اس کا غلام ہوں“..... جوزف نے اس کا فرض ہے کہ بس کی باتیں سمجھے اس لئے میں سمجھو

ساتھیوں کے خلاف بچھایا جائے گا اور ٹریپ میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ جوزف نے جواب دیا۔

”لیکن کس طرح ٹریپ بچھایا جا سکتا ہے، جولیا ابھی تک ابھی ہوئی تھی۔

”باس کا حکم ہے کہ جب بھی کسی کے بارے میں سوچنا ہو تو اپنے آپ کو اس کی جگہ رکھ کر سوچا جائے اور اگر میں اپنے آپ کو گائیک کی جگہ رکھ کر سوچوں تو کال سننے کے بعد میں لامحالہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد کسی موڑ پر اپنی جیپ کھڑی کر کے خود علیحدہ چھپ کر بیٹھ جاؤں گا اور چونکہ کال کی وجہ سے باس تک جیپ کی پوری تفصیل پہنچ چکی ہے اس لئے جیپ کو دیکھ کر باس اور اس کے ساتھی لازماً چینگ کے لئے رکیں گے اور اس طرح گائیک اور اس کی ساتھی عورت سمجھ جائیں گے کہ یہی باس اور ان کے ساتھیوں کی جیپ ہے اور وہ اس پر فائز کھول سکتے ہیں جبکہ وہ ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے اس لئے ہم انہیں آسانی سے ختم کر سکتے ہیں۔ جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”تم اور تمہارا باس دونوں ہی میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میں اپنے آپ کو عقلمند سمجھتی تھی لیکن اب تمہاری باتیں سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ عقلمند تو تم اور تمہارا باس ہے۔ جو بات تم نے اتنی آسانی سے سوچ لی ہے وہ میرے تصور میں بھی نہ تھی، جولیا نے ہاتھ

لیتا ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میں باس کا غلام ہوں۔ ” جوزف نے جواب دیا۔

”کیا تم انہیں سونگھ کر ٹریپ کر سکتے ہیں جبکہ تم نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی ان سے کبھی ملے ہو، جولیا نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا تو جوزف نے اختیار ہنس پڑا۔

”میدم۔ یہ ان کی جگہ ہے۔ یہاں ان کے لباس موجود ہیں وہ گلاس موجود ہیں جن میں انہوں نے شراب پی ہے۔ وہ کرسیاں موجود ہیں جن پر وہ بیٹھے رہے ہیں، جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس طرح تم ان کی بوسونگھ لو گے، جولیا نے چیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میدم۔ میں افریقہ کا پرنس ہوں اور جنگل میں زیادہ تر کام قوت شامہ سے ہی لیا جاتا ہے اور پرنس وہی بن سکتا ہے جس کی قوت شامہ دوسروں سے زیادہ تیز ہو اور باس کو چونکہ معلوم ہے کہ میں یہاں موجود ہوں اس لئے انہوں نے قوت شامہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جوزف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا عمران ان سے نہ نہیں سکتا، جولیا نے ہونٹ بیٹختے ہوئے کہا۔

”میدم۔ باس کو معلوم ہے کہ کال سننے کے بعد یہ لوگ ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے اور اب تمام ٹریپ باس اور اس کے

اٹھا کر جوزف کے کاندھے پر تھکلی دیتے ہوئے تحسین بھرے لجے میں کہا تو جوزف کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔

”آپ بس کی ساتھی ہیں میڈم۔ آپ کا رتبہ بلند ہے جبکہ میں تو بس کا غلام ہوں۔“..... جوزف نے سر جھکاتے ہوئے بڑے عاجزانہ لجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم یہاں ان کی یوسنگھو۔ پھر ہمیں یہاں سے روانہ ہونا ہے کیونکہ چانگی چیک پوسٹ کا فاصلہ یہاں سے کافی زیادہ ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”آپ جیپ میں بیٹھیں۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر آپ دیکھیں گی کہ ہم کتنی جلدی وہاں پہنچتے ہیں۔“..... جوزف نے کہا تو جولیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسل نکال کر وہاں موجود اس آ لے پر فائر کھول دیا جس کو گاڑک آپریٹ کر رہا تھا اور پھر مشین پسل جیب میں ڈال کر وہ مڑی اور تھوڑی دری بعد وہ جیپ کی سائیڈ سینٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ تھوڑی دری بعد جوزف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیپ کی طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مڑا تڑا سائلشو پسپر تھا۔ اس نے جیپ میں بیٹھ کر ایک بار اسے ناک سے لگا کر سونگھا اور پھر سائلشو پسپر کو اپنی جیب میں ڈال لیا۔

”یہ کس کا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”اس میں عورت کی مخصوص بوآ رہی ہے۔ یہ یقیناً اس گائیکر کی ساتھی عورت سینڈی کا ہے اور اب میں ان کو پاتال میں بھی تلاش

کر لوں گا۔“..... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لجے میں جواب دیا اور دوسرے لجے جیپ شارٹ ہو کر اس کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گئی۔ جوزف نے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا اور جیپ میں بیٹھ کر اس نے جیپ کو باہر نکالا اور ایک بار پھر اسے روک کر نیچے اترنا اور پھاٹک کو اندر سے بند کر کے خود وہ چھوٹے پھاٹک سے باہر آ گیا اور باہر سے چھوٹا پھاٹک بھی بند کر دیا اور آ کر جیپ کی ڈرائیورنگ سینٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دری بعد جیپ خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جبکہ جولیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار جوزف کی باتیں آ رہی تھیں۔ اسے حقیقتاً یہ احساس ہو رہا تھا کہ جوزف بے حد عقلمند اور گہرا آدمی ہے جبکہ اب تک وہ جوزف کے بارے میں یہی سمجھتی رہی تھی کہ جوزف کو بس افریقہ اور اس کے وچ ڈاکٹروں کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم لیکن اس بار جوزف کے ساتھ رہ کر اسے حقیقتاً احساس ہو رہا تھا کہ وہ جوزف کو غلط سمجھتی رہی ہے۔ وہ اب سوچ رہی تھی کہ اس مشن کی رپورٹ دیتے وقت وہ خصوصی طور پر جوزف کی عقلمندی اور ہوشیاری کے بارے میں ذکر کرے گی اور وہ سفارش کرے گی کہ جوزف کو بالٹا عدہ سیکرٹ سروس میں شامل کیا جائے کہ اچاٹک جیپ اچھلنے لگی اور جولیا چونک کراپنے خیالات سے باہر آ گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ جیپ سڑک کو چھوڑ کر جھاڑیوں بھرے میدان میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی

تھی۔

”کیا ہوا۔ تم نے سڑک کیوں چھوڑ دی۔ ابھی تو چانگی چیک پوسٹ کم از کم دو گھنٹوں کے فاصلے پر ہے۔“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے لورگو اور چانگی کو نقشے میں غور سے چیک کیا ہے۔ اگر ہم سڑک کے راستے وہاں جائیں تو واقعی دو گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ سڑک بہت لمبا چکر کاٹ کر چانگی پہنچتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم چانگی چیک پوسٹ کے عقب میں ہو کر آگے بڑھ جائیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے چیک پوسٹ پر کوئی گٹبرڈ کر رکھی ہو اور ہمیں وہاں روکا بھی جا سکتا ہے اور ہمارے خلاف کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔ اس راستے سے ہم چانگی چیک پوسٹ کو کراس کر کے آگے سڑک پر پہنچ جائیں گے اور وہ بھی آدھے وقت میں“..... جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ وہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد ہی پکٹنگ کریں۔ وہ اس سے پہلے بھی تو ٹریپ بچھا سکتے ہیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”لیں میڈم۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بعد میں ہی ایسا کریں گے کیونکہ جس قسم کا موڑ ایسی ٹریننگ کے لئے ضروری ہوتا ہے وہ چیک پوسٹ کے باہر ہی آتا ہے لیکن اگر وہ وہاں نہ ہوئے تو پھر میں ان کی بوسونگہ کر واپس چل پڑوں گا۔“..... جوزف نے کہا تو

جولیا نے اثبات میں سر پلا دیا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جوزف نے کار درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دی۔

”کیا ہوا۔“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں سے سڑک قریب ہے۔ میں پہلے ان کی بوسونگہوں گا پھر باقی کارروائی ہو گی۔“..... جوزف نے کہا۔

”لیکن اگر تم ان کی نظروں میں آگئے تو۔“..... جولیا نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں میڈم۔ جوزف جنگل کا پنس ہے۔“..... جوزف نے بڑے فخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اترنا اور درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گیا۔ جولیا بھی نیچے اتری اور ایک درخت کی اوٹ میں ہو کر کھڑی ہو گئی کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کوئی اچانک نہ آجائے۔ ویسے اسے یقین تھا کہ جوزف آسانی سے گائیک اور سینڈی کی نظروں میں نہ آ سکے گا کیونکہ اب اسے جوزف کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آ گیا۔

”کیا ہوا۔“..... جولیا نے درخت کی اوٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ یہاں سے دو میل کے فاصلے پر موڑ سے پہلے گائیک کی چیپ سڑک کی سائیڈ پر کھڑی ہے جس کی تفصیل گاڑک نے بتائی تھی اور وہ عورت سڑک کی ایک طرف جدھر ہم ہیں ایک درخت پر موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں میزاں گن ہے جبکہ اس کے کاندھے

سے مشین گن لٹکی ہوئی ہے جبکہ گائیکر سڑک کے دوسری طرف جہاں
جیپ ہے موجود ہے۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”میدم۔ میں ان کی بوسوگھتا ہوا وہاں پہنچا ہوں۔ اس عورت کو تو میں نے دیکھ لیا ہے لیکن گائیکر کی بو دوسری طرف سے آ رہی ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ میں سڑک کراس کر کے دوسری طرف جاتی ہوں۔ تم ادھر رکوتا کہ بیک وقت دونوں کا خاتمہ کیا جا سکے؟“..... جولیا نے کہا۔

”آپ کو سڑک کراس کرتے ہوئے وہ دیکھ لیں گے جبکہ میں خاصے فاصلے سے سڑک کراس کر کے اس گائیکر کے عقب میں پہنچ جاؤں گا۔ آپ یہ حکم دیں کہ انہیں زندہ پکڑنا ہے یا ہلاک کرنا ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”انہیں زندہ پکڑ کر ہم نے کیا کرنا ہے۔ انہیں ہلاک کرنا ہے تاکہ جس مشن پر ہم دونوں کو بھیجا گیا ہے وہ مکمل ہو سکے“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو وہ جگہ دکھا دیتا ہوں جہاں وہ عورت موجود ہے جبکہ میں انہیں سے چکر کاٹ کر فاصلے سے سڑک کراس کر کے اس گائیکر کے عقب میں پہنچوں گا اور پھر آپ جیسے ہی فائر کی آواز سنیں۔ آپ بھی اس عورت پر فائز

کھول دیں۔“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مشین گنیں بیگ میں موجود ہیں وہ لے لو۔“..... جولیا نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جیپ کے عقبی حصے میں ایک بیگ پڑا تھا۔ اس نے بیگ کھولا اور اس میں سے دو مشین گنیں نکال کر ایک جولیا کو دے دی اور دوسری اپنے کانڈھے سے لٹکا کر اس نے جیپ کا دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔

”آئیں میدم۔“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں چلو۔“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کے دوسری طرف ایک میدان میں پہنچ گئے جہاں دور دور تک اوپنجی جھاڑیاں تھیں۔ البتہ دور درختوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا اور پھر وہ جھاڑیوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

”ہمیں چیک تو نہیں کر لیا جائے گا اس کھلے میدان میں۔“.....
جولیا نے کہا۔

”میدم۔ ان کی پوری توجہ سڑک کی طرف ہے۔“..... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میدان کو عبور کر کے وہ درختوں کے قریب پہنچ گئے۔ اب دور سے ایک بل کھا کر جاتی ہوئی سڑک نظر آنے لگی تھی جس پر ٹریفک خاصی تعداد میں آ جا رہی تھی۔

پھر ایک درخت کی گھنی شاخوں میں بیٹھی ہوئی عورت اسے نظر آ گئی۔ اس کی پشت جولیا کی طرف تھی جبکہ اس کی پوری توجہ سامنے کی طرف تھی۔ مشین گن اس کے کاندھے سے لگی ہوئی تھی جبکہ اس کے ہاتھوں میں بھاری میزائل گن موجود تھی۔ جولیا ایک اوپری جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گئی اور پھر تقریباً میں منٹ بعد اسے دور سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ عورت بھی بے اختیار چونک پڑی اور پھر تیزی سے نیچے اترنے لگی۔ میزائل گن بھی اس نے اپنے کاندھے سے لٹکا لیا ہے۔ جولیا نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ عورت چھپتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے جھاڑیوں میں آ گئی۔ نیچے گر کر اس نے پلٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے دوسرا راؤٹڈ فائر کر دیا اور وہ عورت ایک بار پھر چھپتی ہوئی گری اور پھر ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گئی۔ جولیا تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رک گئی کیونکہ اس عورت کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

”میدم۔ وہ سامنے جو درختوں کا جھنڈ ہے اس میں وہ عورت موجود ہے۔“..... جوزف نے ایک جگہ رک کر انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم کس سائیڈ سے جاؤ گے؟“..... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں پہلے مشرق کی طرف جاؤں گا اور خاصاً لمبا چکر کاٹ کر سڑک کراس کر کے اس جھنڈ کے مقابل درختوں کے جھنڈ کے عقب میں جا کر اس گائیک کا خاتمہ کروں گا،“..... جوزف نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ۔“..... جولیا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا تو جوزف تیزی سے مڑا اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا اس وقت تک جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھی رہی جب تک جوزف اسے نظر آتا رہا۔ جب جوزف اس کی نظروں سے اوچھل ہو گیا تو وہ بڑے محتاط انداز میں جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی جس طرف جوزف نے اشارہ کیا تھا۔ وہ اس لئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی کیونکہ عورت ہونے کے ناطے اسے احساس تھا کہ عورتیں ایسے معاملات میں مردوں سے زیادہ حساس ہوتی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس سینٹری نے عقب کا بھی خیال رکھا ہوا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہو گئی لیکن اب وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط ہو گئی تھی اور

”اس لئے تاکہ راستہ صاف ہو سکے“..... عمران نے جواب

دیا۔

”لیکن آپ نے تو جولیا اور جوزف کو وہیں رکنے کا کہا تھا“۔ صدر
نے کہا۔

”ہاں۔ پہلے میں نے یہی کہا تھا لیکن پھر فون پر جمل اٹھنے والا
نقظہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ کال درمیان میں سنی جا رہی ہے اور
لامحالہ یہ کال گائیکر ہی سن رہا ہو گا کیونکہ جولیا کے مطابق وہ سینڈی
کے ساتھ ہمارے استقبال کے لئے چانگی چیک پوسٹ کی طرف گیا
ہے اس لئے میں نے ارادہ بدل دیا اور قوت شامہ کا حوالہ دے کر
انہیں کام کرنے کا کہہ دیا“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا۔

”قوت شامہ سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ میں سمجھی نہیں“۔ صالحہ
نے کہا۔

”اسی لئے تو میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تاکہ کوئی سمجھنا سکے
ورنہ تو گائیکر جو تربیت یافتہ ایجنت ہے بڑی آسانی سے سب کچھ
سمجھ جاتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جولیا کیسے سمجھ لے گی“..... صالحہ نے کہا۔

”اس کا سمجھنا بھی مشکل ہے“..... عمران نے جواب دیا تو صالحہ
کے چہرے پر حرمت کے تاثرات ابھر آئے۔

”پھر کون سمجھے گا“..... صالحہ نے حرمت بھرے لبھے میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

عمران اپنے ساتھیوں سمیت چانگی چیک پوسٹ سے تقریباً دس
کلو میٹر پہلے درختوں کے ایک جنڈ میں موجود تھا۔ جولیا کی کال
اسے جیسے ہی ملی اس نے جیپ کارخ سڑک سے ہٹا کر درختوں
کے ایک جنڈ کی طرف کر دیا اور پھر وہاں پہنچ کر اس نے جیپ
روک دی۔

”آپ پر وہ اٹھنے کا انتظار کرنا ہو گا“..... عمران نے کہا اور جیپ
سے نیچے اتر آیا۔

”پر وہ اٹھنے کا انتظار کیا مطلب عمران صاحب“..... صالحہ نے
بھی جیپ سے اتر کر حرمت بھرے لبھے میں کہا۔ دوسرے ساتھی بھی
جیپ سے نیچے اتر آئے تھے۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ یہاں رک کیوں گئے ہیں“۔
صدر نے کہا۔

صالح نے حیرت پھرے لجھے میں کہا۔

”عمران صاحب کے ساتھ ہماری رفاقت بے حد طویل ہے اور پھر یہ تو عام سی بات ہے۔۔۔ کیپن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اسے اپنی ذہانت سے مرعوب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہو۔ خواتین عقلمند مردوں کی تعریف ضرور کرتی ہیں مگر ان سے مرعوب نہیں ہوا کرتیں اس لئے تو صدر خاموش ہے حالانکہ وہ تم سے زیادہ عقلمند ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

”صدر صاحب، مجھے سمجھنا تو ایک طرف اب مجھ سے بات کرنا بھی چھوڑ گئے ہیں۔۔۔ صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم سے کیا بات کی جائے۔ تم بچوں کی طرح سوالات کرنا شروع کر دیتی ہو۔۔۔ صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ارے۔ ارے۔ ابھی تمہاری اتنی عمر نہیں ہوئی کہ صالح تمہارے نزدیک بچی بن گئی ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ اب ہم یہاں کب تک رکیں گے۔۔۔ کیپن شکیل نے کہا۔

”جب تک جولیا کی کال نہ آجائے کہ راستہ صاف ہو گیا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”مس صالح۔ جولیا کے ساتھ جوزف کے لئے بولا گیا ہے کیونکہ جوزف جنگل کا پرنس ہے۔ اس کی قوت شامہ بے حد تیز ہے اس لئے اس کا مطلب تھا کہ جوزف اور جولیا اس گائیکر اور سینڈی کا باقاعدہ سراغ لگا کر ان کا خاتمه کر دیں۔۔۔ کیپن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن کیا ہم ان کا خاتمه نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ صالح نے چوک کر کہا۔

”مس صالح۔ اپنی اور گائیکر کی صورت حال کو سمجھیں۔ وہ دونوں تربیت یافتہ ہیں۔ انہوں نے پہلی کال سن لی تھی اس لئے انہیں معلوم ہے کہ ہم جیپ پر سوار ہو کر لورگو پہنچ رہے ہیں۔ ہم نے انہیں دیکھا ہوا اور انہوں نے بھی ہمیں نہیں دیکھا ہوا۔ البتہ اس کال سے انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہمیں ان کی جیپ کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے اس لئے وہ ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے جیپ کو کسی موڑ کے قریب سڑک کے کنارے روک کر خود جھاڑیوں کی اوٹ میں رک کر بیٹھ جائیں گے جبکہ ہم جب اس جیپ کو دیکھیں گے تو لامحالہ ہم چینگ کے لئے رکیں گے اس طرح انہیں علم ہو جائے گا کہ ہم ہی ان کے مطلوبہ آدمی ہیں اور وہ ہم پر فائز کھول دیں گے۔۔۔ کیپن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ تم عمران کے ذہن کو اس حد تک سمجھتے ہو۔۔۔

”راستہ کلیئر ہو گیا ہے۔ گائکر اور سینڈی دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب تم اطمینان سے آ سکتے ہو۔ میں اور جوزف چاٹنی چیک پوسٹ کے بعد جو موڑ آتا ہے اس کے قریب موجود ہیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ تمہارے سارے ساتھی تفصیل سننے کے لئے انتہائی بے چین ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ سب کچھ جوزف کی وجہ سے ہوا ہے۔ جوزف تو انتہائی عظیمند اور بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ میں تو سوچ رہی ہوں کہ چیف سے کہہ کر اسے بھی سیکرٹ سروس میں شامل کرا دوں۔“..... جولیا نے کہا تو عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

”ارے۔ ارسے۔ یہ غصب نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا چیف کسی جنگل میں راستہ تلاش کرتا پھر رہا ہو گا اور اس کی جگہ جوزف لے لے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”ننسن۔ یہ کیا بات کر رہے ہو۔ کہاں جوزف اور کہاں چیف۔“..... جولیا کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

”شکر ہے۔ تم نارمل تو ہوئیں ورنہ جس طرح تم نے جوزف کی تعریف کی تھی میں تو گھبرا گیا تھا کہ میرا اور تنوری دونوں کا پتہ کٹ گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب تم آ جاؤ۔“..... جولیا نے

”میرا خیال ہے کہ میں جولیا، جوزف کی بات نہیں مانیں گی۔“..... صدر نے کہا۔

”تم نے جوزف کے بارے میں جولیا کی رپورٹ نہیں سن۔“..... اس نے اس کی کارکردگی کو شاندار کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف نے جولیا پر اپنی صلاحیتوں کا سکھ جمایا ہوا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم نے اس لئے جوزف کو ساتھ بھیجا ہو گا کہ اس طرح جولیا پر رعب ڈالا جائے۔“..... تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”رعب ڈالنا اور بات ہوتی ہے اور صلاحیتوں کا سکھ جمانا اور بات ہوتی ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اسی طرح کی باقیں کرتے ہوئے انہیں تقریباً دو گھنٹے ہو گئے لیکن جولیا کی طرف سے کوئی کال نہ آئی اور اب سوائے عمران کے باقی سب چہروں سے ہی بور ہوتے نظر آ رہے تھے۔

”ہم خواہ مخواہ یہاں کھڑے وقت ضائع کر رہے ہیں۔“..... تنوری نے غصیلے لمحے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میل فون کال کی آواز آنا شروع ہو گئی تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔ عمران نے جیب سے میل فون نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ جولیا نا سپیکنگ۔“..... جولیا کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ پنس آف ڈھمپ انڈنگ یو۔“..... عمران نے کہا۔

غصیلے لبجے میں کہا۔

”ارے۔ وہ تفصیل تو بتا دو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جولیا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”گذشو جولیا۔ تم نے اور جوزف نے واقعی اس مشن میں کام کیا ہے۔ ہم آرہے ہیں“..... عمران نے تحسین آمیز لبجے میں کہا اور سیل فون آف کر کے اس نے اسے جیپ میں ڈال لیا۔

”چلو۔ اب راستہ صاف ہے“..... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک موڑ کے دوسری طرف انہیں جوزف اور جولیا جیپ کے ساتھ کھڑے نظر آئے تو عمران نے جیپ روک دی۔

”ویل ڈن جوزف۔ تم نے تو مجھے بھی حیران کر دیا ہے“..... عمران نے جیپ سے نیچے اتر کر جوزف کے کاندھے پر ٹھکلی دیتے ہوئے کہا۔

”میں تو آپ کا غلام ہوں باس“..... جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اب یہاں سے جانے سے پہلے ہم نے میک اپ کرنا ہے ورنہ وہاں صرف یہ لوگ ہی نہ ہوں گے۔ بلیک تھنڈر نے اور بھی جال بچھا رکھے ہوں گے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

سردار ما تو لیبارٹری اریئے کے قریب بنے ہوئے لکڑی کے مخصوص کیبن میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ درمیانے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ چونکہ وہ ما رتو قبیلے کا سردار تھا اس لئے اس نے اپنے گلے میں ایک کالے رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی جس کے درمیان سفید رنگ کا ایک سانپ کندھی مارے بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ یہ سردار کا خاص نشان تھا جبکہ سردار ما تو کے جسم پر جیز کی پینٹ اور شرت اور اس پر اس نے سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ لکڑی کی بنی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے لکڑی کے تختوں سے بنائی گئی میز پر ایک ٹرانسمیٹر، ایک واٹر لیس فون اور شراب کی ایک بوتل موجود تھی۔ سردار ما تو بوتل اٹھا کر ایک گھونٹ لیتا اور پھر بوتل کو واپس رکھ دیتا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ شراب سے باقاعدہ لطف انداز ہو رہا ہو۔ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی

کھنڈی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بوتل میز پر رکھی اور فون کا رسپیور اٹھا لیا۔

”سردار ماتوں بول رہا ہوں“..... سردار ماتوں نے کہا۔

”سینڈ ہیڈ کوارٹر کالنگ“..... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے خود کار گراریاں آپس میں رکڑ کھارہی ہوں۔

”لیں سر۔ حکم سر“..... سردار ماتوں نے انتہائی موڈبانہ لمحے میں کہا۔

”لورگو شہر میں موجود ہمارے تمام ایجنٹس ختم کر دیئے گے ہیں۔ میک اپ چیک کرنے والی ریز مشین اور ٹارگٹ کو جلا کر راکھ کر دینے والی مشین بھی تباہ کر دی گئی ہے اس لئے اب لورگو شہر پاکیشی ایجنٹوں کے لئے اوپن ہو چکا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتوں کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”لیں سر۔ پھر کیا حکم ہے سر“..... سردار ماتوں نے پوچھا۔

”اب یہ پاکیشی ایجنٹ جنگ میں داخل ہو کر لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے اس لئے اب تم نے ان کا حصتی طور پر خاتمه کرنا ہے“..... دوسری طرف سے تکمیلہ لمحے میں کہا گیا۔

”لیں سر۔ میں ان کے خاتمے کے لئے تیار ہوں سر۔ یہاں سے لورگو شہر تک پورے علاقے میں میرے آدمی موجود ہیں۔ جیسے ہی یہ لوگ جنگ میں داخل ہوں گے ہلاک کر دیئے جائیں۔

گے“..... سردار ماتوں نے بڑے اعتماد بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنسٹ ہیں۔ اب تک بیٹی نے

اپنے بے شمار ایجنٹس ان کے مقابلے پر اتارے ہیں لیکن یہ اتنا انہیں ہلاک کر کے یہاں تک پہنچ گئے ہیں لیکن اب تک تمام معاملات شہروں میں طے ہوئے ہیں۔ اب پہلی بار یہ جنگل میں داخل ہوں گے اس لئے ہیڈ کوارٹر کا خیال ہے کہ جنگل میں تم اور تمہارے آدمی ان کے مقابلی زیادہ موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں سر۔ ہیڈ کوارٹر کا خیال درست ہے سر“..... سردار ماتوں نے کہا۔

”ان کی تعداد سات ہے جن میں دو عورتیں اور پانچ مرد شامل ہیں۔ ایک مرد افریقی بھشی ہے“..... سینڈ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

”لیں سر۔ آپ بے فکر ہیں سر۔ یہاں وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے“..... سردار ماتوں نے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کسی ہیلی کاپٹر پر عین لیبارٹری کے علاقے میں اتر جائیں اس لئے تم نے کوئی بھی ہیلی کاپٹر یا جہاز دیکھتے ہی فضا میں اڑا دینا ہے۔ کوئی بھی مشکوک آدمی سامنے آئے بغیر چینگ کئے اس کا فوری خاتمه کر دینا ہے“..... سینڈ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

”لیں سر۔ ہمارے پاس ہر قسم کے مکمل انتظامات موجود ہیں۔

وہ جس انداز میں بھی جنگل میں داخل ہوئے مارڈا لے جائیں گے۔ سردار ما تو نے اعتماد بھرے لبھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ہائی الٹ کراؤ اور لورگو شہر سے جنگل میں داخل ہونے والے ہر اجنبی کو ہر قیمت پر مار گراؤ۔ کسی کو چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بغیر کسی توقف کے ہر ایک کو اڑا دو۔“..... سینکڑ کوارٹر سے تیز لبھ میں کہا گیا۔

”لیں سر۔ میں نے پہلے ہی ایسے انتظامات کر رکھے ہیں۔“ - سردار ما تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انتظامات کی تفصیل بتاؤ۔“..... دوسرا طرف سے پوچھا گیا۔ ”سر۔ جنگل میں خوفناک درندے موجود ہیں اور لورگو سے لیبارٹری تک پورے علاقے کے درختوں پر ایس ایس آلات نصب کر دیئے گئے ہیں جن کی چیلنج ہم چوبیں گھنٹے کرتے رہتے ہیں۔ ان آلات کی وجہ سے ہر درندہ، ہر پرندہ اور ہر آدمی جو جنگل میں موجود ہوتا ہے یہاں سکرین پر آ جاتا ہے۔ لورگو سے لیبارٹری تک تمام علاقے میں مارتو قبیلہ پھیلا ہوا ہے۔ میں نے بطور سردار ما تو اپنے قبیلے کے گلے میں خصوصی ایٹھی سنرڈلوا دیا ہے۔

اس طرح چیلنج سکرین پر مارتو قبیلے کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا اس لئے جیسے ہی یہ لوگ کسی بھی میک اپ میں یا کسی بھی روپ میں جنگل میں داخل ہوں گے تو سکرین پر فوراً آ جائیں گے اور ہم انہیں انتہائی آسانی سے کسی بھی جگہ ہلاک کر دیں گے۔ اگر یہ لوگ

ہیل کا پڑیا کسی جہاز پر یہاں آئے تو اس کے لئے مختلف جگہوں پر انتہائی طاقتور ایئر کرافٹ گنیں نصب ہیں اس لئے انہیں چاہے وہ کتنی بھی بلندی پر ہوں آسانی سے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا۔“۔ سردار ما تو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کی کیا پوزیشن ہے۔“..... سینکڑ ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔ ”لیبارٹری کے گرد اوپنی تفصیل موجود ہے جس کے چاروں طرف واقع ٹاورز موجود ہیں جہاں چوبیں گھنٹے ایٹھی ایئر کرافٹ گنیں اور دوسرا طاقتور اسلحہ اور آدمی موجود رہتے ہیں۔ سلامیم پہلے لیبارٹری سے باہر آتے جاتے رہتے تھے لیکن اب انہیں باہر آنے سے مستقل طور پر روک دیا گیا ہے اور لیبارٹری کا باہر سے کوئی گیٹ نہیں رکھا گیا۔ البتہ اس لیبارٹری کے دو خفیہ راستے ہیں لیکن ان دونوں راستوں کو بھی تا حکم ثانی مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب لیبارٹری میں داخل ہونے کا سوائے فضا کے اور کوئی راستہ نہیں ہے اور فضا کو بھی کور کر لیا گیا ہے۔“..... سردار ما تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ ان کا خاتمه یقینی ہونا چاہئے اور اگر تم نے ان کا خاتمه کر دیا تو تمہیں اس قدر انعام و اکرام دیا جائے گا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ لیبارٹری دراصل بیٹی کا مستقبل ہے۔“..... سینکڑ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

”میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ صرف سات

افراد تو ایک طرف پوری فوج بھی یہاں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔..... سردار ماتونے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی بھی خاص بات ہوتم نے مجھے اطلاع دینی ہے۔ پیش پر فریکونسی پر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں سر۔..... سردار ماتونے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”تو یہ لوگ آخر کار یہاں آپنچے۔ اب ان کا شکار کھیلا جائے گا۔..... سردار ماتونے بڑے فخرانہ لبھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسیمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر اس کا ٹھن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ایس ایم اے بول رہا ہوں۔ اوور۔..... سردار ماتونے باز بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ ایس ایم تھری بول رہا ہوں۔ اوور۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”دشم ایجنٹ لورگو پہنچ چکے ہیں۔ ایس ایم تھری۔ اس لئے تمام آپریشنز کو اچھی طرح چیک کرلو اور ہائی الرٹ کا اعلان کر دو۔ دشمن ایجنٹوں کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ اوور۔..... سردار ماتونے سخت لبھے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا۔ اوور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتونے اوکے کہہ کر

ٹرانسیمیٹر آف کیا اور پھر اس نے وائرلیس فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

”سردار ماتوں بول رہا ہوں۔..... سردار ماتونے کہا۔

”اوہ۔ آپ نے کیوں کال کی ہے۔ انھوں نے بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر۔..... دوسری طرف سے اس بار قدرے زم لبھے میں کہا گیا۔

”سینکنڈ ہینڈ کوارٹر سے مجھے کال کر کے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لورگو شہر پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے وہاں ہمارے تمام آدمیوں کا خاتمه کر دیا ہے اور اب وہ یہاں لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے لازماً جنگل میں داخل ہوں گے اس لئے آپ اب ہائی الرٹ رہیں گے اور کسی بھی صورت میں کسی بھی ایئر کرافٹ کو سلامت نہیں رہنا چاہئے۔ آپ اسے ہر صورت میں فضا میں ہی تباہ کر دیں۔..... سردار ماتونے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ہم چوپیں گھنٹے ریڈ الرٹ رہتے ہیں کیونکہ ہمیں اس لیبارٹری کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے۔ انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اول تو یہ لوگ ہمارے ہی ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے لیکن پھر بھی آپ نے ہوشیار رہنا ہے۔..... سردار ماتونے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر

ہاتھ ہٹا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ماشو بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سردار ماتو بول رہا ہوں“..... سردار ماتو نے کہا۔

”اوہ آپ۔ حکم فرمائیں سردار“..... ماشو نے کہا۔

”لورگو میں پاکیشیانی ایجنسٹ پہنچ چکے ہیں جن کی تعداد سات ہے۔ اس گروپ میں دو عورتیں اور پانچ مرد شامل ہیں جن کے ساتھ ایک گائیڈ افریقی جبشی بھی شامل ہے۔ انہوں نے لورگو میں ہمارے تمام ایجنسٹوں کا خاتمه کر دیا ہے اور اب یہ مارتو ایریا پہنچنے کے لئے پرتوں رہے ہیں۔ کیا تم انہیں ٹریس کر سکتے ہو؟“..... سردار ماتو نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس کلیو پر کام ہو سکتا ہے کیونکہ لورگو میں مقامی لوگوں کی اکثریت ہے اور اجنبی افراد کی نگرانی آسانی سے کراچی جا سکتی ہے۔ اس طرح اس گروپ کو ٹریس کیا جا سکتا ہے لیکن جناب انہیں ہلاک کون کرے گا کیونکہ میرے آدمی صرف مخبری تو کر سکتے ہیں کسی تربیت یافتہ فرد کو ہلاک نہیں کر سکتے“..... ماشو نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم اس کی فکر مت کرو۔ یہ ہمارا کام ہے۔ تم نے صرف مجھے درست اور حصی معلومات مہیا کرنی ہیں اور تمہارا معاوضہ ڈبل ہو گا۔“

سردار ماتو نے کہا۔

”مجھے کہاں اطلاع دینی ہو گی اور کتنا معاوضہ ملے گا؟“..... ماشو نے سرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک فون نمبر نوٹ کرلو۔ اس پر تم نے اطلاع دینی ہے اور معاوضہ تم کتنا چاہتے ہو لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہاری دی ہوئی معلومات غلط ثابت ہو میں تو تم اپنے گروپ سمیت ہلاک کر دیئے جاؤ گے“..... سردار ماتو نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں اس لئے میں کیسے آپ سے غلط بیانی کر سکتا ہوں“..... ماشو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بولو معاوضہ کتنا دوں“..... سردار ماتو نے کہا۔

”جناب۔ صرف ایک لاکھ ڈالر دے دیں“..... ماشو نے کہا۔

”ایک نہیں دو لاکھ ڈالر میں گے۔ شرط وہی کہ معلومات فوری، حصی اور درست ہونی چاہیں“..... سردار ماتو نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ جیسے ہی انہوں نے کسی مقامی آدمی سے رابطہ کیا آپ کو فوری اطلاع مل جائے گی“..... ماشو نے سرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... سردار ماتو نے کہنا اور رسپور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ماشو کا مخبری کا گروپ لورگو میں سب سے وسیع اور سب سے موثر ہے اس لئے ماشو لازماً اس گروپ کا سراغ نکال لے گا اور پھر انہیں لورگو میں ہی آسانی سے ہلاک کرایا جا سکتا ہے۔

”نہیں۔ وہ مارتوقبیلے کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے یہاں لانے کی غرض سے گیا ہوا ہے تاکہ اس سے اس لیبارٹری اور باقی ایریے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جاسکیں“..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں وہاں یہی کاپڑ پر جانا چاہئے۔ جنگل کے درندے ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں“..... صالح نے کہا۔

”اگر انسانی درندے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو بے چارے حیوانی درندے کیا کر سکیں گے۔ البتہ یہی کاپڑ کو فضا میں ہی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ گائیکر اور سینڈی کی ہلاکت کی اطلاع بلیک تھنڈر تک پہنچ گئی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں فوری طور پر کوئی اور ٹیم بھیج دیں اس لئے ہمیں آگے کی کارروائی جلد از جلد کر لینی چاہئے“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اب اپنی پوری توجہ لیبارٹری پر لگا دی ہو“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ان سلاجمیں کے بارے میں تاریخ ہمیں جو کچھ بتاتی ہے وہ تو انتہائی خوفناک ہے“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لورگو شہر کی ایک کافی بڑی عمارت میں موجود تھا۔ یہ جگہ انہوں نے یہاں کے سیاحوں کے لئے رہائش گاہیں مہیا کرنے والے گروپ سے نقد رقم دے کر حاصل کی تھی۔ گائیکر اور سینڈی کی لاشیں اور ان کی جیپ انہوں نے وہیں چھوڑ دی تھی اور پھر وہ اپنی جیپوں میں سوار ہو کر یہاں پہنچ گئے تھے۔ چانگی چیک پوسٹ پر ان کی سرسری سی چینگ کی گئی تھی کیونکہ ان سب کے پاس میں الاقوامی سیاحتی ادارے کے خصوصی کارڈز موجود تھے اور چونکہ سب کو معلوم تھا کہ ایسے کارڈز انتہائی چھان میں کے بعد چاری کئے جاتے ہیں اس لئے ان کارڈز ہولڈر کی زیادہ چھان میں نہ کی جاتی تھی۔

”عمران صاحب۔ کیا جوزف باہر پھرہ دے رہا ہے“۔ اچانک صدر نے پوچھا کیونکہ جوزف کافی دیر سے غائب تھا۔

سائنس دان کی بجائے جادوگر کہا جاتا تھا۔ بہر حال مخلوط مخلوق پیدا ہوئی جیسے جل پری، ابوالہول اور اڑتا گھوڑا اب تک تصاویر میں ہمارے سامنے موجود ہیں جبکہ ہمارے سائنس دان ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچ کر مخلوط مخلوق کو وجود میں لا سکیں۔ لیکن جیسے جو لیانا نے بتایا کہ این ڈی اے سے ویسی ہی مخلوق کلونگ کے ذریعے پیدا کی جاسکتی ہے اور موجودہ سائنس دانوں کو سلاجیم کا ڈھانچہ مل گیا ہے اور وہ اس کے این ڈی اے سے سلاجیم مخلوق وجود میں لائی گئی ہے۔ اس سائنس دان کو بلیک تھنڈر لے اڑی اور انہوں نے سلاجیم کو مستقبل میں اپنی فوج کا درجہ دے دیا کیونکہ یہ مخلوق ناقابل تنفس ہونے کے ساتھ ساتھ سو فیصد حد تک فرمانبردار بھی رہتی ہے اور اس پر کوئی بارود یا کوئی ریز بھی اثر نہیں کر سکتی اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر وہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسے وجود میں لے آئیں تو پھر پوری دنیا کو ان سلاجیم کے ذریعے آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور یہ تمام کام خفیہ طور پر ہو رہا تھا کہ اس کا علم سپرپاورز کو ہو گیا جس کے نتیجے میں ہم یہاں موجود ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ان کا خاتمه کیسے کیا جا سکتا ہے؟“۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

”میں نے اس پر سوچا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ طوفان نوح نے ایسی تمام مخلوط مخلوقات کا خاتمه کر دیا ورنہ شاید اب تک

”تم نے ان کے بارے میں پڑھا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہا۔ جب مجھے اس بارے میں معلوم ہوا تو میں نے نیشنل لائبریری جا کر اس بارے میں تاریخ کی کتابیں نکلوائیں اور انہیں پڑھا۔ سلاجیم ایک ایسی مخلوق ہے جس کا سر بیل جیسا اور جسم انسانوں جیسا ہے۔ پہلے تو لوگوں نے ایسی کسی مخلوق کے وجود سے ہی انکار کر دیا تھا کیونکہ ایسا ناممکن ہے لیکن پھر ابوالہول کا مجسمہ جو اب بھی موجود ہے اور ایسے پتھر اور تنخیاں سامنے آ گئیں جن پر کچھ یقین آنے لگا اور اب جب سے سائنس دانوں نے کلونگ میں مہارت حاصل کر لی ہے تب سے ایسی مخلوق کے وجود پر لوگوں کو یقین ہو گیا ہے لیکن سلاجیم کے بارے میں تو لکھا گیا ہے کہ ان پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا۔..... کیپشن شکیل نے کہا۔
 ”لیکن کلونگ سے یہ مخلوق کیسے وجود میں آ سکتی ہے۔ کلونگ سے تو جس کا ڈی این اے ہو گا ویسی ہی مخلوق پیدا ہو گی جیسے سائنس دانوں نے ایک بھیتر کے ڈی این اے سے کلونگ کے ذریعے ویسی ہی بھیتر پیدا کر لی تھی جس کا نام ڈولی رکھا گیا تھا۔“۔ جو لیانا نے کہا۔

”تم دونوں کی بات درست ہے۔ قدیم دور میں شاید سائنس دان آج کل کے سائنس دانوں سے زیادہ ایڈوانس تھے لیکن انہیں

ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید بات ہوتی جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

”کیا ہوا جوزف۔ کوئی بات بنی؟“..... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

”باس۔ یہاں ایک مجرمی کرنے والا گروپ ہے جس کا انچارج ماشو نام کا آدمی ہے۔ اس نے یہاں موجود پچھیں مارتو افراد سے رابطہ کیا ہے اور انہیں معاوضہ دینے کا وعدہ کر کے ان سے کہا ہے کہ جیسے ہی کوئی گروپ ان سے مارتو ایریئے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے رابطہ کرے وہ ماشو کو اطلاع دیں“..... جوزف نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ جوزف نے انتہائی اہم بات بتائی تھی۔

”تمہیں کیسے یہ تفصیلی اطلاع ملی ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میں نے ایک مارتو کو چیک کر لیا تھا۔ آپ نے مارتو کی جو خاص نشانیاں بتائی تھیں وہ میں نے چیک کر لی تھیں۔ یہ مارتو یہاں ایک ہوٹل میں چوکیدار ہے۔ میں نے اسے دو بڑے نوٹ دے کر اس سے گھر ملنے کے لئے کہا تو وہ فوراً تیار ہو گیا۔ پھر مجھے اپنے گھر لے گیا۔ وہ یہاں اکیلا رہتا تھا۔ پھر اس کو کچھ مزید نوٹ دے کر اور کچھ سختی کر کے اس سے یہ معلومات ملی ہیں۔ اس ماشو کا آدمی مجھ سے پہلے اس سے مل چکا تھا۔ اس نے یہی بتایا ہے کہ یہاں پچھیں مارتو رہتے ہیں۔ یہ تعداد اس لئے کم ہے کہ مارتو قبلی

اس پوری دنیا پر حکومت ہی اس مخلوط مخلوق کی ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح کے ذریعے ایسی تمام مخلوط مخلوقات کا خاتمه کر دیا اس کا مطلب ہے کہ پانی میں ڈوب کر یہ ہلاک ہو سکتے ہیں اور اس لیبارٹری کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق مارتو ایریے میں جہاں یہ لیبارٹری ہے وہاں ایک گہری جھیل بھی ہے۔ اگر اس مخلوق کو اس جھیل میں ڈبو دیا جائے تو یہ ہلاک ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس مخلوق کے این ڈی اے تو سائنس دانوں کے پاس ہوں گے۔ وہ دوبارہ یہ کام کر سکتے ہیں؟“..... صدر نے کہا۔

”اس لیبارٹری کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دیا جائے گا تو خود ہی یہ سارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور فوری طور پر دنیا پر منڈلانے والا یہ خطرہ دور ہو جائے گا۔ پھر بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں کیسے اس جھیل میں ڈبوایا جائے گا؟“..... صالح نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ سلاجیم مخلوق جن کی تعداد سیٹکڑوں میں ہے ابھی ان کی عمریں چند سال ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ابھی نیچے ہیں اس لئے وہاں جا کر دیکھا جائے گا کہ ان کے بارے میں کیا ہو سکتا ہے؟“..... عمران نے جواب دیتے

کے لوگ جنگل سے باہر رہنا توہین سمجھتے ہیں اور یہ پچپس مارتو بھی وہ ہیں جنہیں ان کے قبیلے نے کسی نہ کسی وجہ سے جنگل سے نکال دیا ہے۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ماشو کے بارے میں معلوم کیا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں ہوتا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”لیں بآس۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ ماشو یہاں کے ایک چھوٹے سے کلب کا مالک ہے۔ اس کلب کا نام ماشو کلب ہے۔ کلب زیادہ نہیں چلتا لیکن اس ماشو کا مجری کا کام خاصاً اچھا جا رہا ہے۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”یہاں کس کی مجری ہو سکتی ہے؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”منشیات کا دھنده کرنے والے گروپس اور اسلحہ کی اسمگنگ کرنے والے گروپس یہاں کافی تعداد میں موجود ہیں۔“..... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا تم اس ماشو کو اٹھا کر لاسکتے ہو یا میں کسی کو تمہارے ساتھ بھیجوں؟“..... عمران نے کہا۔

”جیسے آپ حکم دیں بآس۔“..... جوزف نے موبدانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صفدر۔ تم جوزف کے ساتھ چلے جاؤ اور اس ماشو کو اس طرح اٹھا کر یہاں لے آؤ کہ اس کے کسی آدمی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن جس مارتو سے جوزف ملا ہے۔ اس نے لازماً اب تک ماشو کو اطلاع دے دی ہو گی۔“..... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے کچھ بتانے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو یہ کام فوراً کرنا چاہئے ورنہ ماشو کو اس کی موت کی اطلاع مل گئی تو وہ ہوشیار ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ اس سے جو کچھ پوچھنا ہے وہیں نہ پوچھ لیں۔ اس کا یہاں لانا مسئلہ بن سکتا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”کوئی مسئلہ نہیں بنتا۔ تم اسے یہاں لے آؤ۔ اس سے تفصیل سے بات کرنا ہو گی جو وہاں نہیں ہو سکتی۔“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ آؤ جوزف۔“..... صدر نے کہا اور جوزف سمیت باہر چلا گیا۔

”تم ماشو سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟“..... جولیا نے کہا۔

”اس کا رابطہ لازماً سردار مارتو سے ہو گا اور اس لئے اسے یہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ ہمیں اس انداز میں ٹریس کیا جاسکے اور واقعی جس نے یہ احکامات دیئے ہیں وہ عقلمند آدمی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ہم مارتو ایریے میں داخل ہونے سے پہلے لامحالہ کسی مارتو سے مل کر اس سارے ایریے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ماشو کو ساری تفصیلات کا علم ہو گا عمران صاحب“۔
صالح نے کہا۔

”دیکھو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے“..... عمران نے جواب دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد صدر اندر داخل ہوا تو اس کے کانڈھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا۔

”جوزف کہاں ہے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ اس دیڑ کا خاتمہ کرنے کے لئے وہیں رک گیا ہے جس سے اس ماشو کے آفس کا خفیہ راستہ معلوم کیا تھا۔ پھر ہم دونوں اس خفیہ راستے سے اس کے آفس میں پہنچ گئے اور اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر اس خفیہ راستے سے باہر آ گئے لیکن اس کی گمشدگی کا علم ہوتے ہی یہ دیڑ جوزف کا حلیہ بتا سکتا تھا اس لئے جوزف وہیں رک گیا تھا تاکہ اس کا خاتمہ کر سکے اور میں اسے لے آیا ہوں“..... صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے یہاں کری پر ڈال دو اور رسی لے آؤ“۔
عمران نے کہا تو صدر نے کانڈھے پر لدے ہوئے اوہیڑ عمر مقامی آدمی کو ایک خالی کرسی پر ڈالا اور پھر وہ سٹور روم سے رسی کا ایک بندل اٹھا لایا۔ کیپٹن شکلیل کی مدد سے اس نے اسے کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔ اس دوران جوزف بھی واپس آ گیا تھا۔
”آپ سب لوگ باہر جائیں تاکہ یہ سب کو نہ دیکھ سکے“۔ عمران

نے کہا۔

”کیا آپ اسے زندہ چھوڑ دیں گے“..... صدر نے چونک کر پوچھا

”ہو سکتا ہے کہ ایسی پوزیشن آ جائے کہ اس کو زندہ چھوڑ دینا ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔ جب تک اس سے بات چیت نہ ہو جائے تب تک کچھ کہا نہیں جا سکتا“..... عمران نے جوب دیا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا کیونکہ اس کے سر پر ابھرے ہوئے گومڑ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے چوٹ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

چند لمحوں بعد جب اس کے ساکت جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا۔

”تمہارا نام ماشو ہے اور تم مجری کرنے والے گروپ کے چیف ہو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ چونک کر غور سے عمران کو دیکھنے لگا جو اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہے۔“..... ماشو نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”تمہارا نام ماشو ہے اور تم مجری کرنے والے گروپ کے چیف ہو۔“..... عمران نے غارتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے اور میں کہاں ہوں۔“..... ماشو نے کہا۔

”تمہیں تمہارے کلب سے اخوا کر کے یہاں لا یا گیا ہے اور اگر تم نے میرے سوالوں کے درست جواب نہ دیئے تو تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔“..... عمران نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”سوالوں کے جواب۔ کیا مطلب۔ کیسے سوال اور تم ہو کون۔“..... ماشو کے لبجے میں حیرت نمایاں تھی۔

”تم نے لورگو میں موجود مارتو قبیلے کے پچیس افراد سے رابطہ کیا اور انہیں کہا کہ اگر کوئی گروپ ان سے مارتا ایریے کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رابطہ کرے تو وہ تمہیں اطلاع دیں۔“..... عمران نے کہا تو ماشو بے اختیار چونک پڑا۔

”تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا یہ سب کچھ اور کیا تم اس گروپ سے تعلق رکھتے ہو۔“..... ماشو نے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں میرے سوالوں کے جواب دو۔ زیادہ

755
ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... عمران نے سفاک لبجے میں کہا۔

”پہلے تم مجھے مطمئن کرو پھر بات ہو گی۔“..... ماشو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور دوسرے لبجے جوزف اندر داخل ہوا تو ماشو بے اختیار چونک پڑا۔ ”اوہ۔ اوہ۔ تم میرے آفس میں اچانک داخل ہوئے تھے۔“..... ماشو نے چونک کر جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ جوزف اس وقت تک کمرے کے دروازے کے باہر موجود رہے گا جب تک وہ اندر رہے گا اس لئے اس نے اسے بلانے کے لئے مخصوص انداز میں تالی بجائی تھی۔ اسی لئے جوزف فوری طور پر اندر آ گیا تھا۔

”اس کی ایک آنکھ نکال دو۔“..... عمران نے جوزف سے کہا۔ ”لیں باس۔“..... جوزف نے جواب دیا اور جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر وہ بڑے چارحانہ انداز میں کری پر بیٹھے ہوئے ماشو کی طرف بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔“..... ماشو نے جوزف کے انداز کو دیکھ کر ہی ہذیانی انداز میں چھپتے ہوئے کہا۔ ”وہیں رک جاؤ۔ اب جیسے ہی یہ ہوشیار بننے کی کوشش کرے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم نے فوراً اس کی آنکھ نکال دینی ہے اور پھر دوسری آنکھ، پھر ناک، پھر کان اور اسی طرح پورے جسم

ماشو کے قریب کھڑے جو زف نے بجلی کی سی تیزی سے خبر کی نوک سے ماشو کی آنکھ کا ڈھیلا کاٹ کر باہر پھینک دیا تھا۔ ماشو مسلسل چیخ رہا تھا اور بندھے ہونے کی وجہ سے وہ تنکیف کی شدت سے اپنا سرداں میں بائیں مار رہا تھا جبکہ جو زف نے بڑے اطمینان سے خبر پر لگ جانے والا خون اور مواد اسی کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دیا۔

”سب سچ بتا دو ورنہ دوسری آنکھ بھی غائب ہو جائے گی اور تم خود تصور کر سکتے ہو کہ اندھے آدمی کی کیا نزدیکی ہو گی جبکہ میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ صرف معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ بتا دیتا ہوں۔ بتا دیتا ہوں“..... ماشو نے کراہتے ہوئے لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون کا نمبر بتا دیا اور عمران نمبر سن کر چونک پڑا کیونکہ یہ سیٹلائزٹ نمبر تھا۔

”کوڈ کیا طے ہوئے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔
”کوئی کوڈ نہیں ہے۔ کوئی کوڈ نہیں ہے“..... ماشو نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں کوئی ایسا مارتو آدمی ہے جو لیبارٹری تک جنگل اور اس میں نصب مشینری کے بارے میں بتا سکے“..... عمران نے کہا۔

”ایسا کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ سب مارتو یہاں کئی برسوں سے رہ رہے ہیں۔ ان کا داخلہ قبیلے نے جنگل میں بند کیا ہوا ہے۔ وہ

کا حشر کر دینا ہے“..... عمران نے انتہائی سفاک لبجے میں کہا۔
”لیں بس“..... جو زف نے بندھے ہوئے ماشو کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں تیز دھار خبر موجود تھا۔

”یہ۔ یہ سب کچھ میں نے سردار ما تو کے کہنے پر کیا ہے۔ اس نے مجھے ڈبل معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا“..... اس بار ماشو نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

”سردار ما تو کیا خود یہاں آیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔
”نہیں۔ اس نے مجھے فون کیا تھا“..... ماشو نے جواب دیا اور اس کے لبجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”کیا وہ تم سے پہلے سے واقف تھا“..... عمران نے پوچھا۔
”ہاں۔ وہ پہلے یہاں لورگو میں رہتا تھا۔ چاگو فورس اس کے ماتحت کام کرتی ہے۔ پھر اسے مارتو ایریا میں بھجوادیا گیا۔ یہاں وہ مجری کے تمام کام میرے ذریعے ہی کرتا تھا“..... ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے روپورٹ کس نمبر پر دینی ہے“..... عمران نے کہا۔
”اس۔ اس نے کہا تھا کہ وہ خود فون کرے گا“..... ماشو نے اس بار قدرے رک رک جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جھٹکا تو دوسرا ہے لمحے کرہ ماشو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کے اشارے پر

کرے گا اور میں اسی طرح ہر ہفتے شراب کا کریٹ وہاں بھجواتا ہوں۔۔۔ ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آله کہاں ہے اور تمہیں کس نے مہیا کیا ہے؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”آلہ میرے آفس میں ہے اور مجھے سردار ماتو نے کرامی سے منگوا کر دیا تھا۔۔۔ ماشو نے جواب دیا۔

”اب کب تم نے شراب بھجوائی ہے؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”پچھلے ایک ماہ سے اس نے شراب منگوائی بند کر دی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ مجبوری ہے کیونکہ پاکیشیائی اجنبی اس آڑ میں حملہ کر سکتے ہیں۔۔۔ ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون لے جاتا تھا شراب؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میرا خاص آدمی ہے کارشو۔ وہ لے جاتا تھا۔۔۔ ماشو نے کہا۔

”کیا یہ کارشو تمہارے کلب میں کام کرتا ہے؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ میرے کلب میں سپروائزر ہے۔۔۔ ماشو نے جواب دیا اور پھر عمران نے اس سے مختلف سوالات کر کے مزید تفصیل معلوم کر لی۔

”اسے آف کر دو۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے خبر ماشو کی شرک میں اتنا دیا۔

عام سی باتیں تو بتا سکتے ہیں لیکن مشینری کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے۔۔۔ ماشو نے جواب دیا۔

”یہ تفصیلات کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔ بولو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو جواب دو ورنہ۔۔۔ عمران نے انتہائی سفاک لبھے میں کہا۔

”کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے؟۔۔۔ ماشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہیں حلف دے سکتا ہوں بشرطیکہ تم ایسے آدمی کی نشاندہی کر دو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سردار ماتو گولڈن ایپل شراب بے حد پسند کرتا ہے اور یہ شراب یہاں صرف میں ہی سپلائی کرتا ہوں۔ جب سردار ماتو یہاں تھا تو ہر وقت پورا کریٹ اپنے پاس رکھتا تھا اور اب بھی وہ مجھ سے کریٹ منگواتا ہے۔ چونکہ یہ شراب میں خود تیار کرتا ہوں اور ایک ہفتے میں یہ خراب ہو جاتی ہے اس لئے وہ ہر ہفتے مجھ سے شراب کا ایک کریٹ منگواتا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ جب بھی میں شراب بھجوں تو بند جیپ میں بھجواؤں اور اس جیپ کے آگے مارتوں قبیلے کے خاص نشان کا جھنڈا لگا کر بھجوں اور جیپ کی چھت پر کسطن ریز کا آله لگا کر بھجا کروں۔ اس کے مطابق کسطن ریز کے آگے کی وجہ سے کوئی سائنسی حرپہ اس جیپ پر استعمال نہیں ہو سکے گا اور مخصوص جھنڈے کی وجہ سے کوئی آدمی اس پر حملہ نہیں

ماشو کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی لیکن شہ رگ کٹ جانے کی وجہ سے وہ چند لمحوں میں ہی مختندا پڑ گیا۔ جوزف نے خخبر واپس لکھنچا اور اس کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دیا۔

”اس کی لاش کو اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں پھینک دو“..... عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس کمرے سے باہر آ کر وہ ساتھ والے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی اسی کمرے میں تھے۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... صدر نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ ”ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا“..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا اور پھر کری پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ماشو کلب کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کرتے شروع کر دیئے۔

”ماشو کلب“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ماشو بول رہا ہوں۔ سپروائزر کارشو کو فون پر بلا فر“..... عمران

نے ماشو کی آواز اور لبجے میں کہا۔ اس کا لبجہ تحکمانہ تھا۔

”اوہ۔ لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کارشو بول رہا ہوں بس“..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”کارشو۔ میرے آفس سے کستان ریز کا آلہ اٹھا کر جو ہی روڑ پر تھری ایکس نمبر والی سرخ پھرلوں کی عمارت میں آ جاؤ“..... عمران نے ماشو کی آواز اور لبجے میں کہا۔

”لیں بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”سردار ماتو بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ماشو بول رہا ہوں جناب“..... عمران نے ماشو کی آواز اور لبجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”جناب۔ آپ کا کام کر دیا گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے۔ کس طرح“..... سردار ماتو نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں پچیس مارٹو رہتے ہیں اور میں نے سب کو الٹ کر دیا۔

”اسی عمارت میں ہیں جناب۔ جہاں وہ موجود تھے۔ اگر آپ کہیں تو میں کارشو کے ذریعے جیپ پر گولڈن اپل کا کریٹ اور لاشیں آپ کو بھوا دوں۔ آپ معاوضہ اسے دے دیں۔ میرا بھی اور ساٹھوں کا بھی“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن یہاں تو ریڈ الرٹ ہے“..... سردار ماٹونے چونک کر کہا۔

”جناب۔ کشان ریز کا آله تو میرے پاس ہے۔ وہ میں جیپ پر لگا دوں گا اور مارتو قبیلے کا جھنڈا بھی۔ اس طرح لاشیں بھی آپ کے پاس پہنچ جائیں گی اور گولڈن اپل شراب کا کریٹ بھی“..... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ تم فوراً کارشو کو بھجا دو اور کریٹ کے ساتھ لاشیں بھی بھجا دو“..... دوسری طرف سے اس بار اطمینان بھرے لجھے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ظاہر ہے کہ کارشو، گولڈن اپل اور کشان ریز کے آله کے حوالہ جات نے اسے خاص طور پر مطمئن کر دیا تھا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ میں انہی ٹھوڑی دیر میں اسے بھجا رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کالاش گیٹ کھولنے کا حکم دے دیتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسپور رکھ دیا اور پھر اس نے دروازے

تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک مارتو جو کہ کالی ناٹھ ایریے میں رہتا ہے ایک افریقی جبشی اس سے ملا اور اس نے اسے بھاری رقم کے عوض مارتو جنگل کے بارے میں تفصیل بتانے کا کہا۔ اس مارتو نے اسے تفصیل سے عام سی باتیں بتا دیں اور اس کے جانے کے بعد اس مارتو نے مجھ سے رابطہ کیا اور اس افریقی جبشی کا حلیہ بتا دیا۔ میرے آدمیوں نے ٹھوڑی دیر میں اسے ٹریس کر لیا وہ گارڈن ایریے کی ایک عمارت میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی دو عورتیں اور چار ایکریمین مرد بھی موجود ہیں۔ وہ لوگ کہیں جانے کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر میں نے سوچا کہ اگر یہ نکل گئے تو پھر ان کا ملنا مشکل ہو جائے گا اس لئے میں نے فوراً ساٹھوں سے رابطہ کیا اور ساٹھوں نے میرے کہنے پر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر ان بے ہوش افراد کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ساٹھوں کون ہے۔ میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہا ہوں“..... سردار ماٹونے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یہ نیا گروپ ہے۔ آپ کے جانے کے بعد یہاں آ کر اس نے کارروائیاں شروع کی ہیں اور اب مجھے اسے بھاری رقم دینی پڑے گی“..... عمران نے کہا۔

”رقم کی فکر مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ لاشیں اب کہاں ہیں“..... سردار ماٹونے کہا۔

کے باہر موجود جوزف کو بلا کر اسے کہا کہ ایک مقامی آدمی یہاں پہنچ رہا ہے اسے اندر لے آؤ اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔
”میں نے جنگل میں داخل ہونے کا راستہ تو کھلوالیا ہے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سردار ما تو نے فون کا رسپور رکھا تو اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ گو ما شونے آخر میں جو حوالہ جات دیئے تھے وہ درست تھے اور یہ بات طے تھی کہ بولنے والا بھی ما شو ہی تھا کیونکہ اس کی آواز اور بچے کو سردار ما تو اچھی طرح پیچانتا تھا لیکن یہ بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ جن پاکیشی ایجنسنٹوں کے گروپ کے ہاتھوں بڑے بڑے پر ایجنسٹ ہلاک ہو گئے ہیں اور جن کی خاطر سیکشن ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا گیا تھا اور جن کو روکنے کے لئے یہاں جنگل اور لیبارٹری میں ایسے انتظامات کئے گئے کہ شاید پوری ایکریمین فوج کو بھی روکنے کے لئے اس قدر انتظامات نہ کئے جاتے۔ وہ عام سے گروپ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور پھر سماں کے نام نے بھی اسے چونکا دیا تھا۔ یہ نام ایسا تھا جو اس کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو گیا ہو۔ بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ انتہائی خطرناک آدمی ایک عام سے آدمی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے"..... سردار ماتو نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس انداز میں کاندھے جھٹکے جیسے وہ کسی نسلے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ اور"..... سردار ماتو نے کہا۔ "ہیلو۔ ہیلو۔ سردار ماتو کانگ۔ اور"..... سردار ماتو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"لیں بار۔ کامگار اندنگ یو۔ اور"..... رابطہ ہوتے ہی دوسرا طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کامگار، کالاش گیٹ کھلوا وو کیونکہ ماشو کا آدمی کارشو جیپ پر میرے پاس آ رہا ہے لیکن تم نے اس کی جیپ کو اچھی طرح چیک کرنا ہے۔ اگر اس میں سات لاشیں اور گولڈن اپل شراب کا گراریوں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز سنائی وی۔" "لیں سر۔ حکم سر"..... سردار ماتو نے اس بار انتہائی مودبانتہ لجھ میں کہا۔

"سات لاشیں۔ کیا مطلب بار۔ اور"..... دوسرا طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"میں نے ماشو کے ذمے لگایا تھا کہ وہ ہمارے دشمن ایجنٹوں کو لورگو میں ٹریس کرے اور ابھی اس نے کال کر کے بتایا ہے کہ اس نے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیا ہے اس لئے میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ان کی لاشیں لے آئے اور ساتھ ہی گولڈن اپل

شراب کا کریٹ بھی۔ لیکن تم نے پہلے ان لاشوں کو چیک کرنا ہے پھر اس جیپ کو آگے بڑھنے دینا ہے۔ اور"..... سردار ماتو نے کہا۔ "لیں بار۔ اور"..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ جیسے ہی یہ لوگ چیک ہو کر آگے بڑھیں تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ اور"..... سردار ماتو نے کہا۔

"لیں بار۔ اور"..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو سردار ماتو نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ابھی اسے ٹرانسمیٹر آف کئے چند لمحے گزرے ہوں گے کہ یکخت فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سردار ماتو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"سردار ماتو بول رہا ہوں"..... سردار ماتو نے کہا۔

"سینڈ ہیڈ کوارٹر کانگ"..... دوسرا طرف سے وہی خود کار گراریوں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز سنائی وی۔

"لیں سر۔ حکم سر"..... سردار ماتو نے اس بار انتہائی مودبانتہ لجھ میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے لورگو کے بارے میں"..... دوسرا طرف سے پوچھا گیا۔

"وہاں میں نے ایک گروپ کو الٹ کر دیا ہے۔ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے وہ مجھے اطلاع دیں گے اور پھر میں وہیں ان کے خاتمے کا بندوبست کر دیں گا سر"..... سردار ماتو نے جواب دیا۔ پہلے تو اس نے ان کی

موت کے بارے میں بتانے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ یہ سوچ کر بدلتا تھا کہ پہلے مکمل چیکنگ ہو جائے پھر وہ اطلاع دے گا۔

”وہ لوگ جنگل میں تو داخل نہیں ہوئے“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”نہیں جناب“..... سردار ماٹونے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لورگو شہر کی طرف تو تم نے انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ باقی اطراف میں کیا کیا ہے؟“..... سینڈ ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

”جناب۔ مارتو ایریے کے چاروں طرف چالیس کلومیٹر تک ایسے ہی انتظامات ہیں۔ آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا جناب“۔

سردار ماٹونے مودبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ارابطہ ختم ہو گیا تو سردار ماٹونے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے کامگار کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ اس طرح لاشیں چیک ہو سکتی تھیں اور اسے مکمل اطمینان ہو جانا تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کامگار کالنگ۔ اوور“..... کامگار کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ سردار ماٹو اینڈ نگ یو۔ کیا روپورٹ ہے۔ اوور“۔ سردار ماٹونے چونکر اور انتہائی اشتیاق بھرے لجھے میں کہا۔

”باس۔ جیپ کالاش گیٹ پہنچ چکی ہے۔ اس کو کارشو ڈرائیور کر رہا ہے اور جیپ کے عقبی حصے میں سات لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں جن میں دو عورتوں کی اور چار ایکر بیمن مردوں کی اور ایک افریقی جبشی کی لاش ہے اور اس کے ساتھ ہی گولڈن ایپل شراب کا کریٹ بھی موجود ہے اور جناب، جیپ کے سامنے مارتو قبیلے کا جھنڈا بھی ہے اور چھت پر وہ آلہ بھی لگا ہوا ہے جو پہلے لگا ہوتا تھا۔ اوور“..... کامگار نے تفصیل سے روپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے لاشوں کو چیک کیا ہے۔ ہلا جلا کر اچھی طرح۔ اوور“۔ سردار ماٹونے پوچھا۔

”لیں بس۔ میں نے سب لاشوں کو خود چیک کیا ہے۔ وہ واقعی لاشیں ہیں بس۔ اوور“..... کامگار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بھجوادو جیپ میرے پاس۔ اوور اینڈ آل“۔ سردار ماٹونے انتہائی اطمینان بھرے لجھے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پر لیں کر دیئے۔

”زوگو بول رہا ہوں بس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”زوگو ہمارے پاس سپر میک اپ واشر تو ہے نا“..... سردار ما تو
نے پوچھا۔

”لیں بس۔ ہے“..... دوسری طرف سے اسی طرح موڈبانہ
لنج میں کہا گیا۔

”اے تیار رکھو۔ کارشو جیپ میں پاکیشیائی اینجنیوس کی لاشیں
لے کر آ رہا ہے۔ ان کے میک اپ واش کرنا ہوں گے“..... سردار
ما تو نے کہا۔

”لیکن بس۔ بیہاں تو ہائی ریڈ رٹ ہے۔ پھر جیپ کیسے
آئے گی“..... زوگو نے انتہائی حیرت بھرے لنج میں کہا۔
”جن کے لئے یہ ہائی رٹ کیا گیا تھا ان کی لاشیں تو آ رہی
ہیں جیپ میں۔ کامگار نے انہیں چیک بھی کر لیا ہے“..... سردار ما تو
نے کہا۔

”اوہ اچھا بس۔ ٹھیک ہے بس“..... دوسری طرف سے کہا گیا
تو سردار ما تو نے اطمینان بھرا طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

کارشو کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش گاہ پر پہنچتے ہی
بے ہوش کر دیا گیا تھا اور پھر اسے اسی کمرے میں لا کر کری پر ری
سے باندھا گیا تھا جس میں پہلے ہی ایک کرسی پر بندھی ہوئی ماشوکی
لاش موجود تھی۔ ویسے عمران، کارشو کو ایک نظر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا
کہ وہ بے حد لاتھی آدمی ہے۔ اس کے چہرے کے مخصوص
خدو خال اور ٹھوڑی کی بناوٹ سے ہی اسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ
شخص دولت کی خاطر اپنے آپ کو بھی فروخت کر سکتا ہے۔ پہلے
عمران کا خیال تھا کہ اس سے تمام معلومات حاصل کر کے اسے بھی
ہلاک کر دیا جائے اور پھر عمران اس کارشو کے میک اپ میں جیپ
لے کر جنگل میں گھس جائے لیکن کارشو کا قدو مقامت عمران تو کیا
اس کے گروپ کے کسی بھی ساتھی سے نہ ملتا تھا۔ وہ درمیانے قد کا
دبلا پتلا لیکن مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے سر پر موجود بال

باریک سپرنگوں جیسے تھے اس لئے عمران نے اسے دولت کا لالچ دے کر ساتھ چلنے پر آمادہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے ہوش میں لانے سے پہلے اس نے اس آلے کو چیک کر لیا تھا جس کے بارے میں مارشو نے بتایا تھا کہ یہ کٹان ریز کا آلہ ہے۔ یہ نام ہی عمران نے پہلی بار سنا تھا لیکن اس کی چیکنگ کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ آٹو میٹک مشینری کو زیر و کردینے والی ریز پر بنی آلہ ہے۔ یہ ایکریمیا کا ایجاد کردہ آلہ تھا اور اس کا سائنسی نام کورٹل تھا۔ کارشو کی جیبوں کی تلاشی لینے پر اس کی جیب سے ایک تہہ شدہ پکڑے کا جھنڈا بھی نکلا تھا جس کا رنگ سیاہ تھا لیکن درمیان میں سفید رنگ کا ایک بڑا سا سانپ بنا ہوا تھا جو کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ جوزف“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ کمرے میں موجود تھا جبکہ باقی ساتھی علیحدہ کمرے میں تھے۔

”لیں باس“..... جوزف نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ہی اس کارشو کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹالیا اور ذرا پیچھے ہٹ کر عمران کی کری کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

”بڑے بیگ میں کرنی نوٹوں کی گذیاں موجود ہیں۔ ان میں سے چار گذیاں لے آؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے کارشو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسما کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گردن گھمانی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ ساتھ ہی کری پر موجود ماشو کی لاش اسے نظر آ گئی تھی۔

”تم نے دیکھ لی ہے یہ ماشو کی لاش ہے“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے“۔ کارشو نے انتہائی پریشان سے لمحے میں کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں نوٹوں کی گذیاں تھیں۔

”انہیں سائیڈ میز پر رکھ دو“..... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے چاروں گذیاں سائیڈ میز پر رکھ دیں۔

”اب خیبر لے کر اس کی سائیڈ میں کھڑے ہو جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں خیبر اس کی شہرگ میں اتار دینا“..... عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”میں کوئی دھوکہ نہیں کروں گا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں“..... کارشو نے جواب دیا۔

”تو پھر جنگل سے لے کر مارتو ایریے تک جہاں سردار ماتو موجود ہے پوری تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا تو کارشو نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے وہ گاییڈ ہوا اور ان کی رہنمائی کر رہا ہو۔ پھر عمران نے اس سے مسلسل سوالات کر کے اس سے اپنی حد تک پوری تفصیل معلوم کر لی۔

”کالاش گیٹ کیسے کھلتے گا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہاں کا انچارج کامگار ہے۔ وہ کالاش گیٹ کھولتا ہے جب سردار ماتو سے حکم دیتا ہے وہ جیپ کی تلاشی بھی لیتا ہے۔ میں اس کے لئے دو بولیں شراب علیحدہ سے لے جاتا ہوں ورنہ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جیپ روک لیتا ہے“..... کارشو نے جواب دیا اور پھر عمران کے سوالات کے جواب میں اس نے کامگار، کالاش گیٹ اور وہاں موجود افراد اور چینگ کی تفصیل بتا دی۔

”تم یہ جھنڈا کیوں ساتھ لے آئے ہو جبکہ ماشو نے تمہیں اس کا حکم تو نہیں دیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”اس آئے کو منگوانے کا مطلب تھا کہ مجھے مارتو ایریے میں جانا ہو گا اس لئے میں جھنڈا لے آیا“..... کارشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم نے اپنی زندگی بچالی ہے اور تم بھی کمالی ہے۔

”لیں باس“..... جوزف نے جواب دیا اور جیپ سے خنجر نکال کر وہ آگے بڑھ گیا۔

”مم۔ مم۔ مجھے کیوں مار رہے ہو۔ میں نے کیا کیا ہے۔ میں تو بے قصور ہوں“..... کارشو نے انتہائی خوفزدہ لمحے میں کہا۔

”میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھ رہا ہوں۔ ہم نے جیپ لے کر مارتو ایریے میں سردار ماتو کے پاس پہنچنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم جیپ میں گولڈن اپل کی شراب کا کریٹ ماشو کی طرف سے سردار ماتو تک پہنچاتے رہے ہو۔ میں نے ماشو کے ذریعے سردار ماتو سے بات کر لی ہے۔ اس نے جیپ لے آنے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو یہ چاروں گذیاں تمہاری ہوں گی اور دوسری صورت یہ ہے کہ تم تعاون سے انکار کر دو تو جوزف کا خنجر پلک جھکانے میں تمہاری شرگ کاٹ دے گا اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس زندگی اور اس کی رونقوق سے محروم ہو جاؤ گے۔ بولو۔ کون سارا ستہ اختیار کرنا چاہتے ہو؟“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں مرننا نہیں چاہتا“..... کارشو نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”دولت بھی ملے گی اور زندگی بھی۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہارے ذہن میں دھوکے کا خیال بھی آیا تو دوسرے لمحے تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے“..... عمران نے کہا۔

۱۱۱

ہو جاتی تھی۔ ڈرائیورگ سیٹ پر کارشو اور سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ، اس سے عقبی سیٹوں پر صدر، تنوری، کیپٹن شکلیل اور جوزف بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے بعد خالی جگہ پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے موجود تھے۔ روزالٹ جیپ خاصی بڑی جیپ تھی اور یہ جیپ جنگل کے اندر بڑے درندوں کا شکار کرنے کے لئے خصوصی طور پر تیار کی جاتی تھی اس لئے اس کی باڈی اور فریم اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ اگر گینڈا بھی اسے نکل مار دے تو نہ ہی اس کی باڈی میں کوئی ڈنٹ پڑتا تھا اور نہ ہی جیپ التی تھی۔ اس کا طاقتور انجن اسے ہر قسم کے راستوں پر انتہائی سہولت اور سپیدی سے لے جا سکتا تھا۔ پھر اس میں گنجائش خاصی ہوتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ سات افراد کارشو سمیت اس جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے باوجود اتنی خالی جگہ عقب میں موجود تھی کہ اس میں دو بڑے تھیلے بھی رکھے ہوئے تھے۔ جیپ کے شیشے ایسے رنگ کے تھے کہ باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا لیکن اندر سے باہر بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ اسے جنگل کے اندر جا کر مشن کامل کرنا ہے اس لئے وہ خصوصی طور پر کرامی سے یہ جیپ حاصل کر کے یہاں آیا تھا۔ تقریباً میں منٹ بعد جیپ جنگل کے گرد موجود اونچی خاردار تاروں کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ جس جگہ جیپ رک تھی اس کے سامنے ہی خاردار تار سے باقاعدہ دروازہ بنایا گیا تھا

لیکن اب تم نے ہمارے ساتھ جیپ پر جانا ہے لیکن یہ سن لو کہ اگر ہم اس قدر فیاضی سے بھاری رقم دے سکتے ہیں تو تمہیں اس سے زیادہ تیزی سے ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ عمران نے کہا۔
”لیکن کامگار کو کیا کہو گے۔ وہ تو تمہیں دیکھ کر ہی بھڑک اٹھے گا اور وہاں اس کے ساتھ چار مسلح آدمی ہوتے ہیں۔ کارشو نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ کامگار بھی تمہاری طرح ہم سے تعاون کرے گا۔ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ کارشو نے اس بار اطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

”جوزف۔ اس کی رسیاں کھول دو اور یہ چار گلڈیاں اسے دے دو اور پھر جیپ تیار کروتا کہ ہم روانہ ہو سکیں۔ عمران نے کہا۔

”یہی باس۔ جوزف نے کہا تو عمران دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ عمران کے دوسرا ہے کمرے میں داخل ہوتے ہی صدر نے پوچھا۔

”چلو اٹھو۔ تیاری کرو۔ ہم نے ابھی مشن کی تکمیل کے لئے جانا ہے۔ عمران نے کہا تو اس کے سب ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی روزالٹ جیپ تیزی سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جو آگے جا کر جنگل میں ختم

جو اندر سے بند کیا جا سکتا تھا۔ کارشو جیپ روک کر نیچے اترنا اور تیزی سے خاردار تار کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں ہی بیٹھے رہے۔

”کیا یہ آدمی قابلِ اعتبار ہے؟..... اچانک جولیا نے پوچھا۔

”ابھی خاموش رہو۔ کارشو ہماری لاشیں لے کر جا رہا ہے اور لاشیں بول نہیں سکتیں،..... عمران نے دبے لیکن سرد لبجے میں کہا تو جولیا سمیت سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کارشو نے گیٹ پر پہنچ کر دو انگلیاں منہ میں ڈال کر خاص انداز میں سیٹی بجائی۔ اس نے رک رک کر تین بار مخصوص انداز میں سیٹی بجائی اور پھر انگلیاں منہ سے نکال کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھائک کی دوسری طرف لمبے قد اور بھاری جسم کا افریقی نظر آنے لگا۔ اس نے چاگو فورس کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ البتہ اس کے گلے میں ایک سیاہ پٹی تھی جس پر کوئی گول چمکدار شیشہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

”پھائک کھلو کامگار۔ میں لاشیں اور شراب لے آیا ہوں۔ تمہاری بھی دو بولیں موجود ہیں،..... کارشو کی آواز سنائی دی۔

”پھر ٹھیک ہے،..... کامگار نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سے چھوٹا سا ایک ریموت کنٹرول نما آلہ نکالا اور اسے پھائک کی طرف کر کے اس کا ٹھنڈا دبایا تو چر چر کی

۱۱۹

آواز کے ساتھ ہی خاردار تاروں سے بنا ہوا کافی چوڑا حصہ کسی پھائک کی طرح اندر کی جانب گھومتا چلا گیا۔

”جیپ اندر لے آؤ۔ میں اسے چیک کروں گا کیونکہ میں نے فوری سردار ما تو کو روپرٹ دینی ہے،..... کامگار نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے،..... کارشو نے کہا اور واپس جیپ کی طرف مڑ آیا جبکہ کامگار اس کے مڑتے ہی پیچھے ہٹ کر پھائک کے سامنے سے غائب ہو گیا تھا۔ کارشو نے جیپ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

”اس اڈے میں جیپ لے جاؤ جہاں اس کے سارے ساتھی موجود ہوں،..... عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

”اچھا،..... کارشو نے کہا اور جیپ شارٹ کر کے وہ کھلے پھائک سے اندر لے گیا۔ پھر تھوڑا آگے جا کر اس نے جیپ کو دائیں طرف موڑا اور پھر سامنے جنگل کے اندر بننے ہوئے لکڑی کے دو بڑے بڑے کیبنوں کے سامنے خالی جگہ پر لے جا کر اس نے جیپ روک دی۔ سامنے بھی چار مسلح افراد یونیفارم میں ملبوس کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور گلے میں سیاہ پٹیاں جبکہ اسی لمحے سایہ سے کامگار تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی کارشو جیپ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ ”یہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ کیا مطلب؟..... جیپ کی طرف بڑھتے

پر جوزف نے اسے کری پر ڈالا اور پھر ری لے کر آ گیا اور عمران نے جوزف کے ساتھ مل کر کامگار کو ری کے ساتھ باندھ دیا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر چند لمحوں بعد جب کامگار نے آنکھیں کھولیں تو عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ کامگار کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور عمران کے زور دار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ ابھی اس کی چیخ ختم ہی ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس کے ساتھ ہی کامگار کے منہ سے ایک اور چیخ نکل گئی۔

”کیا فریکنٹی ہے سردار ما تو کی۔ بولو“..... عمران نے غراتے ہوئے لبجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس کو تھپڑ جڑ دیا اور کامگار نے رک رک کر فریکنٹی بتا دی۔

”خیز مجھے دو جوزف“..... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے خیز نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”سنو کامگار۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جو بھی پوچھوں فوراً جواب دیتے جاؤ“..... عمران نے غراتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کامگار پے در پے تھپڑ کھانے اور عمران کے ہاتھ میں موجود خیز اور اس کے خوفناک لبجھ اور انداز سے انتہائی خوفزدہ ہو گیا اور اس طرح عمران کے سوالوں کے جواب دینے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈر چلتا

ہوئے کامگار نے عمران، جوزف اور تنوری کو جیپ سے نیچے اترتے دیکھ کر چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کاندھ سے لٹکی ہوئی مشین گن اتارنے کی کوشش کی لیکن یکخت ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چار مسلح افراد چھٹتے ہوئے اچھل کر نیچے گئے۔ اسی لمحے جوزف نے کامگار پر چھلانگ لگا دی۔ فائرنگ ہوتے ہی کارشو بے اختیار اچھل کر عمران کی طرف مڑا۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟“..... کارشو نے چھٹتے ہوئے کہا ہی تھا کہ عمران نے اس کی طرف مشین پسل کارخ کر کے فائر کھول دیا اور کارشو بھی چھٹتا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوا گا۔ چند لمحوں بعد وہ کامگار تو زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ کارشو سمیت چاروں مسلح افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا کیپنز کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس کے ساتھی جیپ سے اتر کر ادھر ادھر پھیل گئے۔ عمران نے دونوں کیپنز کی چینگ کی اور پھر ایک آفس نما کمرے میں اسے ایک میز پر ٹرانسپیر بھی پڑا نظر آ گیا۔ سرسری سی چینگ کر کے وہ باہر آ گیا۔

”جوزف۔ اس کامگار کو اٹھا کر اندر لے آؤ اور تم سب نے خیال رکھنا ہے۔ میں اس سے ضروری پوچھ گچھ کر لوں“..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران واپس مڑا جبکہ جوزف نے بے ہوش پڑے کامگار کو اٹھا کر کاندھ پر ڈالا اور عمران کے پیچے کمرے کے اندر چلا گیا۔ پھر عمران کے جسم

”تم نے لاشوں کو چیک کیا ہے۔ ہلا جلا کر اچھی طرح۔ اور“۔
دوسری طرف سے سردار ماتونے کہا۔

”لیں بس۔ میں نے سب لاشوں کو خود چیک کیا ہے۔ وہ
واقعی لاشیں ہیں بس۔ اور“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بھجواد جیپ میرے پاس۔ اور اینڈ آل۔“
سردار ماتونے اس بار اطمینان بھرے لبھے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسپر آف کر دیا اور پھر وہ اس
کیمین سے باہر آ گیا۔

”سردار ماتو کو میں نے کامگار کی آواز اور لبھے میں کال کر کے
مطمین کر دیا ہے۔ اب لیبارٹری تک ہم اطمینان سے جا سکیں
گے۔“ عمران نے باہر آ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ کہیں کوئی ادھرنہ آ نکلے۔“..... صدر
نے کہا۔

”کیمین کے اندر ایک تہہ خانہ ہے۔ انہیں لے جا کر وہاں ڈال
دو۔“..... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیپ
کے اندر رکھا ہوا کٹان ریز کا آلہ اٹھا کر اسے جیپ کی چھت پر
نصب کر دیا۔ جھنڈا پہلے ہی کارشو نے لگا دیا تھا اور اس بار عمران
خود ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی جیپ
میں آ گئے۔ اس بار عمران کی جگہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالتہ بیٹھی

ہے اور پھر عمران کا بازو گھوما اور خخبر کامگار کے دل میں اترتا چلا
گیا۔ کامگار بندھے ہونے کے باوجود اس بربی طرح تڑپنے لگا
جیسے کسی کو خاردار جھاڑیوں میں گھیٹ کر لے جایا جا رہا ہو لیکن وہ
صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر ساکت ہو گیا تو عمران مڑ گیا۔

”خبر نکال کر صاف کرو۔“..... عمران نے جوزف سے کہا اور
تیزی سے اس آفس نما کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی نے کرسی پر
بیٹھ کر ٹرانسپر پر سردار ماتو کی فریکونسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی
اور پھر ٹرانسپر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کامگار کا نگ۔ اور۔“..... عمران نے کامگار کی آواز
اور لبھے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ سردار ماتو اشٹنگ یو۔ کیا روپوت ہے۔ اور۔“..... دوسری
طرف سے چونک کر اور اشتیاق آمیز لبھے میں کہا گیا۔

”باس۔ جیپ کالاش گیٹ پہنچ چکی ہے۔ اس کو کارشو ڈرائیور کر
رہا ہے اور جیپ کے عقبی حصے میں سات لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں
جن میں دو عورتوں کی اور چار ایک کیمین مردوں کی اور ایک افریقی
جبشی کی لاش ہے اور اس کے ساتھ ہی گولڈن ایپل شراب کا
کریٹ بھی موجود ہے اور جناب جیپ کے سامنے مارتو قبیلے کا
جھنڈا بھی ہے اور چھت پر وہ آلہ بھی لگا ہوا ہے جو پہلے لگا ہوتا
تھا۔ اور۔“..... عمران نے کامگار کی آواز اور لبھے میں تفصیل سے
بات کرتے ہوئے کہا۔

ہوئی تھیں جبکہ باقی ساتھی عقبی طرف تھے۔

”پہلے کارشو اور اب کامگار سے وہاں کی پوری تفصیل معلوم کر لی ہے میں نے۔ وہاں دس لکڑی کے کیجن نما مکان ہیں جن میں سے ایک سب سے بڑا ہے جس میں سردار ما تو رہتا ہے جبکہ باقی نو میں چینگ اور فائرنگ مشینزی اور ان کے آپریٹر رہتے ہیں۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔ ہم نے وہاں پہنچ کر ان سب کا خاتمه کرنا ہے۔ صرف اس سردار ما تو کو زندہ پکڑنا ہے۔ اس کے بعد ہم لیبارٹری کی طرف بڑھیں گے اور وہاں چونکہ سب کی گردنوں میں ایٹھی سنسر ڈالے گئے ہیں اس لئے ہم نے انتہائی محتاط رہنا ہے۔..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران نے جیپ شارٹ کی اور اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ چونکہ کارشو اور کامگار سے پوری تفصیل معلوم کر چکا تھا اس لئے اسے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ تھی۔

”عمران صاحب آپ نے کارشو کا بھی خاتمه کر دیا حالانکہ وہ ہمارے ساتھ کامل تعاون کر رہا تھا۔ آگے جا کر اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی،..... صدر نے کہا۔

”کارشو فطری طور پر بے حد لاپچی آدمی تھا۔ وہ لاچ ہے اور خوف کی وجہ سے ہمارا ساتھ دینے پر رضامند تو ہو گیا تھا لیکن لاپچی آدمی فطری طور پر بزدل بھی ہوتا ہے اس لئے سردار ما تو کے پاس پہنچ کر لازماً اس نے اپنے تحفظ کی خاطر ہمارے ساتھ دھوکہ کرنا تھا اور

پروفیسر ایڈگر اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر دن رات مخت کر کے سلاجیم کے ایک قدیم ڈھانچے سے ملنے والے ڈی این اے سے اس لیبارٹری میں گلونگ کی ایڈوانس ریسرچ کی مدد سے دوبارہ جیتے جا گئے سلاجیم وجود میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور یہ کام مسلسل جاری تھا۔ بلیک تھنڈر کی طرف سے انہیں ایک لاکھ جوان اور طاقتوں سلاجیم کو وجود میں لانے کا ناسک دیا گیا تھا اور دس سال کی مخت کے بعد وہ اب تک صرف چھ ہزار سلاجیم وجود میں لاسکے تھے لیکن اب یہ تعداد کافی تیزی سے بڑھ رہی تھی کیونکہ انہوں نے ابتدائی رکاوٹوں کو دور کر لیا تھا۔ یہ سلاجیم ابھی بچے تھے کیونکہ ان میں سے سب سے پہلے وجود میں لائے جانے والے دس سلاجیم کی ہماریں صرف چھ سال تھیں جبکہ باقی ابھی بہت چھوٹے تھے اور چونکہ یہ یکسر نئی مخلوق تھی اس لئے ان پر ہر قسم کے تجربات بھی لیبارٹری میں ساتھ ساتھ کئے جاتے رہتے تھے تاکہ ان کی ذہنی اور جسمانی خصوصیات کو چیک کیا جاسکے۔

سب سے اہم بات ان کی زندگی اور ہلاکت کا مسئلہ تھا۔ قدیم دور میں یہ کہا جاتا تھا کہ سلاجیم کسی چیز سے ہلاک نہیں ہو سکتے اور جو شواہد ملتے تھے اس سے اس بات کی تائید بھی ہوتی تھی۔ صرف ایک قدیم پتھر پر بنی ہوئی تصویر ایسی ملی تھی جس میں اس دور کے ایک سورمانے تکوار کی مدد سے ایک سلاجیم کو ہلاک کر دیا تھا لیکن

لیبارٹری کے اندر ایک آفس نما کمرے میں میز کے پیچھے موجود ریوالونگ چیز پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چند کاغذات پڑے ہوئے تھے اور وہ ان کا غذات پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بال پوائنٹ تھا۔ وہ سر سے گنجائی تھا۔ البتہ اس کے سر کے عقبی حصے کی سائیڈوں میں سفید بالوں کی جگالیں سی لٹکی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیششوں والی نظر کی عینک تھی۔ یہ پروفیسر ایڈگر تھا۔ کریموز والوجی کا ماہر اور مارتو ایریا میں بلیک تھنڈر کی اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ وہ گزشتہ دس گیارہ سالوں سے یہاں سلاجیم پر کام کر رہا تھا۔ یہ لیبارٹری بے حد وسیع ایریے میں پھیلی ہوئی تھی اور یہاں اس کے ساتھ تقریباً دو سو کے قریب سائنس دان اور ان کے معاونین کام کر رہے تھے جن کو ہر قسم کی سہولیات حاصل تھیں لیکن وہ اس لیبارٹری سے باہر نہ جاسکتے

کہا۔

”سر۔ روپز گیس سے سلاجیم فوری ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ کا خیال درست ثابت ہوا ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو پروفیسر ایڈگر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کتنے سلاجیم پر تجربہ کیا گیا تھا؟“..... پروفیسر ایڈگر نے پوچھا۔

”ہر عمر کے ایک سلاجیم پر جناب اور ان کی تعداد آٹھ ہے۔“
ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیا۔

”کیا آٹھوں کے آٹھوں ہلاک ہو گئے ہیں؟“..... پروفیسر ایڈگر نے پوچھا۔

”لیں سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ روپز گیس تو اب عام استعمال ہوتی ہے انسانوں کو بے ہوش کرنے کی غرض سے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہلاک ہونے کی بجائے بے ہوش ہی ہو گئے ہوں۔“
پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”نہیں جناب۔ میں نے مکمل چینگ کرنے کے بعد آپ کو کال کیا ہے۔ سلاجیم اس گیس سے فوری ہلاک ہو گئے ہیں۔“ ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ اس کی تفصیلی رپورٹ مجھے پہنچائیں۔ اس پر تو ریسچ کرنا پڑے گی تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ یہ گیس جو عام انسانوں اور جانوروں کو صرف بے ہوش کرتی ہے۔ پھر سلاجیم کیوں

ایسی تحریر بھی تھی جس میں درج تھا کہ اس سورما کی تلوار پر چونکہ باپونہ زہر لگا ہوا تھا اس لئے سلاجیم ہلاک ہو گیا تھا لیکن زہروں کے بڑے بڑے ماہرین بھی اس باپونہ زہر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے تھے اور نہ کسی کو اس بارے میں علم تھا۔ البتہ اس قدیم دور میں موجود سلاجیم اور اس نوح کی تمام مخلوق مخلوق طوفان نوح میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی تھی۔ اس سے یہ طے کیا گیا تھا کہ پانی میں ڈوب کر یہ مخلوق ہلاک ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید تجربات کے گئے تو یہ بات سامنے آئی کہ کوئی سلاجیم اس وقت ہلاک ہو سکتا ہے جب اس کے اندر پانی چلا جائے اور مزید آسیجن اس کے اندر نہ جاسکے ورنہ وہ ہلاک نہیں ہو سکتا۔

اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں ایجاد ہونے والی گیسوں اور ریز کے بھی ان سلاجیم پر تجربات کے جارہے تھے کیونکہ قدیم دور میں یہ گیسیں اور ریز ایجاد نہ ہوئی تھیں اور پروفیسر ایڈگر اس وقت ایسے ہی تجربات پر مبنی رپورٹ پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھٹنی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... پروفیسر ایڈگر نے سادہ سے لبجے میں کہا۔

”ڈاکٹر رونالڈ بول رہا ہوں سر۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات ڈاکٹر رونالڈ؟“..... پروفیسر ایڈگر نے چونک کر

اس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا فرق ہے ان کی اور عام جانداروں کی بناؤٹ میں،..... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں سر۔ میرے خیال میں اس پر پروفیسر مارٹن بہتر ریسروچ کر سکتے ہیں،..... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

”ہاں۔ وہی ریسروچ کریں گے لیکن آپ پہلے رپورٹ مجھے پہنچائیں،..... پروفیسر ایڈگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسپیور رکھ دیا۔

”یہ تو خاصی بڑی رکاوٹ سامنے آ گئی ہے،..... پروفیسر ایڈگر نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ڈاکٹر رونالڈ تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے وہ فائل موڈبائنہ انداز میں پروفیسر ایڈگر کے سامنے رکھ دی۔

”بیٹھو ڈاکٹر،..... پروفیسر ایڈگر نے فائل لیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر رونالڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ پروفیسر ایڈگر نے فائل کھول کر اس میں موجود کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا جبکہ ڈاکٹر رونالڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا آپ نے روپز کے علاوہ بھی دوسری بے ہوش کر دینے والی گیسز کو استعمال کیا ہے،..... تھوڑی دیر بعد پروفیسر ایڈگر نے فائل سے سراٹھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں سر۔ چونکہ یہ گیس سب سے زیادہ استعمال کی جاتی ہے

اس نے صرف اسی کا تجربہ کیا گیا ہے،..... ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیا۔

”ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ روپز گیس میں کوئی عضراً ایسا ہو جو ان سلاجمیں کی ہلاکت کا باعث بنتا ہو جبکہ دوسری گیسوں میں وہ عضر نہ ہو۔ اس طرح ہمیں اس عضر کو تلاش کرنے میں آسانی رہے گی۔“ پروفیسر نے جواب دیا۔

”جیسے آپ حکم دیں۔ لیکن ایسی گیسوں کی تعداد تو کافی زیادہ ہے اور اگر تمام گیسز کا یہی نتیجہ نکلا تو سلاجمیں کی بہت بڑی تعداد ہلاک ہو جائے گی،..... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

”صرف ایک اور گیس کا تجربہ کریں اور پھر اس کی رپورٹ لے آئیں،..... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں سر،..... ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو پروفیسر ایڈگر کے سر ہلانے پر وہ مٹا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

”کاش دوسری گیس کے تجربے کا نتیجہ ایسا نہ نکلے،..... چند لمحوں بعد پروفیسر ایڈگر نے خود کلامی کے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر رونالڈ اندر داخل ہوا تو اس کا چہرہ دیکھ کر ہی پروفیسر ایڈگر سمجھ گیا کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

”دوسری گیس کا نتیجہ بھی یہی نکلا ہے پروفیسر،..... ڈاکٹر رونالڈ نے ہاتھ میں کپڑی ہوئی فائل پروفیسر ایڈگر کے سامنے رکھتے ہوئے

کہا تو پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
”بیٹھیں ڈاکٹر“..... پروفیسر ایڈگر نے کہا تو ڈاکٹر رونالڈ میز کی
دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یہ تو سارا مسئلہ ہی خراب ہو گیا۔ بلکہ بلیک تھنڈر جس مقصد
کے لئے انہیں تیار کرا رہی ہے وہ مقصد تو ختم ہو جاتا ہے۔“
پروفیسر ایڈگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں ان گیسوں میں کوئی ایسا عضر ہوتا ہے جو
سلاجم کے لئے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے لئے
خطرناک نہیں ہوتا اور پروفیسر مارٹن اس سلسلے میں بہتر ریروج کر
سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رکاوٹ عارضی ثابت ہو گی۔ ہم ان
کی اس خامی کو دور کر دیں گے جس کی وجہ سے یہ ہلاک ہو جاتے
ہیں“..... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا تو پروفیسر ایڈگر نے اثبات میں سر ہلا
دیا اور فون کارسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چار نمبر پر لیں
کر دیے۔

”پروفیسر مارٹن بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”ایڈگر بول رہا ہوں پروفیسر۔ آپ فوراً میرے آفس آ جائیں“۔
پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو پروفیسر ایڈگر نے
رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا سا

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوت پہن رکھا تھا۔ اس کے اندر
آتے ہی ڈاکٹر رونالڈ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو ڈاکٹر“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر
خود بھی وہ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

”پروفیسر مارٹن۔ ایک بہت اہم مسئلہ سامنے آیا ہے اور اب ہم
نے سب سے پہلے اس مسئلے کو حل کرنا ہے ورنہ ہمارا اب تک کا
سارا کام ضائع چلا جائے گا“..... پروفیسر ایڈگر نے کہا تو پروفیسر
مارٹن چونک پڑا۔

”کیا مسئلہ ہے جناب“..... پروفیسر مارٹن نے پوچھا تو پروفیسر
ایڈگر نے اسے ڈاکٹر رونالڈ کے تجربات کے بارے میں تفصیل بتا
 دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی حرمت انگلیز بات ہے“..... پروفیسر مارٹن
نے کہا تو پروفیسر ایڈگر نے پہلے والی فائل اور ساتھ ہی دوسری فائل
بھی اس کے سامنے رکھ دی۔ پروفیسر مارٹن نے ایک فائل کھولی اور
اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے دوسری فائل پڑھی اور پھر
اس نے ایک طویل سانس لے کر دوسری فائل بند کر دی۔

”ان کی لاشیں تو موجود ہیں“..... پروفیسر مارٹن نے ڈاکٹر
رونالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں سر“..... ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”آپ ان کی لاشیں میرے سیکشن میں پہنچا کیں۔ میں اس پر

ریسرچ شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی اس مسئلے کا کوئی حقیقی تذارک نکال لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔” پروفیسر مارٹن نے کہا۔

”لیں سر“.....ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر چلا گیا۔

”آپ کے ذہن میں کوئی بنیادی بات آئی ہے اس پر ریسرچ کرنے کے لئے“.....پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں سر۔ بظاہر تو یہی نظر آ رہا ہے کہ ان گیسوں کی وجہ سے ان کا دورانِ خون کا عمل رک جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کا دل بند ہو جاتا ہے اور یہ ہلاک ہو جاتے ہیں جبکہ عام انسانوں پر ان گیسز کے اثرات صرف اس حد تک ہوتے ہیں کہ ان کے خون کی روانی ست ہو جاتی ہے لیکن رکتی نہیں“.....پروفیسر مارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ گڑ پروفیسر۔ آپ نے واقعی درست سوچا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے خون میں کوئی ایسا عنصر ہے جو عام انسانوں کے خون میں نہیں ہے“.....پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں پروفیسر۔ اب دونوں کے خون کا تفصیلی تجزیہ اس نقطہ نظر سے کرنا پڑے گا جبکہ پہلے ہم نے جو تجربات کئے ہیں وہ دوسرے نقطہ نظر سے کئے گئے تھے“.....پروفیسر مارٹن نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ کام ترجیحی بنیادوں پر کریں۔ ہمیں ہر صورت میں اس کا تذارک کرنا ہو گا“.....پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

”لیں سر۔ مجھے اجازت ہے“.....پروفیسر مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پروفیسر ایڈگر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ پروفیسر ایڈگر نے ایک بار پھر سامنے موجود کاغذات پر نظریں جمادیں لیکن اب اس کے چہرے پر پہلے جیسی مایوسی نہیں تھی۔

”چیف سیکورٹی آفیسر انھوںی بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر انھوںی کی آواز سنائی دی تو سردار ماتونے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ کال انھوںی کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔
”لیں۔ کوئی خاص بات“..... سردار ماتونے کہا۔

”ہم نے ایک روزالٹ جیپ مارتو ایریے کی طرف بڑھتی ہوئی چیک کی ہے جبکہ ہر طرف ہائی ریڈ الرٹ ہے۔ پھر یہ جیپ اندر کیسے آگئی“..... دوسری طرف سے قدرے سخت لمحے میں کہا گیا۔
”یہ ہماری اپنی جیپ ہے۔ آپ نے اس کے سامنے موجود ہمارا مخصوص جھنڈا چیک نہیں کیا“..... سردار ماتونے سخت لمحے میں کہا۔

”جھنڈا تو ہم چیک نہیں کر سکے البتہ اس پر کشان ریز کا آله ضرور چیک کیا گیا ہے“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے ڈھیلے لمحے میں کہا گیا۔

”تو پھر آپ کو خود ہی سمجھ لینا چاہئے تھا کہ یہ ہماری جیپ ہے۔ کالاش پوائنٹ سے یہ جیپ ہمارے آدمیوں کو لے کر یہاں مارتو ایریا میں آ رہی ہے“..... سردار ماتونے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ سوری“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سردار ماتونے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

سردار ماتونے آفس میں بیٹھا جیپ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ کامگار کو کال کئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور اس کا خیال تھا کہ اب کسی بھی لمحے جیپ مارتو ایریا میں پہنچ سکتی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب وہ سینڈ ہیڈ کوارٹر کو ان پاکیشی ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع دے گا تو یقیناً سینڈ ہیڈ کوارٹر اسے کوئی بہت بڑا انعام دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے دل ہی دل میں پوری کہانی بھی تیار کر لی تھی کہ اس نے کس طرح ان ایجنٹوں کو جنگل میں داخل ہونے دیا اور پھر کس طرح انہیں ہلاک کر دیا۔ اس پوری کہانی میں تمام کریڈٹ اس نے اپنے آپ کو دیا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سردار ماتونے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ سردار ماتو بول رہا ہوں“..... سردار ماتونے تیز لمحے میں کہا۔

افریقی جبشی تھا۔ انہیں دیکھ کر سردار ماتو کے ذہن میں یلکھت دھماکے سے ہونے لگ گئے۔

”تمہیں ہوش آ گیا سردار ماتو“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دیوبیکل جبشی اس کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

”تم۔ تم کون وہ اور یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا مطلب؟“۔ سردار ماتو نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہم وہی ہیں جنہیں روکنے کے لئے تمہاری بلیک تھنڈر تنظیم نے بڑے پاپڑ بیلے لیکن ہم پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں تک پہنچ گئے ہیں“..... اس ایکریمین نے جواب دیا تو سردار ماتو کے ذہن میں جیسے بھم سا پھٹ پڑا۔

”تم۔ تم۔ پاکیشیائی ایجنت ہو۔ مم۔ مم۔ مگر تم تو لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے اور کامگار نے تمہیں چیک بھی کیا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... سردار ماتو کا ذہن واقعی دھماکوں کی زد میں آ گیا تھا۔

”تمہارا کامگار خود لاش میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس بے چارے نے ہمیں کیا چیک کرنا تھا۔ بہر حال اب تم ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکے ہو اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ لیبارٹری میں داخل ہونے کے دو خفیہ راستوں کی کیا تفصیل ہے۔ ان کو کس طرح کھلوایا جا سکتا ہے“..... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ قبلے کا سردار ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ

”ہونہے۔ مجھ پر رعب جما رہا تھا ناسنس“..... سردار ماتو نے خود کلامی کے انداز میں بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹہ مزید گزر گیا اور اسے جیپ کی آمد کی اطلاع نہ ملی تو اس نے خود ہی کامگار سے معلوم کرنے کے لئے فون کا رسیور اٹھایا اور ابھی نمبر پریس کرنے ہی لگا تھا کہ یلکھت اس کا ذہن کسی تیز چلتے ہوئے لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب؟“..... سردار ماتو نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑبراتے ہوئے کہا لیکن چند لمحوں بعد ہی اس کے ذہن پر جیسے تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندر ہیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کیونکہ اس کا جسم کرسی کے ساتھ رہی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے نظریں گھمائیں۔ وہ اپنے ہی آفس میں ایک کرسی پر رہی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا اور آفس خالی تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کس نے مجھے باندھا ہے۔ کیا مطلب؟“۔ سردار ماتو نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک ایکریمین اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچے ایک دیوبیکل

قبیلے کے مفادات کو بلیک تھنڈر جیسی مجرم تنظیم کے ہاتھ فروخت کر کے اپنے آپ کو سرداری کے لاٹ نہیں رکھا اس لئے میں جو ماتو قبیلے کا روحانی محافظ ہوں اسے موقوف کر سکتا ہوں۔..... اس ایکریمین نے ہاتھ اٹھا کر انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”آپ واقعی عظیم وحی ڈاکٹر اور قبیلے کے روحانی محافظ ہیں۔ آپ کی بات درست ہے۔..... جوزف نے سر جھکا کر کہا اور پھر وہ تیزی سے سردار ماتو کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار ماتو کچھ سمجھتا اس نے اس کے گلے میں موجود پٹی میں انگلی ڈال کر ایک جھٹکے سے اسے اس کے گلے سے علیحدہ کر دیا۔

”یہ غلط ہے۔ میں سردار ہوں اور سردار رہوں گا۔..... سردار ماتو نے یکخت حق کے بل چینتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت میں تم دوبارہ سردار بن سکتے ہو کہ تم مجرم بلیک تھنڈر تنظیم سے علیحدگی اور ان کے خلاف جدوجہد کا اعلان کر دو ورنہ موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔..... اس ایکریمین نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا تو سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ واقعی قبیلے کی بڑی کوئل کے سامنے پیش ہو۔

”مم۔ مم۔ مگر میں بغاوت نہیں کر سکتا ورنہ بڑا سانپ مجھے ہلاک کر دے گا۔..... سردار ماتو نے رو دینے والے لمحے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر اس نے انہیں راستے بتا دیے تو ان کے قبیلے کا بڑا سانپ اس کو پھونک مار کر ہلاک کر دے گا۔

کرنے کے قابل نہ رہا ہو۔

”مجھے کیا معلوم۔..... سردار ماتو نے جواب دیا۔

”جوزف۔..... اس ایکریمین نے کری کے ساتھ کھڑے ہوئے دیوبیکل افریقی جبشی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”لیں باس۔..... اس افریقی نے جواب دیا۔

”سردار ماتو کو ہم نے ماتو قبیلے کی سرداری سے موقوف کر دیا ہے۔ اس کی گردن میں موجود سرداری کا نشان اتنا دو۔..... ایکریمین نے جسے باس کہہ کر پکارا گیا تھا بڑے سخت لمحے میں کہا۔

”باس۔ کسی قبیلے کے سردار کو سرداری سے موقوف کرنے کے لئے اس قبیلے کا وحی ڈاکٹر اور بڑا پچاری قبیلے کے چار بڑوں کے ساتھ مل کر مشاورت کرتے ہیں اور اگر سب متفقہ طور پر اسے موقوف کر دیں تو وہ موقوف ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار ماتو اس کی بات سن کر چونکہ پڑا کیونکہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

”تم۔ تم ہمارے قبیلے کی روایات کو کیسے جانتے ہو۔..... سردار ماتو نے جیران ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن ایسا اس وقت ہوتا ہے جب سردار قبیلے کی روایات سے بغاوت کرتا ہے لیکن اگر سردار قبیلے کے اجتماعی مفاد کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر دے تو ایسے سردار کو قبیلے کے مفاد کی حفاظت کرنے والا اکیلا آدمی بھی موقوف کر سکتا ہے۔ سردار ماتو نے چونکہ پورے

”بڑا سانپ تمہاری گردن سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو جوزف تمہارے گلے سے نشان علیحدہ نہ کر سکتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی وہی چاہتا ہے جو ہم چاہتے ہیں“..... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماٹو کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ ایکریمین کسی بڑے قبیلے کا بڑا پچاری ہو۔ اس کی باتیں اس کے ذہن میں اس طرح بیٹھ رہی تھیں جیسے شاگرد کے ذہن میں استاد کی باتیں بیٹھ جاتی ہیں۔

”مجھے دوبارہ سردار بنا دو۔ میں بتا دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اب دوبارہ قبیلے کے مفاد کے خلاف کام نہیں کروں گا“۔ سردار ماٹو نے فوراً کہا کیونکہ جس لمحے سے اس کی سرداری کا نشان اس کے گلے سے علیحدہ کیا گیا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بالکل خالی ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ رہی ہو۔

”پہلے راستے بتا کر اپنی بات ثابت کرو“..... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماٹو نے دونوں راستوں کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر اس ایکریمین نے سوالات کر کے اس سے جب ساری باتیں پوچھ لیں تو وہ یکنہت کری سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”تمہیں شاید معلوم نہیں سردار ماٹو کہ ایک بار جسے سرداری سے موقوف کر دیا جائے وہ دوبارہ سردار نہیں بن سکتا۔ کیوں جوزف۔ میں درست کہہ رہا ہوں“..... اس ایکریمین نے کہا۔

”لیں باس۔ آپ عظیم وحی ڈاکٹر اور بڑے پچاری سے بھی زیادہ عقل مند ہیں“..... جوزف نے ایک بار پھر سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار ماٹو احتجاج کرتا اس ایکریمین نے بھل کی سی تیزی سے جیب سے ہاتھ نکلا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پٹل سے شعلے نکلے اور سردار ماٹو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کا ذہن تاریک پڑنے لگ گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اس کے حلق میں پھر کی طرح انک گیا ہو۔ اس نے جھٹکے سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن سانس کی بجائے اس کا ذہن یکنہت کسی تاریک ولدل کی تھہ میں اترتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

دوسرے مکانوں کی تفصیلی تلاشی لیتے رہے کیونکہ عمران کو یقین تھا کہ یہاں اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی فائل موجود ہو گی لیکن باوجود بھرپور تلاشی کے ایسی کوئی فائل جب وہاں سے نہ ملی تو عمران نے سردار ما تو سے اس بارے میں پوچھ پوچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔

لیکن جوزف نے اچانک سب کے سامنے احتجاج کر دیا کہ سردار ما تو اپنے قبیلے کا باقاعدہ سردار ہے اور اس کے لگے میں سرداری کا نشان موجود ہے اس لئے کسی قبیلے کے سردار پر اس طرح تشدد نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ سرداری سے موقوف نہ ہو جائے تو عمران نے باقی ساتھیوں کو لیبارٹری کا چاروں طرف سے جائزہ لینے کے لئے بھجوادیا اور خود وہ جوزف کے ساتھ سردار ما تو کے بڑے مکان پر پہنچ گیا۔ سردار ما تو ہوش میں آچکا تھا کیونکہ جو گیس وہاں فائر کی گئی تھی وہ انہیاً زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ جلد ہی اپنے اثرات ختم کر دیتی تھی اس لئے جب عمران اور جوزف اس بڑے مکان میں پہنچے جہاں سردار ما تو بندھا ہوا تھا تو وہ ان کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آچکا تھا اور پھر عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جوزف کو ڈیل کر کے سردار ما تو کے لگے سے اس کی سرداری کا مخصوص نشان اتر وا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا یہ خیال بھی درست ثابت ہوا کہ سردار ما تو سرداری دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ان سے تعاون کرنے پر تیار ہو گیا لیکن اس نے خفیہ راستوں کی جو تفصیل بتائی تھی وہ عمران کے کام نہ آسکتی تھی

اگر سردار ما تو کی ہلاکت کا علم ان کے قبیلے والوں کو ہو گیا تو پھر پورا قبیلہ ہمارے خلاف اکٹھا ہو جائے گا اور ہم کتنے افراد کو ہلاک کر سکیں گے۔۔۔ کیپن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر یکخت انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کیپن شکیل کی بات درست تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں قبیلہ مار تو کے لوگ اگر ان کے خلاف جمع ہو گئے تو انہیں جانیں بچانا مشکل ہو جائیں گی۔

”لیکن ان ہیوی مشین گنوں کا کیا علاج کیا جائے؟“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔۔۔ اچانک صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”کیا؟“۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”میں نے لکڑی کے ایک کیبن میں اسلخ کی بڑی بڑی پیٹیاں پڑی ہوئی دیکھی ہیں۔ میں نے ایک پیٹی کو چیک کیا تو اس میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی میزائل گنیں موجود ہیں اور ان کے میزائل بھی۔ ہم اگر سامنے کے رخ پر موجود دونوں واقع ٹاورز پر اور عقبی طرف کے دونوں واقع ٹاورز پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں تو یہ لوگ فوری طور پر ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں گے اور ہم میزائل گنوں کی مدد سے دیوار توڑ کر اندر داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ صالحہ نے

کیونکہ انہیں اندر سے ہی آپریٹ کیا جا سکتا تھا باہر سے نہیں اس لئے عمران نے سردار ما تو کا خاتمہ کیا اور پھر وہ جوزف سمیت باہر آ گیا اور اب بیہاں وہ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔

”عمران صاحب۔ یہ چار دیواری چاروں طرف موجود ہے اور واقع ٹاورز پر بھی ہیوی مشینری موجود ہے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے اندر تو سوائے ہیلی کا پڑ کے اور کسی طرح بھی داخل نہیں ہوا جا سکتا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لاحالہ اس کی حفاظت کے لئے اندر مسلح سیکورٹی بھی ہو گی۔۔۔ اس بار کیپن شکیل نے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ ہمارے پاس ہیوی میزائل گنیں موجود ہیں۔ ان دیواروں پر میزائل برساؤ اور جو راستہ بننے اس سے اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس طرح اوپر واقع ٹاورز والے ہمیں ہیوی مشین گنوں سے بھون کر رکھ دیں گے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”تنور کی بات درست ہے۔ اب اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو تنور کا چہرہ یکخت چمک اٹھا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے جلد از جلد کرنا ہے ورنہ

کہا۔

”ویری گذ۔ صالحہ نے بہترین تجویز دی ہے اور میں اس میں مزید اضافہ یہ کرتی ہوں کہ صرف واقع ٹاورز پر ہی نہیں بلکہ لیبارٹری کی چارڈ یو اری کے اندر بھی بے ہوش کر دینے والی گیس چاروں طرف سے اس قدر مقدار میں فائر کر دی جائے کہ اندر موجود ہر آدمی بے ہوش ہو جائے۔ پھر تمام کارروائی آسانی سے اور یقینی ہو جائے گی۔“..... جولیا نے کہا۔

”گذشو۔ آج خواتین کا ڈے ہے۔ ویری گذ۔ یہ واقعی بہترین اور قابل عمل تجویز ہیں۔“..... عمران نے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں کے چہروں پر تیز چمک ابھر آئی۔

”صفر۔ تم تنوری کے ساتھ اس کیبن سے بے ہوش کرنے والی گیس کی گنیں اور میزائل لے آؤ۔ تم دونوں نے عقبی طرف فائرنگ کرنی ہے جبکہ کپیٹن ٹکلیل اور صالحہ سامنے والے واقع ٹاورز پر فائرنگ کریں گے۔ جوزف فرنٹ کی طرف سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا۔“..... عمران نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اور تم کیا کر دے گے؟“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”میں میڑک کے اس طالب علم کی طرح نتیجہ کا انتظار کروں گا جو نتیجہ آنے سے پہلے ساری رات جاگتا رہتا ہے اور ہر لمحے اسے فیل ہو جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو

صالحہ اور جولیا کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ پلانگ فیل ہو جائے گی؟“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں نے صرف دھڑک کی بات کی ہے۔ طالب علم تو بہر حال پاس ہو ہی جاتے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی دوسری بات ہے تو پلیز بتا دیں۔ اس وقت ہماری پوزیشن بے حد نازک ہے۔“..... صالحہ نے کہا۔

”میں یہاں اس لئے رک گیا ہوں کہ جیسے ہی تم اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل فائر کرو گے میں اس دیوار پر میزائل فائر کر دوں گا کیونکہ ظاہر ہے کہ دونوں سائیڈوں پر اور ان کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ صالحہ نے جو میزائل چیک کئے ہیں ان میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس تو ہے لیکن اس کے تاثرات بھی جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔“..... عمران نے اس بار نجیدہ لمحے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ہی تیزی سے مڑے اور درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس کیبن نما مکان کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنوں کی پیٹیاں موجود تھیں جبکہ عمران وہاں کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لیبارٹری میں داخلے کے بعد اصل مسئلہ ان سلامیم کے خاتمے کا تھا اور یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ انہیں

”عمران صاحب۔ اندر وہ مخلوق سلاجمیم بھی موجود ہو گی۔ اس کا کیا کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں سے نکل کر جنگل میں پھیل جائے۔“..... کیپشن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ بے ہوش نہیں ہوں گے؟“..... جولیا نے حرمت بھرے لبھے میں کہا۔

”کچھ کہا نہیں جا سکتا مس جولیا،“..... کیپشن شکیل نے جواب دیا۔

”جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ پہلے ہم اپنے مشن کا تو آغاز کریں،“..... تنویر نے کہا۔

”tnovir ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم نے پوری دنیا کو بچانے کے لئے کام کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اپنے اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے میزائل بیلٹ میزائل گن سے فسلک کر دی۔ یہ دس میزائلوں کی بیلٹ تھی اور عمران کا اندازہ تھا کہ ایک ہی میزائل اس دیوار کو اڑا دے گا لیکن اس کے باوجود اس نے پوری بیلٹ کو لوڈ کر دیا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس دیوار کی دوسری طرف کیا کچھ بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میزائلوں کے لئے کوئی خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں۔ عمران ابھی تک وہیں رکا ہوا تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی اس کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ پھر اچانک اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر

یے ہلاک بیا جائے یوں لہ اسے یہی طور پر یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لیبارٹری سے باہر ایک جھیل موجود تھی لیکن بے شمار افراد کو چاہے ہو مخلوط نسل کے ہی ہوں بیک وقت جھیل میں ڈبو کر ہلاک کرنا اس کے خیال کے مطابق تقریباً ناممکن تھا اور یہ بھی اسے معلوم نہ تھا کہ کیا یہ سلاجمیم گیس سے بے ہوش ہوں گے یا نہیں اور اسی خوف کے پیش نظر اس نے فیل ہونے والی بات کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے اسی وقت یہ خدشہ ظاہر نہ کر سکتا تھا ورنہ ان کے حوصلے پست ہو سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوزف نے ایک بڑی میزائل گن اور اس کی میزائل بیلٹ لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ باقی ساتھی بھی واپس آ گئے تھے۔

”تم دونوں لکتی دیر میں عقبی طرف پہنچ کر فائر کر سکتے ہو،“..... عمران نے صدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمیں بہر حال پون گھنٹہ لگ جائے گا کیونکہ واقع ٹاورز کی چینگ سے پنج کر عقبی طرف جانا پڑے گا،“..... صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب اپنی گھریاں ملا لو اور اب سے ایک گھنٹے بعد سب نے فائرنگ کا آغاز کر دینا ہے۔ پہلے واقع ٹاورز کو نشانہ بنایا جائے گا۔ پھر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل فائر کے جائیں گے اور پھر میں پانچ منٹ بعد دیوار توڑنے کا عمل شروع کر دوں گا،“..... عمران نے کہا۔

کیپن سے نکلتے دیکھا گیا ہے۔ اور، انھوں نے کہا۔

”ایکریمین اور یہاں۔ کیا تمہارے اس واقع ٹاور پر احمد لوگ تعینات ہیں۔ یہاں ایکریمین کہاں سے آ گیا ہے۔ اور،“۔ عمران نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔ اتنی بات بہر حال وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے ہی چیک کیا گیا ہے لیکن انہیں صرف شبہ ہے کیونکہ سردار ماٹو کا کیپن انتہائی گھنے درختوں کے درمیان بنا ہوا تھا اس لئے لامحالہ انہیں شبہ ہی ہو سکتا تھا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اور، دوسری طرف سے انھوں نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”آئندہ اگر تم نے ایسی احتمانہ باتیں کیں تو میں سینڈ ہیڈ کوارٹر سے تمہاری شکایت کر دوں گا۔ یہاں چڑیا بھی ہماری اجازت کے بغیر نہیں اڑ سکتی اور تم اجنبی ایکریمین انسان کی بات کر رہے ہو۔ اور، عمران نے انتہائی سخت لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری۔ اور اینڈ آل،“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسیمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ سینڈ ہیڈ کوارٹر کی دھمکی اس نے دانتہ دی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اس دھمکی نے اس چیف سیکورٹی آفیسر کو سوری کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے گھری دیکھی تو صرف دس منٹ گزرے تھے اور اسے ایک گھنٹہ گزارنا تھا۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے

سے کال آنا شروع ہو گی۔ یہ وہ ٹرانسیمیٹر تھا جو عمران سردار ماٹو کے آفس کی میز سے اٹھا لایا تھا۔ اس نے وہاں فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تھا تاکہ اگر فون پر کال آئے تو وہ کنکٹ نہ ہو سکے۔ اس نے جیب سے ٹرانسیمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ چیف سیکورٹی آفیسر انھوں کا لنگ۔ اور،“۔ ٹرانسیمیٹر آن ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی اور چیف سیکورٹی آفیسر کے الفاظ سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کی کال ہے۔

”لیں۔ سردار ماٹو اسٹڈنگ یو۔ اور،“ عمران نے سردار ماٹو کی آواز اور لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا فون انگریج جا رہا ہے۔ کیوں۔ اور،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ کیوں کال کیا ہے۔ اور،“۔ عمران نے لمحہ سخت بناتے ہوئے کہا کیونکہ وہ بہر حال اس مارتو ایریئے کا انچارج اور قبلے کا سردار بھی تھا۔

”تمہارے ایریئے میں پراسرار نقل و حرکت مارک کی گئی ہے۔ اور،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

”پراسرار نقل و حرکت۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اور،“۔ عمران کا لمحہ مزید سخت ہو گیا۔

”واقع ٹاور سے مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک ایکریمین کو تمہارے

تمام حواس پوری طرح بیدار تھے کیونکہ ماتو قبیلے کا کوئی بھی آدمی یا کوئی درندہ اچانک ادھر آ سکتا تھا اور پھر طویل انتظار کا یہ ایک گھنٹہ بھی گزر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میزائلوں کو پینچے سے اڑ کر واچ ٹاورز کے اندر گرتے ہوئے دیکھا۔ سامنے کے دونوں ٹاورز پر مسلسل بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل گرفتہ ہے تھے اور پھر ان میزائلوں کا رخ بدلا اور اب وہ دونوں اطراف سے لیبارٹری کی اوپری چار دیواری کے اندر فائر ہونے شروع ہو گئے۔ عمران گھری دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی پانچ منٹ مزید گزرے وہ ہیوی میزائل گن اٹھائے تیزی سے لیبارٹری کی دیواز کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر کچھ دیر فاصلے پر جا کر اس نے میزائل گن کا رخ دیوار کی طرف کیا اور تریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے فضا خوفناک دیگرے چار میزائل دیوار پر فائر کر دیے تھے اور ان میزائلوں نے عریض صحن کا حصہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن دیوار کے قریب آ کر وہ رک گیا کیونکہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات بہر حال موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ سب سے آخر میں صدر اور تنور پہنچے تھے۔

”جوزف۔ تم اور تنور بہر رہو گے کیونکہ دھماکوں کی وجہ سے

یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔ تم نے خیال رکھنا ہے کہ انہیں اس انداز میں روکا جائے کہ سارا قبیلہ یہاں اکٹھا نہ ہو جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں بس۔ اب ماتو قبیلے کا سردار میں ہوں اس لئے ماتو قبیلہ آپ کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔“..... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ پٹی نکالی جو اس نے سردار ماتو کے گلے سے نوچی تھی اور اسے اپنے گلے میں باندھ لیا۔

”کیا اس پٹی سے قبیلہ تمہیں سردار مان لے گا۔“..... صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”مجھے ان کی زبان بھی آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ بڑنے سانپ کے پچاری ہیں۔ اب میں انہیں آسانی سے ڈیل کر لوں گا۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوزف کا ذہن ان معاملات میں کس طرح کام کرتا ہے اور پھر اس نے باقی ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تو وہ سب ٹوٹی ہوئی دیوار کے بڑے سے سوراخ سے گزر کر اس لیبارٹری میں داخل ہو گئے جہاں داخل ہونے سے انہیں روکنے کے لئے بلیک ٹھنڈر نے ایک لحاظ سے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لورگو شہر کی اس رہائش گاہ میں موجود تھا جہاں سے وہ مشن کی تکمیل کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ عمران اس وقت میز پر نقشہ پھیلائے اور کاغذات کا ایک پورا دستہ سائیڈ پر رکھے اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ نقشے کو دیکھ دیکھ کر کاغذ پر پین سے مختلف اعداد لکھتا رہا اور پھر انہیں کافی دریتک ضرب تقسیم کر کے نقشے پر نشانات لگانا شروع کر دیتا۔ اس طرح وہ مسلسل کام کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھی دوسرے کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ البتہ جوزف، عمران والے کمرے کے باہر دروازے کے قریب بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے عمران پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک طویل سانس لپتے ہوئے سر انھیا اور کرسی کی پشت سے سرٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی

تحکاٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔

”جوزف“..... اچانک عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے بھلی کی سی تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”کافی بنا لاؤ سب کے لئے اور ساتھیوں کو بھی یہاں بھجوادو“۔ عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اس کمرے میں پہنچ گئے۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ کام ہو گیا ہے یا نہیں“..... صدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بڑی دردسری کرنا پڑی ہے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ میں درست مقام پر پہنچ گیا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس لیبارٹری کا خاتمه کیسے ہو گا۔ وہ وہاں دوسرے سامنے داں اور مشینری بھیج دیں گے“..... جولیا نے کہا۔

”اب ایسا ان کے لئے بھی ممکن نہیں رہا کیونکہ جس ڈھانچے سے وہ ڈی این اے لے کر گلوونگ کر کے سلاجیم کو وجود میں لا رہے تھے وہ میں نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ سلاجیم کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ فکر تھی لیکن تمام سلاجیم ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو چکے تھے۔ ان کے ڈی این اے سے بھی مزید سلاجیم

وجود میں لائے جاسکتے تھے اس لئے ان سب کو اکٹھا کر کے پڑول چھڑک کر ان کو بھی تکمیل طور پر جلا دیا گیا ہے۔ وہاں موجود تمام سائنس دان بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ خاص طور پر پروفیسر ایڈگر جو اس سارے کھیل کا سربراہ تھا وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو اس نے دوڑے اٹھائے ہوئے تھے جن میں کافی کی پیالیاں موجود تھیں۔

”اوہ۔ مجھے کہنا تھا۔ میں بنالاتی۔“..... جولیا نے چونک کر کہا۔ ”جوزف زیادہ اچھی کافی بناتا ہے۔ پی کر دیکھو۔“..... عمران نے کہا۔

”تھیک یو بس۔“..... جوزف نے بڑے سرت بھرے لمحے میں کہا۔ وہ سب کے سامنے کافی کی پیالی رکھ کر اب سیدھا کھڑا تھا۔

”تم نے اپنے لئے نہیں بنائی۔“..... عمران نے پوچھا۔ ”نہیں بس۔ جب میں نے شراب چھوڑ دی ہے تو پھر یہ کافی کیا ہے۔“..... جوزف نے جواب دیا۔ ”ارے۔ یہ تمہارے افریقہ کی ہی پیداوار ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں بس۔ افریقہ میں ایسی کافی کامیٰ استعمال کرتے ہیں۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”کامی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”دکسی بھی قبیلے کے غلاموں کو کامی کہا جاتا ہے باس۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تو ہم تمہاری نظروں میں غلام ہیں۔“..... اس بار تویر نے غصیلے لمحے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ جوزف کوئی جواب دیتا اچانک عمران کی جیب سے ٹرانسمیٹر کال کر آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ وہ ٹرانسمیٹر تھا جو عمران نے سردار ما تو کے کیپن سے اٹھایا تھا۔ عمران نے اس کی سکرین پر درج فریکونسی چیک کی جہاں سے کال کی جا رہی تھی اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس نے پہلے ہی اس فریکونسی کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ بلیک تھنڈر کے کسی سیکشن ہیڈ کوارٹر کی فریکونسی ہے اور گزشتہ دو گھنٹوں سے وہ نقشے پر جو کام کرتا رہا تھا وہ اسی فریکونسی سے مقام کا تعین تھا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ سینڈ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور۔“..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے فولادی گراریاں ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہی ہوں اور عمران یہ آوازن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”لیں بس۔ سردار ما تو بول رہا ہوں۔ اوور۔“..... عمران نے سردار

ماتو کی آواز اور لبجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ تم سردار ماتو تو نہیں ہو۔ کون ہو تم۔ اور“۔

دوسری طرف سے تیز لبجے میں کہا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ واں چینگ کمپیوٹر نے اس کی آواز کو بطور سردار ماتو اور کے نہیں کیا۔

”تو پھر سن لو۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اور“..... عمران نے اس بار اپنے اصل لبجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ سردار ماتو کہاں ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا۔

”میرا خیال تھا کہ سردار ماتو کو کسی سیکشن ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کیا جاتا ہو گا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ کھیل سینڈ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کھیلا جا رہا ہے تو پھر تفصیل سن لو۔ تمہارا سردار ماتو اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمہاری مارتو ایریا میں موجود لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اود نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ سلاجیم تو تمہاری گرد نہیں اڑا دیتے۔ وہ تو کسی بھی طرح ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اور“..... دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

”جب ہم لیبارٹری میں داخل ہوئے تو وہاں موجود سینکڑوں سلاجیم پہلے ہی ہلاک ہو چکے تھے اور ان کی لاشیں دیکھ کر ہم بھی

جیران رہ گئے تھے۔ ہم نے پہلے اس لیبارٹری میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی اس لئے وہاں موجود سب لوگ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے لیبارٹری انچارج پروفیسر ایڈگر کو ہوش دلا دیا اور پھر اس پروفیسر ایڈگر نے بتایا کہ وہ پہلے ہی یہ تجربہ کر چکے تھے کہ سلاجیم بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش ہونے کی بجائے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں ابھی تحقیق کر رہے تھے کہ اس کی کیا وجہ ہے اور اس کا تدارک کیا ہو سکتا ہے کہ ہم نے اندر گیس فائر کر دی اور اس طرح وہاں موجود تمام سلاجیم ہلاک ہو گئے۔ پھر ہم نے آئندہ کے لئے انسانوں کے خلاف استعمال اس دشمن کی لاشوں کو پڑوں چھڑک کر جلا کر راکھ کر دیا تاکہ ان کے ڈی این اے سے انہیں دوبارہ وجود میں نہ لایا جا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈھانچہ جس کے ڈی این اے سے پروفیسر ایڈگر اور اس کے ساتھیوں نے سلاجیم کو وجود میں لایا تھا وہ بھی جلا کر راکھ کر دیا۔ لیبارٹری میں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور تمام مشینزی بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ سردار ماتو اور اس کے ساتھی اور اس کی تمام مشینزی سب کچھ ختم کر دیا گیا۔ اور“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیبارٹری میں داخلہ ممکن ہی نہیں ہے۔ پھر اس پر واقع ٹاورز ہیں اور تم کسی صورت مارتو ایریا تک نہیں نہیں پہنچ سکتے۔ کالاش سے مارتو تک ہر

طرف سکینز نصب ہیں جو ایک لمحے میں تمہاری نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اور،..... دوسری طرف سے ہڈیاں انداز میں چھپتے ہوئے لمحے میں کہا گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ اس لیبارٹری کی تباہی کا سن کر تم اپنے ہوش و حواس کھول بیٹھے ہو۔ اس ٹرانسمیٹر کا میرے پاس ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم مارتو ایریا میں تمہارے سردار ماتو تک پہنچ چکے ہیں اور پروفیسر ایڈگر کا نام ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم لیبارٹری کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تم لوگ مشینزی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ تم جدید مشینزی استعمال کر کے نامکن کو ممکن بنا لو گے لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ انسان کے ذہن کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز انسانوں کی بنائی ہوئی تمام مشینزی سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے اور جہاں تک سکینز کا تعلق ہے ہم جس جیپ پر سوار تھے اس پر کشان ریز کا آله موجود تھا اس لئے سکینز بے کار ہو گئے۔ اور،..... عمران نے اس بارقدرے سخت لمحے میں کہا۔

”اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو پھر تم سمیت پورے پاکیشیا کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ اور،..... دوسری طرف سے اسی طرح چھپتے ہوئے لمحے میں کہا گیا۔

”تمہاری ذہنی کیفیت کو میں بخوبی سمجھ رہا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا یہ سکینڈ ہیڈ کوارٹر جنوبی بحر الکاہل کے

دور دراز جزیرے کو نگاہ پر واقع ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے لئے اس پورے جزیرے کو سمندر میں غرق کر دینا قطعی مشکل نہیں ہے۔ اپنے ہیڈ کوارٹر سے پہلے بات کرو پھر پاکیشیا کے خلاف کوئی بات سوچنا۔ سمجھ گئے تم اور اس بات کو یاد رکھنا۔ اور ایڈآل۔“

عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے پوری قوت سے کمرے کی سامنے والی دیوار پر دے مارا۔ ایک دھاکے کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر ٹوٹ پھوٹ کر پیچ گرا اور اس کے پرزو فرش پر بکھر گئے۔

”یہ کیا کیا تم نے۔ اس کی کیا ضرورت تھی؟..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کے ذریعے وہ یہ معلوم کر لیتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں اور یہاں سے پاکیشیا تک کا سفر کافی طویل ہے اور تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس لیبارٹری کی تباہی کا سن کر ان کی کیا حالت ہو رہی ہو گی اس لئے میں نے اسے فوری تباہ کر دیا ہے تاکہ انہیں معلوم نہ ہو سکے کہ ہم کہاں موجود ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ نے اس سکینڈ ہیڈ کوارٹر کا درست مقام تلاش کر لیا ہے تو اس کی تباہی بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے پاکیشیا کے وجود کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”ویسے تو مجھے یقین ہے کہ بلیک تھنڈر کا میں ہیڈ کوارٹر نہیں

اس بات کی اجازت نہیں دے گا لیکن میں نے دانتہ اسے وہ مقام بتا دیا ہے تاکہ اس کے ہوش و حواس درست رہیں۔ اب مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف سوچنا بھی ترک کر دیں گے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”اس کے باوجود عمران صاحب اب اس بلیک تحفہ تنظیم کی تباہی ضروری ہو گئی ہے۔ یہ واقعی پوری دنیا کے لئے خطرہ بنتے جا رہے ہیں۔..... کیپشن شکیل نے کہا۔

”یہ سوچنا چیف کا کام ہے۔ ہمیں جو ماسک دیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل ہو گیا ہے اور اس غیر فطری مخلوق سے پوری دنیا کو جو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس کا خاتمه کر دیا گیا ہے اور فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریبوٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

”اس لیبارٹری میں واٹیس چارجر میگا بم نصب تم نے کئے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ انہیں ڈی چارج کر کے اس پوری لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے۔..... عمران نے کہا۔

”بالکل عمران صاحب۔ یہ ضروری بھی ہے کیونکہ ان سامنس دانوں کا کوئی پتہ نہیں۔ انہوں نے لیبارٹری کے کسی کوئے کھدرے سے کسی سلاجیم کا ڈی این اے نکال کر پھر اس پر کام شروع کر دینا ہے۔..... صغار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صالح۔ یہ کارنامہ تمہارا ہے اس لئے اس لیبارٹری کو تمہارے ہی ہاتھوں تباہ ہونا چاہئے۔..... عمران نے صالح سے مخاطب ہو کر کہا تو صالح بے اختیار اچھل پڑی۔

”میرا کارنامہ کیسے ہو گیا۔ یہ ہم سب کا مشترکہ کارنامہ ہے۔..... صالح نے کہا۔

”نہیں۔ اس لیبارٹری میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا آئیڈیا تم نے دیا تھا اور اس گیس کی وجہ سے تمام سلاجیم خود بخود ہلاک ہو گئے اور ہم بھی اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میرا ذہن سوچ سوچ کر تھک گیا تھا اور کوئی ایسی ترکیب سمجھ نہ آ رہی تھی جس سے یہ دونوں کام ہو سکتے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی انتہائی اعلیٰ طرف کے مالک ہیں عمران صاحب۔ آپ اپنے کریڈٹ کو جس خوش دلی اور فیاضی سے دوسروں کی جھوٹی میں ڈال دیتے ہیں یہ واقعی آپ کا ہی کام ہے۔..... صالح نے بڑے جذباتی سے لبھے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اس قدر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کام جس نے کیا ہے اسے ہی اس کا کریڈٹ ملنا چاہئے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریبوٹ کنٹرول نما آلہ اٹھا کر صالح کے سامنے رکھ دیا۔ ”عمران صاحب۔ اگر وہاں اس لیبارٹری کو تباہ کیا جاتا تو کم از

کم ہم اسے تباہ ہوتے تو دیکھ لیتے۔ یہاں تو صرف بٹن پر لیں کر کے ہی یہ سمجھ لیا جائے گا کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہاں اگر لیبارٹری تباہ کی جاتی تو مارتون قبیلے کے ساتھ ساتھ اور نجانے کتنے قبیلے وہاں پہنچ جاتے اور جوزف اکیلا سب قبیلوں کا سردار نہ بن سکتا تھا۔ پھر شاید ہماری بخیریت واپسی بھی مشکل ہو جاتی۔ پہلے ہی آدمی ٹیم زخمی ہو کر پاکیشیا پہنچی ہے۔ اب اگر باقی آدمی بھی زخمی ہو کر پہنچتی تو تمہارا چیف مجھے کچا جاتا۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ چیف آدمخور ہے۔ خبردار۔ اگر چیف کے بارے میں ایسے الفاظ دوبارہ کہے تم نے۔“ یکخت جولیا نے غصیلے لمحے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو سب اس کے اس انداز پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”کیا واقعی مشن کی تکمیل میرے ہاتھوں ہو گی؟“ صالح نے ریبووٹ کنٹرول نما آلہ الٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں جذباتی ہونے کی وجہ سے ہلکی سی لرزش نمایاں تھی۔

”ہاں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالح نے ایک بٹن پر لیں کر دیا تو آلبے پر چھوٹا سا زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ زرد بلب کو جلتے دیکھ کر صالح نے دوسرا بٹن پر لیں کر دیا اور اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کی جگہ سرخ رنگ کا بلب

ایک لمحے کے لئے روشن ہوا اور پھر بجھ گیا۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملنے والی کامیابی مبارک ہو۔ میری طرف سے دلی مبارک باد قبول کرو۔“ عمران نے کہا تو باری باری سب نے صالحہ کو باقاعدہ مبارک باد دی اور صالحہ کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے اس طرح چمک رہا تھا جیسے اس کے چہرے کی جلد کے پیچھے انہائی طاقتور الیکٹریک بلب جل اٹھے ہوں۔

”اب تمہارے چیف کو بھی مبارک باد دے دی جائے تاکہ وہ میرے لئے کوئی بڑا سا چیک تیار کر سکے۔“ عمران نے کوٹ کی دوسری جیب سے ایک سیل فون نکالتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”یہاں سے کیوں کال کر رہے ہو۔ اگر کال چیک ہو گئی تو۔“ جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس کا بندوبست پہلے سے ہم سب کے سیل فون میں موجود ہے۔ بے فکر رہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف بلیک تھنڈر سے بھی زیادہ جدید آلات استعمال کرتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ پاکیشیا جا کر بھی تو رپورٹ دی جا سکتی ہے۔ کیا یہاں سے کال کرنا ضروری ہے؟“ صدر نے کہا۔

”یہ اپنا طرہ اونچا رکھنے کے لئے کام کر رہا ہے۔“ تنوری نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہستے ہوئے کہا۔

”ہمارے اس مشن پر پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ خاص طور پر پرپاورز کی جنہوں نے چیف کی منٹ کی تھی کہ وہ پاکیشیا بیکرث سروس کو اس مشن پر کام کرائے اس لئے چیف نے کہہ دیا تھا کہ مشن مکمل ہوتے ہی اسے کال کر کے بتا دیا جائے تاکہ وہ سرسلطان کے ذریعے تمام پرپاورز کو یہ اطلاع دے سکیں کہ پاکیشیا بیکرث سروس نے مشن مکمل کر دیا ہے۔..... عمران نے کہا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ختم شد

شہر آفاق مصطف جناب مظہر کلیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیاناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سیکیم

”گولڈن پیکچر“

تفصیلات معلوم کرنے کے لئے انہی کال کجھے

مکمل ناول

کروگ

مصطف

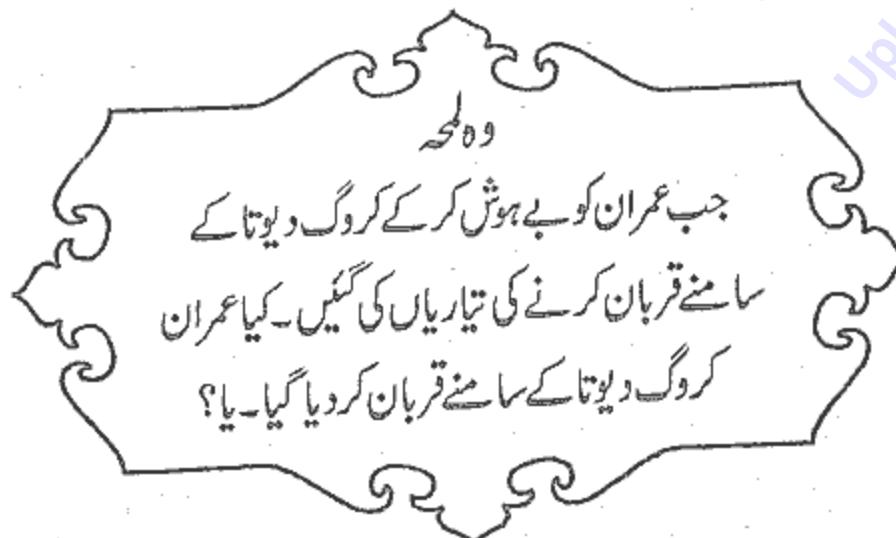
مظہر کلیم ایم اے

کروگ - ایک فرقہ جو کوئے کو دیوتا مان کر اس کی پوجا کرتا تھا۔

کروگ دیوتا - جس کے سامنے انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔

کروگ - پاکیشیا اور کافرستان میں بھی کروگ دیوتا کے معبد موجود تھے جہاں انسانوں کو قربان کیا جاتا تھا۔

ڈبل ریڈ - ایک یورپی ملک کی یہودی تنظیم جس نے کروگ کی آڑ میں پاکیشیا میں میزائلوں کی فیکٹری تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی۔



وہ لمحہ

جب عمران کو بے ہوش کر کے کروگ دیوتا کے سامنے قربان کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ کیا عمران کروگ دیوتا کے سامنے قربان کر دیا گیا۔ یا؟

وہ لمحہ - جب جوزف نے ناقابل یقین نشانے کا مظاہرہ کر کے عمران کو بچالیا۔

وہ لمحہ - جب کروگی جلا دوں کو عمران کے خاتمے کے لئے پاکیشیا بھجوایا گیا اور

کروگی جلاووں نے عمران پر بھر پورا اور کامیاب قاتلانہ حملہ کیا۔ اور پھر۔؟
وہ لمحہ۔ جب قاتلانہ حملے کے بعد پوری دنیا کے ڈاکٹروں نے عمران کے زندہ
نقج جانے سے مایوسی کا اظہار کر دیا۔ پھر۔؟

جب جوزف نے اپنے انداز میں عمران کا علاج کرنے کے لئے ڈاکٹر صدیقی پر مشین پہنچنے کیا جو زف عمران کا علاج کر سکا یا نہیں۔ اور یہ علاج کیا تھا؟ حیرت انگریز پر مشین

وہ لمحہ۔ جب اسکلید نائیگر نے پاکیشی میں یہودیوں کی خوفناک سازش کا سراغ لگایا اور سازش کونا کام بنا دیا۔

دنیا میں کروگ کے مرکزی معبد اور اس کے بڑے پچاریوں کے خلاف نائیگر اور جوزف کی دلیرانہ کارروائی۔

اسرار و تحریر میں ڈوبی ہوئی انتہائی غفران دانہ انداز میں لکھی گئی دلچسپ کہانی

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملٹان

Mob

0333-6106573

0336-3644440

0336-3644441

Ph 061-4018666

کتب منگوانے کا پتہ اوقاف بلڈنگ ار سلان پبلی کیشنز پاک گیٹ ملٹان